فہرست مضامین نور محمدی بہشتی زیور حصہ چہارم مکمل و مدلل

نور محمدی بہشتی زیور کا چوتھا حصہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب (۱) نکاح کا بیان باب اول

مسئلہ ۱ - نکاح بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے - دین اور دنیا دونوں کے کام اس سے درست ہوجاتے ہیں اور اس میں بہت فائدے اور بے انتہا مصلحتیں ہیں - آدمی گناہ سے بچتا ہے دل ٹھکانے ہوجاتا ہے - نیت خراب اور ڈاواں ڈول نہیں ہونے پاتی اور بڑی بات یہ ہے کہ فائدہ کا فائدہ اور ثواب کا ثواب - کیونکہ میاں بیوی کا پاس بیٹھکر محبت پیار کی باتیں کرنا ہنسی دل لگی میں دل بہلانا نفل نمازوں سے بھی بہتر ہے - مسئلہ ۲ - نکاح فقط دو لفظوں سے بندھ جاتا ہے جیسے کسی نے گواہوں کے روبرو کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا - اس نے کہا میں نے قبول کیا - بس نکاح بندھ گیا اور دونوں میاں بی بی ہوگئے - البتہ اگر اس کی کئی لڑکیاں ہوں تو فقط اتنا کہنے سے نکاح نہ ہوگا بلکہ نام لیکر یوں کہے کہ میں نے اپنی لڑکی قدسیہ کا نکاح تمہارے ساتھ کیا وہ کہے کہ میں نے قبول کیا - مسئلہ ۳ - کسی نے کہا اپنی فلانی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کردو - اُس نے کہا میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کردیا تو نکاح ہوگیا - چاہے پھر وہ یوں کہے کہ میں نے قبول کیا یا نہ کہے نکاح ہوگیا - مسئلہ ۴ - اگر خود عورت وہاں موجود ہو اور اشارہ کر کے یوں کہدے کہ میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کیا وہ کہے میں نے قبول کیا تب بھی نکاح ہوگیا نام لینے کی ضرورت نہیں - اور اگر وہ خود موجود نہ ہو تو اس کا بھی نام لیوے اور اس کے باپ کا نام بھی اتنے زور سے لیوے کہ گواہ لوگ سن لیویں اور اگر باپ کو بھی لوگ نہ جانتے ہوں اور فقط باپ کے نام لینے سے معلوم نہ ہو کہ کس کا نکاح کیا جاتا ہے تو دادا کا نام بھی لینا ضروری ہے - غرض یہ ہے کہ ایسا پتہ مذکور ہونا چاہئے کہ سننے والے سمجھ لیویں کہ فلانی کا نکاح ہو رہا ہے - مسئلہ ۵ - نکاح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ کم سے کم دو مردوں کے

۶ وشرط سماع کل من العاقدین لفظ الآخر وشرط حضور شاہدین حرین او حر وحرتین مکلفین سامعین قولہما معا علی الاصح فاہمین انہ نکاح مسلمین لنکاح المسلمۃ ۱۲ در ص ۳۷۵ ج ۲

۱ انہ (النکاح) عبادۃ معاملۃ ... قالوا ان الاشتغال بہ ... ل من التخلی لنوافل العبادات ... الاشتغال بہ وما یشتمل ... من القیام بمصالحہ واعفاف ... نفس عن الحرام وتربیۃ ... ونحو ذلک ۱۲ رد المحتار ص ۳۵۵ ج ۲

۲ وینعقد متلبسا بایجاب من ... احدہما وقبول من الآخر وضعا ... ضی لان الماضی ادل علی ... تحقق کزوجت نفسی او بنتی او ... کلتی منک فیقول الآخر تزوجت ... او قبلت لنفسی او لموکلی او ... او موکلتی (رد المحتار ص ۳۶۱ ج ۲) ... ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور ... ہدین ۱۲ ہدایہ ص ۲۸۶ ج ۲ ورد المحتار ص ۳۷۳ ج ۲

۳ لو زوجہ بنتہ ولم یسمہا ولہ بنتان ... صح للجہالۃ بخلاف ما اذا کانت ... بنت واحدۃ (رد المحتار ص ۳۷۶ ج ۲) ... زوج بنتہ منہ ولہ بنتان لا یصح ... اذا کانت احداہما متزوجۃ ... نصرف الی الفارغۃ (رد المحتار ص ۳۷۶ ج ۲)

۴ ولو قال رجل لآخر زوجنی ... نتک فقال الآخر زوجت او قال ... لم یکن نکاحا ما لم یقل قبلت ... ن زوجنی استخبار ولیس بعقد ... لاف زوجنی لانہ توکیل ای ... کون کلام الثانی قائم مقام ... طرفین وقیل انہ ایجاب ۱۲ ... المختار ص ۳۶۷ ج ۲

۵ فان کانت حاضرۃ منتقبۃ ... فی الاشارۃ الیہا ثم قال فی البحر وان کانت غائبۃ ولم یسمعوا کلامہا بان عقد لہا وکیلہا فان کانت الشہود یعرفونہا کفی ذکر اسمہا اذا علموا انہ ارادہا وان لم یعرفوہا لابد من ذکر اسمہا واسم ابیہا وجدہا ... رد المحتار ص ۳۷۵ ج ۲

یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ لوگ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور وہ دونوں لفظ کہتے سنیں۔ تب نکاح ہوگا۔ اگر تنہائی میں ایک نے کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا دوسرے نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر فقط ایک آدمی کے سامنے نکاح کیا تب بھی نہیں ہوا۔ **مسئلہ ۶**۔ اگر مرد[۵۱] کوئی نہیں۔ صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں تب بھی نکاح درست نہیں ہے۔ چاہے دس بارہ کیوں نہ ہوں۔ دو عورتوں کے ساتھ ایک مرد ضرور ہونا چاہئے۔ **مسئلہ**۔ اگر دو مرد[۵۲] تو ہیں لیکن مسلمان نہیں ہیں تو بھی نکاح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر مسلمان تو ہیں لیکن وہ دونوں یا ان میں سے ایک ابھی جوان نہیں تب بھی نکاح درست نہیں۔ اسی طرح اگر ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے نکاح ہوا۔ لیکن وہ عورتیں ابھی جوان نہیں ہوئیں۔ یا ان میں سے ایک ابھی جوان نہیں ہوئی ہے تو نکاح صحیح نہیں ہے۔ **مسئلہ ۸**۔ بہتر یہ[۵۳] ہے کہ بڑے مجمع میں نکاح کیا جائے۔ جیسے نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں یا اور کہیں تاکہ نکاح کی خوب شہرت ہو جاوے اور چھپ چھپا کے نکاح نہ کرے۔ لیکن اگر کوئی ایسی ضرورت پڑ گئی کہ بہت آدمی نہ جان سکے تو خیر کم سے کم دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ضرور موجود ہوں جو اپنے کانوں سے نکاح ہوتے سنیں **مسئلہ ۹**۔ اگر مرد[۵۴] بھی جوان ہے اور عورت بھی جوان ہے تو وہ دونوں اپنا نکاح خود کر سکتے ہیں۔ دو گواہوں کے سامنے ایک کہدے کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ بس نکاح ہو گیا **مسئلہ**۔ اگر کسی[۵۵] نے اپنا نکاح خود نہیں کیا بلکہ کسی سے کہدیا کہ تم میرا نکاح کسی سے کر دو یا یوں کہا میرا نکاح فلانے سے کر دو۔ اور اس نے دو گواہوں کے سامنے کر دیا تب بھی نکاح ہو گیا۔ اب اگر وہ انکار بھی کرے تب بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔

باب دوم جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے اُن کا بیان

مسئلہ ۱۔ اپنی اولاد[۵۶] کے ساتھ اور پوتے پڑپوتے اور نواسے وغیرہ کے ساتھ نکاح درست نہیں اور باپ دادا۔ پردادا۔ نانا۔ پرنانا وغیرہ سے بھی درست نہیں **مسئلہ ۲**۔ اپنے[۵۷] بھائی اور ماموں اور چچا اور بھتیجے اور بھانجے کے ساتھ نکاح درست نہیں اور شرع میں

[۵۶] بنات الاخوۃ المتفرقین لقولہ تعالی حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم والجدات امہات (ہدایہ ص۲۸۰ ج۲) وفی الہدایہ حرم علی المتزوج ذکرا کان او انثی نکاح اصلہ وفرعہ علا او تنزل ص۱۸۳ ج۲ ۱۲ [۵۷] دیکھو حاشیہ نمبر ۶ صفحہ ہذا ۱۲

[۵۱] لا تقبل شہادۃ الاربع منہن وحدہن (ہدایہ ص۱۲۱ ج۳) ولا ینعقد بشہادۃ المرأتین بغیر رجل ولا بشہادۃ العبید والمجنونین والصبیین والخنثیین اذا لم یکن معہما رجل ۱۲ خانیہ ص۳۳۱ ج۱

[۵۲] فلا ینعقد بحضرۃ العبید ولا بحضرۃ المجانین والصبیان ولا بحضرۃ الکفار فی نکاح المسلمین ہکذا فی البحر الرائق ۱۲ عالمگیری ص۲۶۷ ج۱

[۵۳] ویندب اعلانہ وتقدیم خطبۃ وکونہ فی مسجد یوم جمعۃ بعاقد رشید وشہود عدول ۱۲ رد المحتار ص۲۵۹-۲۶۰ ج۲

[۵۴] نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما اللہ تعالی (عالمگیری ص۲۸۷ ج۱) والاصل ان کل من تصرف فی مالہ تصرف فی نفسہ ومالا فلا (رد المحتار ص۳۳۴ ج۲) وینعقد متلبسا بایجاب من احدہما وقبول من الآخر وشرط سماع کل من العاقدین لفظ الآخر وشرط حضور شاہدین ۱۲ رد المحتار ص۳۳۹-۳۴۲ ج۲

[۵۵] یصح التوکیل بالنکاح وان لم یحضرہ الشہود کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن خواہر زادہ ۱۲ عالمگیری ص۲۹۴ ج۱

[۵۶] لا یحل للرجل ان یتزوج بامہ ولا جداتہ من قبل الرجال والنساء ولا ببنتہ ولا ببنت ولدہ وان سفلت ولا باختہ ولا ببنات اختہ ولا ببنات اخیہ ولا بعمتہ ولا بخالتہ وتدخل فیہا العمات المتفرقات والخالات المتفرقات ص۱

بھائی[ف] وہ ہے جو ایک ماں باپ سے ہو یا ان دونوں کا باپ ایک ہو اور ماں دو ہوں۔ یا اُن دونوں کی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں۔ یہ سب بھائی ہیں۔ اور جس کا باپ بھی الگ ہو اور ماں بھی الگ ہو وہ بھائی نہیں۔ اس سے نکاح درست ہے۔ **مسئلہ ۳**۔ داماد[ف] کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے لڑکی کی رخصتی ہو چکی ہو اور دونوں میاں بی بی ایک ساتھ رہے ہوں یا ابھی رخصتی نہ ہوئی ہو ہر طرح نکاح حرام ہے۔ (یعنی بیٹی کا شوہر ۱۲) **مسئلہ ۴**۔ کسی[ف] کا باپ مر گیا اور ماں نے دوسرا نکاح کیا۔ لیکن ماں ابھی اس کے پاس رہنے نہ پائی تھی کہ مر گئی یا اس نے طلاق دیدی تو اس سوتیلے باپ سے نکاح کرنا درست ہے۔ ہاں اگر ماں اس کے پاس رہ چکی ہو تو اس سے نکاح درست نہیں۔ **مسئلہ ۵**۔ سوتیلی اولاد[ف] سے نکاح درست نہیں۔ یعنی ایک مرد کے کئی بیبیاں ہیں تو سوت کی اولاد سے کسی طرح نکاح درست نہیں۔ چاہے اپنے میاں کے پاس رہ چکی ہو یا نہ رہی ہو۔ ہر طرح نکاح حرام ہے۔ **مسئلہ ۶**۔ خسر[ف] اور خسر کے باپ دادا کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں **مسئلہ ۷**۔ جب[ف] تک اپنی بہن نکاح میں رہے تب تک بہنوئی سے نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر بہن مر گئی یا اس نے چھوڑ دیا اور عدّت پوری ہو چکی تو اب بہنوئی سے نکاح درست ہے اور طلاق کی عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح درست نہیں۔ **مسئلہ ۸**۔ اگر دو بہنوں[ف] نے ایک ہی مرد سے نکاح کیا تو جس کا نکاح پہلے ہوا وہ صحیح ہے اور جس کا بعد میں کیا گیا وہ نہیں ہوا۔ **مسئلہ ۹**۔ ایک مرد[ف] کا نکاح ایک عورت سے ہوا تو اب جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں رہے۔ اسکی پھوپی اور اس کی خالہ اور بھانجی اور بھتیجی کا نکاح اس مرد سے نہیں ہو سکتا۔ **مسئلہ ۱۰**۔ جن[ف] دو عورتوں میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی عورت مرد ہوتی۔ تو آپس میں دونوں کا نکاح نہ ہو سکتا۔ ایسی دو عورتیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ جب ایک مر جاوے یا طلاق مل جاوے۔ اور عدت گذر جائے تب دوسری عورت اس مرد سے نکاح کرے **مسئلہ ۱۱**۔ ایک[ف] عورت ہے اور اس کی سوتیلی لڑکی ہے۔ یہ دونوں ایک ساتھ اگر کسی مرد سے نکاح کر لیویں تو درست ہے **مسئلہ ۱۲**۔ لے[ف] پالک کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں۔ لڑکا بنانے سے سچ مچ وہ لڑکا نہیں ہو جاتا (یعنی متبنی ۱۲)

ف فلا یجوز الجمع بین امرأة وعمتها نسباً او رضاعاً وخالتها کذلک ونحوها (عالمگیری ص ۲۷۷ ج ۱) ولا یجمع بین المرأة وعمتها وخالتها وابنة اخیها وابنة اختها لقوله علیه السلام لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها ولا علی ابنة اخیها ولا علی ابنة اختها ۱۲ ہدایہ ص ۲۸۹ ج ۲

ف والاصل ان کل امرأتین لو صورنا احدٰہما من ای جانب ذکراً لم یجز النکاح بینہما برضاع او نسب لم یجز الجمع بینہما ہکذا فی المحیط ۱۲ عالمگیری ص ۲۷۷ ج ۱

ف فجاز الجمع بین امرأة وبنت زوجہا ۱۲ رد المحتار ص ۳۹۱ ج ۲ و عالمگیری ص ۲۷۷ ج ۱

ف ولا تحرم علیه الابن المتبنی علی الاب المتبنی ہکذا فی محیط السرخسی ۱۲ عالمگیری ص ۲۷۴ ج ۱

ف واما الاخوات فالاخت ب وأم والاُخت لاب لاخت لأم وکذا بنات خ والاخت وان سفلن المگیری ص ۲۷۳ ج ۱

ف لا یحل للرجل ان یتزوج ولا بام امرأته التی ی بابنتها اولم یدخل ابنت امرأته التی دخل ولا بامرأة ابنه و بنی وان دہدایہ ص ۲۸۷ - ۲۸۸ ج ۲

ات الزوجة وبنات ادہا وان سفلن بشرط دخول بالام کذا فی الحاوی القدسی سواء کانت الابنة فی حجره اولم تکن ۱۲ عالمگیری ص ۲۷۴ ج ۱

ف دیکھو حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ہذا

ف وزوجة اصله و مطلقاً ولو بعیداً دخل ولا لقوله تعالیٰ ولا تنکحوا آباؤکم وقوله تعالیٰ ئل ابنائکم الذین من کم ۱۲ رد المحتار ص ۳۸۳ ج ۲

ف واما الجمع بین ذوات الارحام فانه لا یجمع بین ختین بنکاح ولا بوطء بملک سواء کانتا اختین من سب او من الرضاع لمگیری ص ۲۷۷ ج ۱ وحرم ع بین المحارم نکاحاً ای قداً صحیحاً وعدة ولو من طلاق بائن (در ص ۳۹۱ ج ۲) قوله تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین ۱۲

ف فان تزوج الاختین فی عقدة واحدة یفرق بینہما وبینه وان تزوجہما فی عقدتین فنکاح الاخیرة فاسد ویجب علیه ان یفارقہا ۱۲ عالمگیری ص ۲۷۷

اس لئے متبنیٰ سے نکاح کر لینا درست ہے۔ **مسئلہ ۱۳** سگا ماموں[1] نہیں ہے بلکہ کسی رشتہ سے ماموں لگتا ہے تو اس سے نکاح درست ہے۔ اسی طرح اگر کسی دُور کے رشتہ سے چچا یا بھانجا یا بھتیجا ہوتا ہو۔ اس سے بھی نکاح درست ہے ایسے ہی اگر اپنا بھائی نہیں ہے بلکہ چچازاد بھائی ہے یا ماموں زاد یا پھوپھی زاد۔ خالہ زاد بھائی ہے اس سے بھی نکاح درست ہے۔ **مسئلہ ۱۴** اسی طرح دو بہنیں اگر سگی نہ ہوں ماموں زاد چچا زاد یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہنیں ہوں تو وہ دونوں ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح کر سکتی ہیں۔ ایسی بہن کے رہتے بھی بہنوئی سے نکاح درست ہے یہی حال پھوپھی اور خالہ وغیرہ کا ہے کہ اگر کوئی دور کا رشتہ نکلتا ہو تو پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کا ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح درست ہے۔ **مسئلہ ۱۵** جتنے رشتے[2] نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ پینے کے اعتبار سے بھی حرام ہیں۔ یعنی دودھ پلانیوالی کے شوہر سے نکاح درست نہیں کیونکہ وہ اس کا باپ ہوا۔ اور دودھ شریکی بھائی سے نکاح درست نہیں جس کو اس نے دودھ پلایا ہے۔ اس سے اور اسکی اولاد سے نکاح درست نہیں۔ کیونکہ وہ اسکی اولاد ہوئی دودھ کے حساب سے ماموں بھانجا چچا بھتیجا سب سے نکاح حرام ہے۔ **مسئلہ ۱۶** دودھ شریکی دو بہنیں ہوں تو وہ دونوں بہنیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں غرضیکہ جو حکم اوپر بیان ہو چکا دودھ کے رشتوں میں بھی وہی حکم ہے (نوٹ) مسئلہ ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ ح ۲ ص ۴۶ پر درج کر دیئے گئے ہیں **مسئلہ ۲۱** مسلمان[3] عورت کا نکاح مسلمان کے سوا کسی اور مذہب والے مرد سے درست نہیں ہے۔ **مسئلہ ۲۲** کسی[4] عورت کے میاں نے طلاق دیدی یا مر گیا تو جبتک طلاق کی عدت اور مرنے کی عدت پوری نہ ہو چکے تب تک دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں۔ **مسئلہ ۲۳** جس[5] عورت کا نکاح کسی مرد سے ہو چکا ہو تو اب بے طلاق لئے اور عدت پوری کئے دوسرے سے نکاح کرنا درست نہیں۔ (نوٹ) مسئلہ نمبر ۲۴ ح ۲ ص ۴۶ پر درج کر دیا گیا ہے۔ **مسئلہ ۲۵** جس[6] مرد کے نکاح میں چار عورتیں ہوں۔ اب اس سے پانچویں عورت کا نکاح درست نہیں اور ان چار میں سے اگر اس نے ایک کو طلاق دیدی تو جب تک طلاق

---

[1] واما عمة العمة فانہ ان کانت العمة القربی عمة لاب وام ولاب فعمة العمة حرام وان کانت القربی عمة لام فعمة العمة لاتحرم واما خالة الخالة فان کانت الخالة القربی خالة لاب وام اولام فخالتها تحرم علیہ وان کانت القربی خالة لاب فخالتها لاتحرم علیہ (عالمگیری ص ۲۴۳ ج ۱) تحرم العمات والخالات وتحل بنات العمات والاعمام والخالات والاخوال ۱۲ رد المحتار ص ۲۸۰ ج ۲

[2] ۳ و ۲ یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولہما وفروعہما من النسب والرضاع جمیعا حتی ان المرضعة لو ولدت من ہذا الرجل او غیرہ قبل ہذا الارضاع او بعدہ او ارضعت رضیعا او ولد لہذا الرجل من غیر ہذہ المرأة قبل ہذا الارضاع او بعدہ او ارضعت امرأة من لبنہ رضیعا فالکل اخوة الرضیع واخواتہ واولادہم اولاد اخوتہ واخواتہ واخو الرجل عمہ واختہ عمتہ واخو المرأة خالہ واختہا خالتہ وکذا فی الجد والجدة وتثبت حرمة المصاہرة فی الرضاع حتی ان امرأة الرجل حرام علی الرضیع وامرأة الرضیع حرام علی الرجل ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۲۴۳

[3] واراد بالمحارم ما یشمل النسب والرضاع فلو کان لہ زوجتان رضیعتان ارضعتہا اجنبیة فسد نکاحہما ۱۲ رد المحتار ص ۳۹۰ ج ۲ (۵) ولا یجوز تزوج المسلمة من مشرک ولا کتابی کذا فی السراج الوہاج ۱۲ عالمگیری ص ۲۸۲ ج ۱

[4] لایجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ وکذلک المعتدة کذا فی السراج الوہاج سواء کانت العدة عن طلاق او وفاة او دخول فی نکاح فاسد او شبہة نکاح کذا فی البدائع ۱۲ عالمگیری ص ۲۸۰ ج ۱

[5] لایحل للرجل ان یجمع بین اکثر من اربع نسوة کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری ص ۲۷۷) من طلق الاربع لایجوز لہ ان یتزوج امرأة قبل انقضاء عدتہن فان انقضت عدة الکل معاً جازلہ تزوج اربع (رد المحتار ص ۳۹۰ ج ۲) فان طلق الحر احدی الاربع طلاقاً بائناً لم یجز لہ ان یتزوج رابعة حتی

ہذا القیاس الا فی المسئلتین احداہما ان لا یجوز للرجل ان یتزوج اخت ابنہ من النسب و یجوز فی الرضاع والمسئلة الثانیة لا یجوز للرجل ان یتزوج ام اختہ من النسب و یجوز فی الرضاع ۱۲ عالمگیری ص ۲۴۳ وہدایہ ص ۲۸۸

کی عدت پوری نہ ہو چکے کوئی اور عورت اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔ **مسئلہ ۲۶**۔ سُنّی[۵۱] لڑکی کا نکاح شیعہ[۵۲] مرد کے ساتھ بہت سے عالموں کے فتوے میں درست نہیں[۵۷] ہے۔

باب (۳)　ولی کا بیان　باب سوم

لڑکی اور لڑکے کے نکاح کرنے کا جس کو اختیار ہوتا ہے اسکو ولی[۵۲] کہتے ہیں۔ **مسئلہ ۱**۔ لڑکی[۵۳] اور لڑکے کا ولی سب سے پہلے اس کا باپ ہے اگر باپ نہ ہو تو دادا۔ وہ نہ ہو تو پردادا اگر یہ لوگ کوئی نہ ہوں تو سگا بھائی۔ سگا بھائی نہ ہو تو سوتیلا بھائی یعنی باپ شریک بھائی۔ پھر بھتیجا۔ پھر بھتیجے کا لڑکا۔ پھر بھتیجے کا پوتا۔ یہ لوگ نہ ہوں تو سگا چچا۔ پھر سوتیلا چچا۔ یعنی باپ کا سوتیلا بھائی۔ پھر سگے چچا کا لڑکا پھر اس کا پوتا۔ پھر سوتیلے چچا کا لڑکا پھر اس کا پوتا۔ یہ کوئی نہ ہوں تو باپ کا چچا ولی ہے۔ پھر اس کی اولاد۔ اگر باپ کا چچا اور اس کے لڑکے پوتے پروتے کوئی نہ ہوں تو دادا کا چچا پھر اس کے لڑکے پوتے پھر پروتے وغیرہ۔ یہ کوئی نہ ہوں تب ماں ولی ہے پھر دادی پھر نانی پھر نانا پھر حقیقی بہن پھر سوتیلی بہن جو باپ شریک ہو۔ پھر جو بھائی بہن ماں[۵۳] شریک ہوں۔ پھر پھوپھی۔ پھر ماموں پھر خالہ وغیرہ **مسئلہ ۲**۔ نابالغ[۵۴] شخص کسی کا ولی نہیں ہو سکتا۔ اور کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں ہو سکتا۔ اور مجنون پاگل بھی کسی کا ولی نہیں ہے **مسئلہ ۳**۔ بالغ[۵۵] یعنی جوان عورت خود مختار ہے چاہے نکاح کرے چاہے نہ کرے۔ اور جس کے ساتھ جی چاہے کرے کوئی شخص اس پر زبردستی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ خود اپنا نکاح کسی سے کر لے تو نکاح ہو جاوے گا۔ چاہے ولی کو خبر ہو چاہے نہ ہو۔ اور ولی چاہے خوش ہو یا ناخوش۔ ہر طرح نکاح درست ہے۔ ہاں[۵۶] البتہ اگر اپنے میل میں نکاح نہیں کیا اپنے سے

---

[۵۱] وبہذا ظہران الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوہیۃ فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ فہو کافر (رد المحتار ص ۲۹۸ ج ۲) و فی العالمگیریۃ احکامہم احکام المرتدین ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد ۱۲ عالمگیری ص ۲۹۲ ج ۱

[۵۲] ہو البالغ العاقل الوارث والولایۃ تنفیذ القول علی الغیر شاء او ابی (در المختار ص ۲۹۰ ج ۲) ولا ولایۃ لصغیر ولا مجنون ولا کافر علی مسلم ومسلمۃ ۱۲ عالمگیری ص ۲۸۴ ج ۱

[۵۳] لقولہ علیہ السلام النکاح الی العصبات و اقرب العصبات الی الصغیر والصغیرۃ الاب ثم الجد ابو الاب وان علا (خانیۃ ص ۳۵۴ ج ۱) ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم ابن الاخ لاب وام ثم ابن الاخ لاب وان سفلوا ثم العم لاب وام ثم العم لاب ثم ابن العم لاب وام ثم ابن العم لاب وان سفلوا ثم عم الاب لاب وام ثم عم الاب لاب ثم بنوہما علی ہذا الترتیب ثم عم الجد لاب وام ثم عم الجد لاب ثم بنوہما علی ہذا الترتیب و عند عدم العصبۃ کل قریب یرث الصغیر والصغیرۃ من ذوی الارحام یملک تزویجہما فی ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ والاقرب عند ابی حنیفۃ رح ص الام ثم البنت ثم بنت الابن ثم بنت البنت ثم بنت ابن الابن ثم بنت بنت البنت ثم الاخت لاب و ام ثم الاخت لاب ثم الاخ و الاخت لام ثم اولادہم وبعد اولاد الاخوات العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنات الاعمام ثم بنات العمات والجد الفاسد اولیٰ من الاخت عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ (عالمگیری ص ۲۸۴ ج ۱) وفی الدر فالولایۃ للام ثم لام الاب ثم للبنت الخ ۱۲ در ص ۲۹۱ ج ۲۔

[۵۴] ولا ولایۃ لصغیر ولا مجنون ولا لکافر علی مسلم ومسلمۃ کذا فی الحاوی ولا لمسلم علی کافر و کافرۃ کذا فی المضمرات ۱۲ عالمگیری ص ۲۸۴ ج ۲

[۵۵] نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ فی ظاہر الروایۃ سئل شیخ الاسلام عطاء بن حمزۃ عن امرأۃ شافعیۃ بکر بالغۃ زوجت نفسہا من حنفی بغیر اذن ابیہا والاب لا یرضی وردہ ہل یصح ہذا النکاح قال نعم وکذلک لو زوجت نفسہا من شافعی ۱۲ عالمگیری ص ۲۸۶ ج ۱

[۵۶] ثم المرأۃ اذا زوجت نفسہا من غیر کفء صح النکاح فی ظاہر الروایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وقول محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ولکن للاولیاء حق الاعتراض وروی الحسن عن ابی حنیفۃ رح ان النکاح لا ینعقد وبہ اخذ کثیر من مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ والمختار فی زماننا للفتویٰ روایۃ الحسن ۱۲ عالمگیری ص ۲۹۲ ج ۱

[۵۷] چنانچہ سنی عورت کا نکاح شیعہ مرد سے ہرگز نہ کرنا چاہئیے اگرچہ وہ ظاہراً شیعہ معتقدات سے منکر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ شیعوں کے یہاں تقیہ کا مسئلہ عام ہے اسلئے ان کے عقائد کا کچھ اعتبار نہیں ۱۲ ع ۵ و ۵ صفحہ ۷ پر دیکھئے۔

کم ذات والے سے نکاح کرلیا اور ولی ناخوش ہے فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح درست[ا] نہ ہوگا۔ اور اگر نکاح تو اپنے میل ہی میں کیا۔ لیکن جتنا مہر اس کے دادھیالی خاندان میں باندھا جاتا ہے۔ جس کو شرع میں مہر مثل کہتے ہیں اس سے بہت کم پر نکاح کرلیا تو ان صورتوں میں نکاح تو ہوگیا۔ لیکن اس کا ولی اس نکاح کو تڑوا سکتا ہے۔ مسلمان حاکم کے پاس فریاد کرے وہ نکاح توڑ دے۔ لیکن اس فریاد کا حق اس ولی کو ہے جس کا ذکر ماں سے پہلے آیا ہے۔ یعنی باپ سے لیکر دادا کے چچا کے بیٹوں پوتوں تک۔ **مسئلہ** کسی[۳] ولی نے جوان لڑکی کا نکاح بے اس سے پوچھے اور اجازت لئے کرلیا تو وہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ لڑکی اجازت دے تو نکاح ہوگیا۔ اور اگر وہ راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو نہیں ہوا۔ اور اجازت کا طریقہ آگے آتا ہے **مسئلہ**[۵]۔ جوان[۴] کنواری لڑکی سے ولی نے آکر کہا کہ میں تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کئے دیتا ہوں یا کردیا ہے اس پر وہ چپ ہو رہی یا مسکرا دی یا رونے لگی۔ تو بس یہی اجازت ہے۔ اب وہ ولی نکاح کردے تو صحیح ہو جاوے گا۔ یا کرچکا تھا تو صحیح ہوگیا۔ یہ بات نہیں ہے کہ جب زبان سے کہے تب ہی اجازت سمجھی جائے جو لوگ زبردستی کرکے زبان سے قبول کراتے ہیں بُرا کرتے ہیں **مسئلہ**[۶]۔ ولی[۶] نے اجازت لیتے وقت شوہر کا نام نہیں لیا نہ اس کو پہلے سے معلوم ہے تو ایسے وقت چُپ رہنے سے رضامندی ثابت نہ ہوگی اور اجازت نہ سمجھیں گے بلکہ نام ونشان بتلانا ضروری ہے جس سے لڑکی اتنا سمجھ جائے کہ یہ فلانا شخص ہے۔ اسی طرح اگر مہر نہیں بتلایا اور مہر مثل سے بہت کم پر نکاح پڑھ دیا تو بدون اجازت عورت کے نکاح نہ ہوگا۔ اس کے لئے قاعدہ کے موافق پھر اجازت لینی چاہیئے۔ **مسئلہ**[۷]۔ اگر وہ[۷] لڑکی کنواری نہیں ہے بلکہ ایک نکاح پہلے ہوچکا ہے یہ دوسرا نکاح ہے۔ اس سے اس کے ولی نے اجازت لی اور پوچھا تو فقط چُپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بلکہ زبان سے کہنا چاہیئے اگر اُس نے زبان سے نہیں کہا فقط چپ رہنے کی وجہ سے ولی نے نکاح کردیا تو نکاح موقوف رہا۔ بعد میں اگر وہ زبان سے منظور کرلے تو نکاح ہوگیا اور اگر منظور نہ کرے تو نہیں ہوا۔ **مسئلہ**[۸]۔ باپ[۸] کے ہوتے ہوئے چچا یا بھائی وغیرہ کسی اور ولی نے کنواری لڑکی سے اجازت مانگی تو اب فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی۔ بلکہ زبان سے اجازت دیوے تب اجازت

صہ ولم یذکرا مہر ولا الزوج فسکتت لایکون سکوتہا رضا ولہا ان ترد بعد ذلک وتعتبر فی الاستئمار تسمیۃ الزوج علی وجہ تقع بہ المعرفۃ وقیل یشترط ذکر المہر ۱۲ عالمگیری ص۲۸۸ ج۱ ۔ ۵۶ ولو استاذن الثیب فلابد من رضاہا بالقول وکذا اذا بلغہا الخبر ۱۲ عالمگیری ص۲۸۹ ج۱ ۔ ۵۷ وان فعل ہذا غیر الولی یعنی استامر غیر الولی او ولی غیرہ اولی منہ لم یکن رضا حتی تتکلم بہ بخلاف ما اذا کان المستامر رسول الولی لانہ قائم مقامہ ۱۲ ہدایہ ص۲۹۴-۲۹۵ ج۲

اذا کان بخروج الدمع مع غیر صوت یکون رضا وان کان مع الصوت الالصیاح لایکون رضا ۱۲ عالمگیری ص۲۸۷ ج۱ ۔ ۵۵ فان استامرہا الاب قبل النکاح فقال انزوجک...

(متعلقہ صفحہ ۶) ۱ ۔ ۵۴ اسی طرح قادیانی... سے بھی نکاح درست نہیں... کیونکہ علماء اسلام نے ا... کفر پر اتفاق کیا ہے... ۵۵ مطلب یہ ہے کہ ماں... بیوہ ہونیکے بعد دوسرا نکاح... کرلیا پھر دوسرے شوہر... اولاد ہوئی تو پہلے شوہر... دوسرے شوہر کی اولاد... ماں شریک ہوگی باپ... شریک نہ ہوگی ۱۲

(متعلقہ صفحہ ہذا) ۱ دیکھو حاشیہ ۵۶ ... ۲ ولو تزوجت المرأۃ... ونقصت من مہر مثلہا فللاولیاء... الاعتراض علیہا حتی یتم... مہرہا او یفارقہا ولا تکون... الفرقۃ الا عند القاضی... عالمگیری ص۲۹۴ ج۱ ۔ ۵۳ ولا یجوز نکاح احد... بالغۃ صحیحۃ العقل من اب... سلطان بغیر اذنہا بکرا... او ثیبا فان فعل ذلک فالنکاح... موقوف علی اجازتہا فان... اجازتہ جاز وان ردتہ بطل... ۱۲ عالمگیری ص۲۸۷ ج۱ ۔ ۵۴ ولو ضحکت البکر عند... الاستئمار او بعد ما بلغہا الخبر... رضا وقالوا ان ضحکت کالمستہزئۃ... لما سمعت لایکون رضا... بتبسمت فہو رضا وان بکت... اختلفوا فیہ والصحیح ان...

ہو گی۔ ہاں اگر باپ ہی نے ان کو اجازت لینے کے واسطے بھیجا ہو تو فقط چپ رہنے سے اجازت ہو جاویگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو ولی سب سے مقدم ہو اور شرع سے اسی کو پوچھنے کا حق ہو۔ جب وہ خود یا اس کا بھیجا ہوا آدمی اجازت لیوے تب چپ رہنے سے اجازت ہو گی۔ اور اگر حق تھا دادا کا اور پوچھا بھائی نے۔ یا حق تو تھا بھائی کا اور پوچھا چچا نے تو ایسے وقت چپ رہنے سے اجازت نہ ہو گی **مسئلہ ۹** ولی نے بے پوچھے اور بے اجازت لئے نکاح کر دیا۔ پھر نکاح کے بعد خود ولی نے یا اس کے بھیجے ہوئے کسی آدمی نے آکر خبر کر دی کہ تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کر دیا گیا تو اس صورت میں چپ رہنے سے اجازت ہو جاوے گی اور نکاح صحیح ہو جاوے گا اور اگر کسی اور نے خبر دی تو اگر وہ خبر دینے والا نیک معتبر آدمی ہے۔ یا دو شخص ہیں۔ تب بھی چپ رہنے سے نکاح صحیح ہو جاویگا۔ اور اگر خبر دینے والا ایک شخص اور غیر معتبر ہے تو چپ رہنے سے نکاح صحیح نہ ہو گا بلکہ موقوف رہے گا۔ جب زبان سے اجازت دیدے یا کوئی اور ایسی بات پائی جاوے جس سے اجازت سمجھ لی جاوے۔ تب نکاح صحیح ہو گا۔ (**نوٹ**) مسئلہ نمبر ۱ صفحہ ۴۷ پر درج کر دیا گیا ہے ۱۲ **مسئلہ ۱۱**۔ یہی حکم لڑکے کا ہے کہ اگر جوان ہو تو اس پر زبردستی نہیں کر سکتے اور ولی بے اس کی اجازت کے نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر بے پوچھے نکاح کر دے گا تو اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر اجازت دیدی تو ہو گیا نہیں تو نہیں ہوا۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ لڑکے کی فقط چپ رہنے سے اجازت نہیں ہوتی۔ زبان سے کہنا اور بولنا چاہئے۔ **مسئلہ ۱۲** اگر لڑکی یا لڑکا نابالغ ہو تو وہ خود مختار نہیں ہے۔ بغیر ولی کے اس کا نکاح نہیں ہوتا۔ اگر اس نے بے ولی کے اپنا نکاح کر لیا یا کسی اور نے کر دیا تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر ولی اجازت دے گا تو نکاح ہو گا نہیں تو نہ ہو گا اور ولی کو اس کے نکاح کرنے نہ کرنے کا پورا اختیار ہے جس سے چاہے کر دے۔ نابالغ لڑکیاں اور لڑکے اس نکاح کو اس وقت رد نہیں کر سکتے چاہی وہ نابالغ لڑکی کنواری ہو یا پہلے کوئی اور نکاح ہو چکا ہو، اور رخصتی بھی ہو چکی ہو۔ دونوں کا ایک حکم ہے۔ **مسئلہ ۱۳** نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح اگر باپ نے یا دادا نے کیا ہے تو جوان ہونے کے بعد بھی اس نکاح کو رد نہیں کر سکتے چاہے اپنے میل میں کیا ہو یا بے میل کم ذات والے سے کر دیا ہو۔ اور چاہے مہر مثل پر نکاح کیا ہو یا اس سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہو۔ ہر طرح نکاح صحیح ہے اور جوان ہونے کے بعد بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ **مسئلہ ۱۴** اور اگر باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نکاح کیا ہے اور جس کے ساتھ نکاح کیا ہے وہ لڑکا ذات میں برابر درجہ کا

---

۱ اور زوجہا ثم بلغہا الخبر فسکتت فالسکوت منہا رضا ... کان الزوج ہو الولی ... ان ... ولی اقرب من الزوج ... یکون السکوت منہا رضا ولہا ... الخیار ان شاءت رضیت وان شاءت ... ردت وان بلغہا الخبر من رجل ... واحد ان کان ذلک الرجل ... الولی یکون سکوتہا رضا ... سواء کان الرسول عدلا او غیر ... عدل ان کان المخبر فضولیا اشترط ... فیہ العدد او العدالۃ ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۲۸۷

۵ ولا تجبر البالغۃ البکر علی ... النکاح ولا الحر البالغ (رد ... المحتار ج۲ ص۴۱۱) بخلاف الابن ... الکبیر فلا یکون سکوتہ رضا حتی ... یتکلم بالکلام ۱۲ رد المحتار ج۲ ص۴۱۱

۵ فان نکاح الصبی العاقل ... یتوقف نفاذہ علی اجازۃ ولیہ ... عالمگیری ج۱ ص۲۶۱ واذا زوجت ... الصغیرۃ نفسہا فاجاز الاخ ... الولی جاز ولہا الخیار اذا ... بلغت (عالمگیری ج۱ ص۲۸۶) ... الصغیر والصغیرۃ ان ... انکحہا وان لم یرضیا بذلک ... عالمگیری ج۱ ص۲۸۵

۵ فان زوجہا الاب والجد ... فلا خیار لہما بعد بلوغہما وان ... زوجہما غیر الاب والجد فلکل ... واحد منہما الخیار اذا بلغ ان ... شاء اقام علی النکاح وان ... شاء فسخ ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۲۸۵ ... عالمگیری ج۱ ص۲۹۱

۵ وان کان الزوج غیرہما ای غیر الاب ابیہ لا یصح النکاح من غیر کفء او بغبن فاحش اصلا وان کان من کفء وبمہر المثل صح ولکن لہما ای لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ بشرط القضاء للفسخ ۱۲ رد المحتار ج۲ ص۴۲۱

بھی ہے اور مہر بھی مہر مثل مقرر کیا ہے، اس صورت میں اس وقت تو نکاح صحیح ہو جاوے گا لیکن جوان ہونے کے بعد اُن کو اختیار ہے چاہے اس نکاح کو باقی رکھیں چاہے مسلمان حاکم کے پاس نالش کر کے توڑ ڈالیں اور اگر اس ولی نے لڑکی کا نکاح کم ذات والے مرد سے کر دیا یا مہر مثل سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہے یا لڑکے کا نکاح جس عورت سے کیا ہے اس کا مہر اس عورت کے مہر مثل سے بہت زیادہ مقرر کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔

نوٹ مسئلہ نمبر ۵ او نمبر ۱۶ صفحہ ۷ پر درج کئے گئے ۱۲

مسئلہ ۱۷۔ قاعدے سے جس ولی کو نابالغہ کے نکاح کرنے کا حق ہے وہ پردیس میں ہے اور اتنی دور ہے کہ اگر اس کا انتظار کریں اور اس سے مشورہ لیں تو یہ موقع ہاتھ سے جاتا رہیگا اور پیغام دینے والا اتنا انتظار نہ کرے گا۔ اور پھر ایسی جگہ مشکل سے ملے گی تو ایسی صورت میں اس کے بعد والا ولی بھی نکاح کر سکتا ہے۔ اگر اس نے بے اس کے پوچھے نکاح کر دیا تو نکاح ہو گیا۔ اور اگر اتنی دور نہ ہو تو بغیر اس کی رائے لئے دوسرے ولی کو نکاح نہ کرنا چاہیے۔ اگر کریگا تو اسی ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ جب وہ اجازت دیگا تب صحیح ہوگا۔ **مسئلہ ۱۸** اسی طرح اگر حقدار ولی کے ہوتے دوسرے ولی نے نابالغ کا نکاح کر دیا جیسے حق تو تھا باپ کا اور نکاح کر دیا دادا نے اور باپ سے بالکل رائے نہیں لی تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ یا حق تو تھا بھائی کا اور نکاح کر دیا چچا نے۔ تو بھائی کی اجازت پر موقوف ہے۔ **مسئلہ ۱۹** کوئی عورت پاگل ہو گئی اور عقل جاتی رہی۔ اور اس کا جوان لڑکا بھی موجود ہے اور باپ بھی ہے۔ اس کا نکاح کرنا اگر منظور ہو تو اس کا ولی لڑکا ہے۔ کیونکہ ولی ہونے میں لڑکا باپ سے بھی مقدم ہے۔

باب: کون کون لوگ اپنے برابر کے اور اپنے میل کے ہیں اور کون کون برابر کے نہیں

مسئلہ ۱۔ شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جاوے یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے مت کرو جو اس کے برابر درجہ کا اور اس کی ٹکر کا نہیں۔ **مسئلہ ۲**۔ برابری کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو نسب میں برابر ہونا۔ دوسرے مسلمان ہونے میں۔ تیسرے دینداری میں۔ چوتھے مال میں۔ پانچویں پیشہ میں۔ **مسئلہ ۳**۔ نسب میں برابری تو یہ ہے کہ شیخ اور سید اور انصاری علوی یہ سب ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ یعنی اگرچہ سیدوں کا

عہ وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب مسافۃ القصر و قال فی الذخیرۃ الاصح انہ اذا کان فی موضع لو انتظر حضورہ او استطلاع رأیہ فات الکفو الذی حضر فالغیبۃ منقطعۃ ۱۲ در ودرالمختار ص ۳۲۴ ج ۲ و ص ۳۲۳ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ ۱۲ در ص ۳۲۳ ج ۲

عہ وان زوج الصغیر والصغیرۃ ابعد الاولیاء فان کان الاقرب حاضرا وھو من اہل الولایۃ توقف نکاح الابعد علی اجازتہ وان کان الاقرب غائبا غیبۃ منقطعۃ جاز نکاح الابعد ۱۲ عالمگیری ص ۲۸۵ ج ۱

عہ فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیہا ۱۲ در ص ۴۲۸ ج ۲

عہ الکفاءۃ معتبرۃ من جانبہ لا من جانبہا در ص ۴۳۶ ج ۲ الکفاءۃ معتبرۃ فی الرجال للنساء ولا تعتبر فی جانب النساء للرجال ۱۲ عالمگیری ص ۲۹۰ ج ۱

عہ وتعتبر الکفاءۃ نسبا وحریۃ واسلاما ودیانۃ ومالا وحرفۃ ۱۲ در ص ۴۳۷ تا ۴۴۱

عہ وتعتبر الکفاءۃ نسبا فقریش بعضہم اکفاء بعض وبقیۃ العرب بعضہم اکفاء بعض ۱۲ در ص ۴۳۷-۴۳۸ ج ۲ وعالمگیری ص ۲۹۰

عہ یعنی اگر ولی بعید نے ولی قریب کی اجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح کر دیا ۱۲ عہ چنانچہ جو مرد دین میں عورت کے برابر نہ ہو اس سے شادی کرنا مناسب نہیں ہے ۱۲

رتبہ اوروں سے بڑھ کر ہے۔ لیکن اگر سید کی لڑکی شیخ کے یہاں بیاہ گئی تو یہ نہ کہیں گے کہ اپنے میل میں نکاح نہیں ہوا بلکہ یہ بھی میل ہی ہے۔ **مسئلہ** نسب[1] میں اعتبار باپ کا ہے ماں کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر باپ سید ہے تو لڑکا بھی سید ہے اور اگر باپ شیخ ہے تو لڑکا بھی شیخ ہے۔ ماں چاہے جیسی ہو۔ اگر کسی سید نے کوئی باہر کی عورت گھر میں ڈال لی اور اس سے نکاح کر لیا تو لڑکے سید ہوئے اور درجہ میں سب سیدوں کے برابر ہیں ہاں یہ اور بات ہے کہ جس کے ماں باپ دونوں عالی خاندان ہوں اس کی زیادہ عزت ہے۔ لیکن شرع[2] میں سب ایک ہی میل کے کہلا دیں گے۔

مسئلہ ۵۔ مغل[3] پٹھان سب ایک قوم ہیں اور شیخوں سیدوں کی ٹکر کے نہیں۔ اگر شیخ یا سید کی لڑکی ان کے یہاں بیاہ آئی تو کہیں گے کہ بے میل اور گھٹ کر نکاح ہوا۔ **مسئلہ ۶**۔ مسلمان[4] ہونے میں برابری کا اعتبار فقط مغل پٹھان وغیرہ اور قوموں میں ہے۔ شیخوں سیدوں علویوں اور انصاریوں میں اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو جو شخص خود مسلمان ہو گیا اور اس کا باپ کافر تھا وہ شخص اس عورت کے برابر کا نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان تھا اور جو شخص خود مسلمان ہے اس کا باپ بھی مسلمان ہے لیکن اس کا دادا مسلمان نہیں وہ اس عورت کے برابر کا نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہے۔ **مسئلہ ۷**۔ جس کے باپ دادا دونوں مسلمان ہوں لیکن پردادا مسلمان نہ ہو۔ تو وہ شخص اس عورت کے برابر سمجھا جاوے گا جس کی کئی پشتیں مسلمان ہوں خلاصہ یہ کہ دادا تک مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار ہے اسکے بعد پردادا اور نگڑدادا میں برابری ضروری نہیں ہے۔ **مسئلہ ۸**۔ دینداری[5] میں برابری کا یہ مطلب ہے کہ ایسا شخص جو دین کا پابند نہیں لچا۔ شہدا۔ شرابی۔ بدکار آدمی نیک بخت پارسا دیندار عورت کے برابر کا نہ سمجھا جاوے گا۔ **مسئلہ ۹**۔ مال میں[6] برابری کے یہ معنی ہیں کہ بالکل مفلس محتاج مالدار عورت کے برابر کا نہیں ہے اور اگر وہ بالکل مفلس نہیں بلکہ جتنا مہر پہلی رات[9] کو دینے کا دستور[10] ہے اتنا مہر دے سکتا ہے اور نفقہ، تو اپنے میل اور برابر کا ہے۔ اگرچہ سارا مہر نہ دے سکے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جتنے مالدار لڑکی والے ہیں لڑکا بھی اتنا ہی مالدار ہو یا اس کے قریب قریب مالدار ہو **مسئلہ ۱۰**۔ پیشہ[7] میں برابری یہ ہے کہ جولا ہے درزیوں کے میل اور جوڑ کے نہیں اسی طرح نائی دھوبی وغیرہ بھی درزی کے برابر کے نہیں۔ **مسئلہ ۱۱**۔ دیوانہ[8] پاگل آدمی۔ ہوشیار سمجھدار عورت کے میل کا نہیں۔

باب (۵) مہر کا بیان

مسئلہ۔ نکاح میں چاہے مہر کا کچھ ذکر کرے چاہے نہ کرے ہر حال میں نکاح ہو جاویگا۔

[1] ویؤخذ من ہذا ان من کانت امہا علویۃ مثلا وابوہا عجمی یکون العجمی کفوا لہا وان کان لہا شرف ما لان النسب للآباء ولہذا جاز دفع الزکوٰۃ الیہا فلا یعتبر التفاوت بینہما من جہت شرف الام ۱۲ رد المحتار ص ۴۳۸ ج ۲

[2] العجمی لایکون کفوا للعربیۃ ولو کان العجمی عالما او سلطانا وہو الاصح ۱۲ در ص ۴۴۳ ج ۲

[3] رد المحتار ص ۴۳۹ ج ۲ وعالمگیری ص ۲۹۰ ج ۱

[4] ومن لہ ابوان فی الاسلام کان کفوا لامرأۃ لہا ثلاثۃ آباء فی الاسلام او اکثر ۱۲ عالمگیری ص ۲۹۰ ج ۱

[5] وتعتبر فی العرب والعجم دیانۃ ای تقوی فلیس فاسق کفوا لصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح معلنا کان او لا ۱۲ در ص ۴۴۲-۴۴۱ ج ۲

[6] در ص ۴۴۲-۴۴۱ ج ۲

[7] فمثل حائک غیر کفو لمثل خیاط ولا خیاط لبزاز وتاجر ۱۲ در ص ۴۴۲ ج ۲

[8] المجنون لیس بکفو للعاقلۃ ۱۲ در ص ۴۴۵ ج ۲

[9] ہدایہ ص ۳۰۳-۳۰۴ ج ۲

[10] رد المحتار ص ۴۴۲ ج ۲ میں اسکی تصریح ہے کہ کل مہر کے ادا کرنیکی قدرت شرط نہیں ہے اور نفقہ بھی شرط ہے بشرطیکہ لڑکی اس قابل ہو کہ اس سے انتفاع کیا جاسکے اور اگر لڑکی ابھی اس قابل نہیں ہے تو نفقہ کی شرط ختم ہو جائیگی صرف مہر کی شرط باقی رہیگی ۱۲ — ان مقامات پر جہاں پہلی ہی رات میں مہر دینے کا دستور ہے ۱۲

لیکن مہر دینا پڑے گا۔ بلکہ اگر کوئی یہ شرط کرلے کہ ہم مہر نہ دیویں گے بے مہر کا نکاح کرتے ہیں تب بھی مہر دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۲** کم[۱] سے کم مہر کی مقدار تخمیناً پونے[۲] تین روپے بھر چاندی ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں چاہے جتنا مہر مقرر کرے۔ لیکن مہر کا بہت بڑھانا اچھا نہیں۔ سو اگر کسی نے فقط ایک روپیہ بھر چاندی یا ایک اٹھنی مہر مقرر کرکے نکاح کیا تب بھی پونے تین روپے بھر چاندی دینی پڑے گی۔ شریعت میں اس سے کم مہر نہیں ہو سکتا۔ اور اگر رخصتی سے پہلے ہی طلاق دیدے تو اس کا آدھا دیوے۔ (نوٹ)، مسئلہ ۳ و ۴ و ۵ و ۶ صفحہ ۸ و ۹ پر درج کئے گئے ہیں۔ **مسئلہ ۷** اگر نکاح[۳] کے وقت مہر کا بالکل ذکر ہی نہیں کیا گیا کہ کتنا ہے یا اس شرط پر نکاح کیا کہ بغیر مہر کے نکاح کرتا ہوں کچھ مہر نہ دونگا۔ پھر دونوں میں سے کوئی مرگیا یا ویسی تنہائی ویکجائی ہوگئی جو شرع میں معتبر ہے تب بھی مہر دلایا جاویگا اور اس صورت میں مہر مثل دینا ہوگا۔ اور اگر اس صورت میں ویسی تنہائی سے پہلے مرد نے طلاق دیدی تو مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ فقط ایک جوڑا کپڑا پاوے گی اور یہ جوڑا دینا مرد پر واجب ہے نہ دیگا تو گنہگار ہوگا۔ **مسئلہ ۸** جوڑے[۴] میں فقط چار کپڑے مرد پر واجب ہیں ایک کرتہ ایک سربند یعنی اوڑھنی ایک پائجامہ یا ساڑھی جس چیز کا دستور ہو۔ ایک بڑی چادر جس میں سر سے پیر تک لپٹ سکے اس کے سوا اور کوئی کپڑا واجب نہیں۔ **مسئلہ ۹** مرد[۵] کی جیسی حیثیت ہو ویسے کپڑے دینا چاہئے۔ اگر معمولی غریب آدمی ہو تو سوتی کپڑے اور اگر بہت غریب آدمی نہیں۔ لیکن بہت امیر بھی نہیں تو ٹسر کے۔ اور جو بہت امیر کبیر ہو تو عمدہ ریشمی کپڑے دینا چاہئے۔ لیکن ہر حال میں یہ خیال رہے کہ اس جوڑے کی قیمت مہر مثل کے آدھی سے نہ بڑھے اور ایک روپیہ چھ آنے یعنی ایک روپیہ اور ایک چونی اور ایک دونی بھر چاندی کے جتنے دام ہوں اس سے کم قیمت بھی نہ ہو۔ یعنی بہت قیمتی کپڑے جن کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے بڑھ جاوے مرد پر واجب نہیں۔ یوں اپنی خوشی سے اگر وہ بہت قیمتی اس سے زیادہ بڑھیا کپڑے دیدے تو اور بات ہے۔ **مسئلہ ۱۰** نکاح[۶] کے وقت تو کچھ مہر مقرر نہیں کیا گیا۔ لیکن نکاح کے بعد میاں بی بی دونوں نے اپنی خوشی سے کچھ مقرر کرلیا تو اب مہر مثل نہ دلایا جائیگا۔ بلکہ دونوں نے اپنی خوشی سے جتنا مقرر کرلیا ہے وہی دلایا جاوے گا۔ البتہ اگر ویسی تنہائی ویکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق مل گئی تو اس صورت میں مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ صرف وہی جوڑا کپڑا ملے گا۔ جس کا بیان اوپر ہوچکا ہے۔ **مسئلہ ۱۱** سو روپے[۷] یا ہزار روپے

---

[۱] اقلہ عشرۃ دراہم فضۃ وزن سبعۃ مضروبۃ کانت اولا (در صفحہ ۴۵۲-۵۳ ج ۲) ولو سمی اقل من عشرۃ فلہا العشرۃ ولو طلقہا قبل الدخول بہا تجب خمسۃ ومن سمی مہرا عشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بہا او مات عنہا وان طلقہا قبل الدخول والخلوۃ فلہا نصف المسمی ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۰۴ ج ۲

[۲] مقدار اصلی دس درہم ہے جس کا وزن ۷ مثقال کا ہوتا ہے۔ مثقال ۴ ۱/۲ ماشہ کا ہوتا ہے اسلئے دس درہم کا وزن ۲ تولہ سات ماشہ ۴ رتی ہوا۔ ۱۲

[۳] وان تزوجہا ولم یسم لہا مہرا او تزوجہا علی ان لا مہر لہا فلہا مہر مثلہا ان دخل بہا او مات عنہا ولو طلقہا قبل الدخول بہا فلہا المتعۃ (ہدایہ صفحہ ۳۰۴-۳۰۵ ج ۲) وکذا اذا ماتت ہی ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۰۶ ج ۱

[۴] والمتعۃ ثلاثۃ اثواب من کسوۃ مثلہا وہی درع وخمار وملحفۃ (ہدایہ صفحہ ۳۰۵ ج ۲) قال فخر الاسلام ہذا فی دیارہم (ای فی المغرب) اما فی دیارنا فیزاد علی ہذا ازار ومکعب ۱۲ رد المحتار صفحہ ۴۶۲ ج ۲

[۵] عالمگیری صفحہ ۳۰۶ ج ۱

[۶] وان تزوجہا ولم یسم لہا مہرا ثم تراضیا علی تسمیۃ فہی لہا ان دخل بہا او مات عنہا وان طلقہا قبل الدخول بہا فلہا المتعۃ ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۰۵ ج ۲

[۷] عالمگیری صفحہ ۳۱۲-۳۱۳ ج ۱ و ہدایہ صفحہ ۳۰۵ ج ۲ ۱۲

اپنی حیثیت کے موافق مہر مقرر کیا۔ پھر شوہر نے اپنی خوشی سے کچھ مہر اور بڑھا دیا۔ اور کہا کہ ہم سو روپے کی جگہ ڈیڑھ سو دیدیں گے تو جتنے روپے زیادہ دینے کو کہے ہیں وہ بھی واجب ہو گئے نہ دیگا تو گنہگار ہوگا اور اگر ویسی تنہائی یکجائی سے پہلے طلاق مل گئی تو جس قدر اصل مہر تھا اسی کا آدھا دیا جاوے گا۔ جتنا بعد میں بڑھایا تھا اس کو شمار نہ کریں گے۔ اسی طرح عورت نے اپنی خوشی و رضامندی سے اگر کچھ مہر معاف کر دیا تو جتنا معاف کیا ہے اتنا معاف ہو گیا اور اگر پورا معاف کر دیا تو پورا مہر معاف ہو گیا۔ اب اس کے پانے کی مستحق نہیں ہے۔ **مسئلہ ۱۲**۔ [له] اگر شوہر نے کچھ دباؤ ڈال کر دھمکا کر دق کر کے معاف کرا لیا تو اس معاف کرانے سے معاف نہیں ہوا۔ اب بھی اس کے ذمہ ادا کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ ۱۳**۔ [۲] مہر میں روپیہ پیسہ سونا چاندی کچھ مقرر نہیں کیا بلکہ کوئی گاؤں یا کوئی باغ یا کچھ زمین مقرر ہوئی تو یہ بھی درست ہے۔ جو باغ مقرر کیا ہے وہی دینا پڑے گا۔ **مسئلہ ۱۴**۔ [۳] مہر میں کوئی گھوڑا یا ہاتھی یا اور کوئی جانور مقرر کیا لیکن یہ مقرر نہیں کیا کہ فلانا گھوڑا دونگا۔ یہ بھی درست ہے۔ ایک منجھولا گھوڑا جو نہ بہت بڑھیا ہو نہ بہت گھٹیا دینا چاہئے۔ یا اس کی قیمت دیدے۔ البتہ اگر فقط اتنا ہی کہا کہ ایک جانور دیدونگا اور یہ نہیں بتلایا کہ کونسا جانور دیویگا تو یہ مہر مقرر کرنا صحیح نہیں ہوا۔ مہر مثل دینا پڑے گا۔

(نوٹ) مسئلہ ۱۵ و ۱۶ صفحہ ۴۷ پر درج کئے گئے۔ **مسئلہ ۱۷**۔ [۴] جہاں کہیں پہلی ہی رات کو سب مہر دیدینے کا دستور ہو وہاں اول ہی رات سارا مہر لے لینے کا عورت کو اختیار ہے۔ اگر اول رات نہ مانگا تو جب مانگے تب مرد کو دینا واجب ہے دیر نہیں کر سکتا۔ **مسئلہ ۱۸**۔ [۵] ہندوستان میں دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق کے بعد یا مر جانے کے بعد ہوتا ہے کہ جب طلاق مل جاتی ہے تب مہر کا دعویٰ کرتی ہے یا مرد مر گیا اور کچھ مال چھوڑ دیا تو اس مال میں سے لے لیتی ہے۔ اور اگر عورت مر گئی تو اس کے وارث مہر کے دعویدار ہوتے ہیں۔ اور جب تک میاں بی بی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی دیتا ہے نہ وہ مانگتی ہے تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ البتہ پہلی رات کو جتنے مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے۔ اتنا مہر پہلے دینا واجب ہے۔ ہاں اگر کسی قوم میں یہ دستور نہ ہو تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا۔ (نوٹ) مسئلہ ۱۹ صفحہ ۴۸ پر درج کیا گیا ۱۲ **مسئلہ ۲۰**۔ [۶] مہر کی نیت سے شوہر نے کچھ دیا تو جتنا دیا ہے اتنا مہر ادا ہو گیا۔ دیتے وقت عورت سے یہ بتلانا ضروری نہیں ہے کہ میں مہر دے رہا ہوں۔ **مسئلہ ۲۱**۔ [۷] مرد نے کچھ دیا۔ لیکن عورت تو کہتی ہے کہ یہ چیز تم نے مجھ کو یوں ہی دی۔ مہر میں نہیں دی اور

له ولا بد فی صحة حطها من الرضا حتی لو کانت مکرہة لم یصح ۱۲ عالمگیری ص ۳۱۳ ج ۱

۲ حاصل ہذہ المسئلة ان المسمی اذا کان من غیر النقود بان کان عرضا او حیوانا اما ان یکون معینا باشارة او اضافة فیجب بعینه ۱۲ رد المختار ص ۴۷۹ ج ۲

۳ واذا تجوزہا علی حیوان غیر موصوف صحت التسمیة ولها الوسط منه والزوج مخیر ان شاء اعطاہا ذلک وان شاء اعطاہا قیمته قال المصنف رح معنی ہذہ المسئلة ان یسمی جنس الحیوان دون الوصف بان تیزوجہا علی فرس او حمار اما اذا لم یسم الجنس بان تیزوجہا علی دابة لا تجوز التسمیة ویجب مہر المثل ۱۲ ہدایہ ص ۳۱۱ ج ۲

۴ فی کل موضع دخل بہا او صحت الخلوة وتاکد کل المہر لو ارادت ان تمنع نفسہا لاستیفاء المعجل لہا ذلک ولو دخل الزوج بہا او خلا بہا برضاہا فلہا ان تمنع عن السفر بہا حتی تستوفی جمیع المہر ۱۲ عالمگیری ص ۳۱۷ ج ۲

۵ عالمگیری ص ۳۱۸ ج ۱ ۱۲

۶ اعطاہا مالا وقال من المہر وقالت من النفقة فالقول للزوج الا ان تقیم ہی البینة

۱۲ عالمگیری ص ۳۲۲ ج ۱ ۷ ومن بعث الی امرأته شیئا فقالت ہو ہدیة وقال الزوج ہو من المہر فالقول قوله الا فی الطعام الذی یوکل ۱۲ ہدایہ ص ۳۱۷ ج ۲

مرد کہتا ہے کہ یہ میں نے مہر میں دیا ہے تو مرد ہی کی بات کا اعتبار کیا جاوے گا۔ البتہ اگر کھانے پینے کی کوئی چیز تھی تو اس کو مہر میں نہ سمجھیں گے اور مرد کی اس بات کا اعتبار نہ کریں گے۔

باب (۶) مہر مثل کا بیان

مسئلہ ۱۔ خاندانی مہر یعنی مہر مثل کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کے باپ کے گھرانے میں سے کوئی دوسری عورت دیکھو جو اس کے مثل ہو۔ یعنی اگر یہ کم عمر ہے تو وہ بھی نکاح کے وقت کم عمر ہو۔ اگر یہ خوبصورت ہے تو وہ بھی خوبصورت ہو۔ اس کا نکاح کنوارے پن میں ہوا اور اس کا نکاح بھی کنوارے پن میں ہوا۔ نکاح کے وقت جتنی مالدار یہ ہے اتنی ہی وہ بھی تھی۔ جس دیس کی یہ رہنے والی ہے اسی دیس کی وہ بھی ہے۔ اگر یہ دیندار ہوشیار سلیقہ دار پڑھی لکھی ہے تو وہ بھی ایسی ہی ہو۔ غرض جس وقت اس کا نکاح ہوا ہے اس وقت ان باتوں میں وہ بھی اسی کے مثل تھی جس کا اب نکاح ہوا۔ تو جو مہر اس کا مقرر ہوا تھا وہی اس کا مہر مثل ہے۔ مسئلہ ۲۔ باپ کے گھرانے کی عورتوں سے مراد جیسے اس کی بہنیں۔ پھوپی۔ چچا زاد بہن وغیرہ یعنی اس کی دادھیالی لڑکیاں۔ مہر مثل کے دیکھنے میں ماں کا مہر نہ دیکھیں گے۔ ہاں اگر ماں بھی باپ ہی کے گھرانے میں سے ہو جیسے باپ نے اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر لیا تھا تو اس کا مہر بھی مہر مثل کہا جاوے گا۔

باب (۷) کافروں کے نکاح کا بیان

مسئلہ ۱۔ کافر لوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جس طریقہ سے نکاح کرتے ہوں۔ شریعت اسکو بھی معتبر رکھتی ہے اور اگر وہ دونوں ساتھ مسلمان ہو جاویں تو اب نکاح دہرانے کی کچھ ضرورت نہیں وہی نکاح اب بھی باقی ہے۔ مسئلہ ۲۔ اگر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا دوسرا نہیں ہوا تو نکاح جاتا رہا۔ اب میاں بی بی کی طرح رہنا سہنا درست نہیں۔ (نوٹ)، مسئلہ ۳ صفحہ ۱۹ پر درج کیا گیا۔ ۱۲

باب (۸) بیبیوں میں برابری کرنے کا بیان

مسئلہ ۱۔ جس کے کئی بیبیاں ہوں تو مرد پر واجب ہے کہ سب کو برابر رکھے۔ جتنا ایک

---

۵۱ والحرۃ مہر مثلہا الشرعی مہر مثلہا اللغوی ای مہر امرأۃ تماثلہا من قوم ابیہا لا امہا ان لم تکن من قومہا کبنت عمہ وفی الخلاصۃ ویعتبر باخواتہا وعماتہا فان لم یکن فبنت الشقیقۃ وبنت العم ومفادہ اعتبار الترتیب فلیحفظ ویعتبر المماثلۃ فی الاوصاف وقت العقد سنًا وجمالًا ومالًا وبلدًا وعصرًا وعقلًا ودینًا وبکارۃ وثیوبۃ وعفۃ وعلمًا وادبًا وکمال خلق وعدم ولد ویعتبر حال الزوج ایضا در المختار ص ۳۸۷-۳۸۸ ج ۲، قولہ سنًا اراد بالصغر اوالکبر ومثلہ فی غایۃ البیان وظاہرہ انہ لیس المراد تحدید السن بالعدد کعشرین سنۃ مثلا بل مطلق الصغر اوالکبر فیما لا یعتبر فیہ التفاوت عرفا قولہ وبلدًا وعصرًا فلو کانت من قوم ابیہا لکن اختلف مکانہا او زمانہا لا یعتبر مہرہا لان البلدین تختلف عادۃ اہلہما فی غلاء المہر ورخصہ فلو زوجت فی غیر البلد الذی زوج فیہ اقاربہا لا یعتبر بمہورہن ۱۲ رد المحتار ص ۳۸۷ ج ۲

۵۲ دیکھو حاشیہ ۱ صفحہ ہذا ۱۲

۵۳ و ۵۴ عالمگیری ص ۳۳۷-۳۳۸ ج ۱ ۱۲

۵۵ ومما یجب علی الازواج للنساء العدل والتسویۃ بینہن فیما یملکہ والبیتوتۃ عندہا للصحبۃ والمؤانسۃ لا فیما لا یملک وہو الحب والجماع فیستوی بین الجدیدۃ والقدیمۃ والبکر والثیب الصحیحۃ والمریضۃ والرتقاء والمجنونۃ التی لا یخاف منہا وکذا بین المسلمۃ والکتابیۃ ۱۲ عالمگیری ص ۳۴۰ ج ۱

عورت کو دیا ہے دوسری بھی اتنے کی دعویدار ہوسکتی ہے۔ چاہے دونوں کنواری ہوں یا دونوں بیاہی ہوں۔ یا ایک تو کنواری ہو اور دوسری بیاہی بیاہ لایا۔ سب کا ایک حکم ہے۔ اگر ایک کے پاس ایک رات رہا تو دوسری کے پاس بھی ایک رات رہے۔ اس کے پاس دو یا تین راتیں رہا۔ تو اس کے پاس بھی دو یا تین راتیں رہے۔ جتنا مال زیور کپڑے اس کو دیئے اتنے ہی کی دوسری عورت بھی دعویدار ہے۔ **مسئلہ ۲**۔ جس کا نیا نکاح ہوا۔ اور جو پرانی ہو چکی۔ دونوں کا حق برابر ہے کچھ فرق نہیں۔ **مسئلہ ۳**۔ برابری فقط رات کے رہنے میں ہے دن کے رہنے میں برابری ہونا ضروری نہیں۔ اگر دن میں ایک کے پاس زیادہ رہا اور دوسری کے پاس کم رہا تو کچھ حرج نہیں۔ اور رات میں برابری واجب ہے۔ اگر ایک کے پاس مغرب کے بعد ہی آگیا اور دوسری کے پاس عشاء کے بعد آیا تو گناہ ہوا۔ البتہ جو شخص رات کو نوکری میں لگا رہتا ہو اور دن کو گھر میں رہتا ہو۔ جیسے چوکیدار پہرہ دار اس کے لئے دن کو برابری کا حکم ہے۔

(نوٹ) مسئلہ ۴ صفحہ ۴۹ پر درج ہوا۔ ۱۲ **مسئلہ ۵**۔ مرد چاہے بیمار ہو چاہے تندرست بہرحال رہنے میں برابری کرے۔ **مسئلہ ۶**۔ ایک عورت سے زیادہ محبت ہے اور دوسری سے کم تو اس میں کچھ گناہ نہیں۔ کیونکہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہوتا۔ **مسئلہ ۷**۔ سفر میں جاتے وقت برابری واجب نہیں جس کو جی چاہے ساتھ لیجاوے۔ اور بہتر یہ ہے کہ نام نکال لے جس کا نام نکلے اس کو لیجاوے۔ تاکہ کوئی اپنے جی میں ناخوش نہ ہو۔

باب (۹) دودھ پینے اور پلانے کا بیان

مسئلہ ۱۔ جب بچہ پیدا ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب ہے البتہ اگر باپ مالدار ہو اور کوئی انّا تلاش کر سکے تو دودھ نہ پلانے میں کچھ گناہ بھی نہیں **مسئلہ ۲**۔ کسی اور کے لڑکے کو بغیر میاں کی اجازت لئے دودھ پلانا درست نہیں۔ ہاں البتہ اگر کوئی بچہ بھوک کے مارے تڑپتا ہو اور اس کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہو۔ تو ایسے وقت بے اجازت بھی دودھ پلا دے۔ **مسئلہ ۳**۔ زیادہ سے زیادہ دودھ پلانے کی مدت دو برس ہیں۔ دو سال کے بعد دودھ پلانا حرام ہے بالکل درست نہیں۔ **مسئلہ ۴**۔ اگر بچہ کچھ کھانے پینے لگا اور اس وجہ سے دو برس سے پہلے ہی دودھ چھڑا دیا تب بھی کچھ حرج نہیں۔ **مسئلہ ۵**۔ جب بچہ نے کسی اور عورت کا دودھ پیا تو وہ عورت اس کی ماں بن گئی اور اس انّا کا شوہر جس کے بچہ کا یہ دودھ ہے اس

---

۱ دیکھو حاشیہ نمبر ۵ صفحہ ۱۳۔ ۱۲
۲ وتقیم عند کل واحدۃ منہن یوما ولیلۃ لکن انما تلزمہ التسویۃ فی اللیل حتی لو جاء للاولی بعد الغروب وللثانیۃ بعد العشاء فقد ترک القسم (در المختار صفحہ ۵۵۲ ج ۲) لو مکث عند واحدۃ اکثر النہار کفاہ ان یمکث عند الثانیۃ ولو اقل منہ بخلافہ فی اللیل (رد المختار صفحہ ۵۵۲ ج ۲) لو کان حملہ لیلا کالحارس ذکر الشافعیۃ انہ یقسم نہارا وہو حسن (سکب الانہر صفحہ ۳۴۶ ج ۱) ۱۲
۳ والزوج الصحیح والمریض والمجبوب والخصی والعنین والبالغ والمراہق والمسلم والذمی فی القسم سواء ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۴۰
۴ اما المحبۃ فہی میل القلب وہو لا یملک ۱۲ رد المختار صفحہ ۵۵۴ ج ۲ وعالمگیری صفحہ ۳۴۱ ج ۱
۵ عالمگیری صفحہ ۳۴۱ ج ۱ ۱۲
۶ رد المختار صفحہ ۹۲۹ ج ۲ وعالمگیری صفحہ ۵۴۶ ج ۱
۷ وفی البحر عن الخانیۃ یکرہ للمرأۃ ان ترضع صبیا بلا اذن زوجہا الا اذا خافت ہلاکہ ۱۲ رد المختار صفحہ ۵۵۶ ج ۲
۸ ہو حولان فقط عندہما وہو الاصح وبہ یفتی ولم یبح الارضاع بعد مدتہ ۱۲ در صفحہ ۵۵۴-۵۵۵ ج ۲
۹ در صفحہ ۵۵۶ ج ۲ ۱۲
۱۰ عالمگیری صفحہ ۳۴۳ ج ۲ ۱۲
۱۱ قرعہ ڈالنے کا طریقہ یا تو آپس کی رضامندی سے طے کر لیا جائے یا پھر یوں کرے کہ کاغذ کے برابر پرچوں پر سب بیویوں کے نام لکھ کر ایک ہی شکل کی گولیاں بنالے اور کسی نابالغ بچہ کو بلا کر کہے کہ ان گولیوں میں سے ایک اٹھا لے چنانچہ جو گولی اس بچہ نے اٹھائی ہو اس میں جس بیوی کا نام آئے سفر میں ہمراہ لے جائے ۱۲

بچّہ کا باپ ہوگیا اور اس کی اولاد اس کے دودھ شریکی بھائی بہن ہوگئے اور نکاح حرام ہوگیا اور جو جو رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ کے اعتبار سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ لیکن بہت سے عالموں کے فتوے میں یہ حکم جب ہی ہے کہ بچّہ نے دو برس کے اندر ہی اندر دودھ پیا ہو۔ اگر بچہ دو برس کا ہو چکا اس کے بعد کسی عورت کا دودھ پیا تو اس پینے کا کچھ اعتبار نہیں۔ نہ وہ پلانے والی ماں بنی اور نہ اس کی اولاد اس بچہ کے بھائی بہن ہوئے۔ اسلئے اگر آپس میں نکاح کر دیں تو درست ہے۔ لیکن امام اعظم جو بہت بڑے امام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر ڈھائی برس کے اندر اندر بھی دودھ پیا ہو تب نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر ڈھائی برس کے بعد دودھ پیا ہو تو اس کا بالکل اعتبار نہیں بے کھٹکے سب کے نزدیک نکاح درست ہے۔ مسئلہ ۶۔ جب[۱] بچہ کے حلق میں دودھ چلا گیا تو سب رشتے جو ہم نے اوپر لکھے ہیں حرام ہو گئی چاہے تھوڑا دودھ گیا ہو یا بہت اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ مسئلہ ۷۔ اگر بچّہ[۲] نے چھاتی سے دودھ نہیں پیا بلکہ اس نے اپنا دودھ نکال کر اس کے حلق میں ڈال دیا۔ تو اس سے بھی وہ سب رشتے حرام ہو گئے۔ اسی طرح اگر بچّہ کی ناک میں دودھ ڈال دیا تب بھی سب رشتے حرام ہو گئے اور اگر کان[۳] میں ڈالا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں مسئلہ ۸۔ اگر عورت[۴] کا دودھ پانی میں یا کسی دوا میں ملا کر بچہ کو پلایا تو دیکھو کہ دودھ زیادہ ہے یا پانی یا دونوں برابر۔ اگر دودھ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو جس عورت کا دودھ ہے وہ ماں ہو گئی اور سب رشتے حرام ہو گئے۔ اور اگر پانی یا دوا زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں وہ عورت ماں نہیں بنی۔ مسئلہ ۹۔ عورت[۵] کا دودھ بکری یا گائے کے دودھ میں مل گیا اور بچہ نے کھا لیا تو دیکھو زیادہ کون ہے۔ اگر عورت کا دودھ زیادہ یا دونوں برابر ہوں تو سب رشتے حرام ہو گئے اور جس عورت کا دودھ ہے یہ بچّہ اس کی اولاد بن گیا۔ اور اگر بکری یا گائے کا دودھ زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے پیا ہی نہیں۔ مسئلہ ۱۰۔ اگر کسی کنواری[۶] لڑکی کے دودھ اُتر آیا۔ اس کو کسی بچہ نے پی لیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔ مسئلہ ۱۱۔ مُردہ[۷] عورت کا دودھ دوہ کر کسی بچّہ کو پلا دیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔ مسئلہ ۱۲۔ دو[۸] لڑکوں نے ایک بکری یا ایک گائے کا دودھ پیا تو اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ وہ بھائی بہن نہیں ہوئے۔ مسئلہ ۱۳۔ جوان[۹] مرد نے اپنی بی بی کا دودھ پی لیا تو وہ حرام نہیں ہوئی۔ البتہ بہت گناہ ہوا۔ کیونکہ دو[۱۰] برس کے بعد دودھ پینا بالکل حرام ہے۔ مسئلہ ۱۴۔ ایک[۱۱] لڑکا ایک لڑکی ہے۔ دونوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے تو ان میں نکاح

[۱] قال فی الینابیع والقلیل مفسر بما یعلم انہ وصل الی الجوف (عالمگیری ص ۳۴۲ ج ۱) لان القطرۃ من اللبن اذا دخلت حلق الصبی تکفی لثبوت الحرمۃ ۱۲ عالمگیری ص ۳۴۲ ج ۱

[۲] و [۳] وکما یحصل الرضاع بالمص من الثدی یحصل بالصب والسعوط والوجور ولا یثبت بالاقطار فی الاذن والحقنۃ والاحلیل والدبر والآمۃ والجائفۃ وان وصل الی الجوف والدماغ ۱۲ عالمگیری ص ۳۴۲

[۴] عالمگیری ص ۳۴۲ ج ۱ ۱۲

[۵] ولو خلط لبن الآدمی بلبن الشاۃ ولبن الآدمی غالب تثبت الحرمۃ ۱۲ عالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱

[۶] عالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱

[۷] ولبن الحیۃ والمیتۃ سواء فی التحریم ۱۲ عالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱

[۸] واذا ارتضع الصبیان من لبن بہیمۃ لا یثبت بہ الرضاع ۱۲ عالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱

[۹] واذا مضت مدۃ الرضاع لم یتعلق بالرضاع تحریم (عالمگیری ص ۳۴۲ ج ۱) والارتضاع بلغیر ضرورۃ حرام ۱۲ در ص ۳۵۵ ج ۲

[۱۰] عالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱

[۱۱] کنواری لڑکی سے یہاں مراد وہ لڑکی ہے جسکی عمر نو سال یا اس سے زاید ہو لیکن اگر لڑکی کی عمر نو سال سے کم ہو تو اس کے دودھ سے حرمت نہ ثابت ہو گی جیسا کہ عالمگیری ص ۳۴۳ ج ۱ پر تصریح ہے ۱۲

نہیں ہوسکتا خواہ ایک ہی زمانہ میں پیا ہو۔ یا ایک نے پہلے دوسرے نے کئی برس کے بعد دونوں کا ایک حکم ہے۔ **مسئلہ ۱۵**۔ ایک لڑکی نے باقر کی بیوی کا دودھ پیا تو اس لڑکی کا نکاح نہ باقر سے ہوسکتا ہے نہ اس کے باپ دادا کے ساتھ۔ نہ باقر کی اولاد کے ساتھ۔ بلکہ باقر کی جو اولاد دوسری بیوی سے ہے اس سے بھی نکاح درست نہیں۔ **مسئلہ ۱۶**۔ عباس نے خدیجہ کا دودھ پیا اور خدیجہ کے شوہر قادر کے ایک دوسری بی بی زینب تھی جس کو طلاق مل چکی ہے تو اب زینب بھی عباس سے نکاح نہیں کرسکتی۔ کیونکہ عباس زینب کے میاں کی اولاد ہے اور میاں کی اولاد سے نکاح درست نہیں۔ اسی طرح اگر عباس اپنی عورت کو چھوڑ دے تو وہ عورت قادر کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتی۔ کیونکہ وہ اس کا خسر ہوا۔ اور قادر کی بہن اور عباس کا نکاح نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ دونوں پھوپی بھتیجے ہوئے۔ چاہے وہ قادر کی سگی بہن ہو یا دودھ شریکی بہن ہو۔ دونوں کا ایک حکم ہے۔ البتہ عباس کی بہن سے قادر نکاح کرسکتا ہے **مسئلہ ۱۷**۔ عباس کی ایک بہن ساجدہ ہے۔ ساجدہ نے ایک عورت کا دودھ پیا۔ لیکن عباس نے نہیں پیا تو اس دودھ پلانیوالی عورت کا نکاح عباس سے ہوسکتا ہے **مسئلہ ۱۸**۔ عباس کے لڑکے نے زاہدہ کا دودھ پیا تو زاہدہ کا نکاح عباس کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ **مسئلہ ۱۹**۔ قادر اور ذاکر دو بھائی ہیں اور ذاکر کے ایک دودھ شریکی بہن ہے تو قادر کے ساتھ اس کا نکاح ہوسکتا ہے۔ البتہ ذاکر کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ چونکہ اس قسم کے مسئلے مشکل ہیں کہ کم سمجھ میں آتے ہیں اسلئے ہم زیادہ نہیں لکھتے۔ جب کبھی ضرورت پڑے تو کسی سمجھدار بڑے عالم سے سمجھ لینا چاہئے۔ **مسئلہ ۲۰**۔ کسی مرد کا کسی عورت سے رشتہ لگا۔ پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تو ان دونوں کو دودھ پلایا ہے اور سوائے اس عورت کے کوئی اور اس دودھ پینے کو نہیں بیان کرتا تو فقط اس عورت کے کہنے سے دودھ کا رشتہ ثابت نہ ہوگا۔ ان دونوں کا نکاح درست ہے بلکہ جب دو معتبر اور دیندار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں دودھ پینے کی گواہی دیویں۔ تب اس رشتہ کا ثبوت ہوگا۔ اب البتہ نکاح حرام ہوگیا۔ بے ایسی گواہی کے ثبوت نہ ہوگا۔ لیکن اگر فقط ایک مرد یا ایک عورت کے کہنے سے یا دو تین عورتوں کے کہنے سے دل گواہی دینے لگے کہ یہ سچ کہتی ہونگی۔ ضرور ایسا ہوا ہوگا تو ایسے وقت نکاح نہ کرنا چاہئے کہ خواہ مخواہ شک میں پڑنے سے کیا فائدہ۔ اور اگر کسی نے کرلیا تب بھی خیر ہوگیا۔ **مسئلہ ۲۱**۔ عورت کا دودھ کسی دوا میں ڈالنا جائز نہیں۔ اور اگر ڈال دیا تو اب اس کا کھانا اور لگانا ناجائز اور حرام ہے اسی طرح دوا کیلئے

---

۵۱ یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولہما وفروعہما من النسب والرضاع جمیعا (عالمگیری ج۱ ص۳۴۳) ولبن الفحل یتعلق بہ التحریم وہو ان ترضع المرأۃ صبیۃ فتحرم ہذہ الصبیۃ علی زوجہا وعلی آبائہ وابنائہ ۱۲ ہدایہ ج۲ ص۳۳۱

۵۲ وامرأۃ ابیہ اوامرأۃ ابنہ من الرضاع لایجوز ان یتزوجہا ویجوز تزوج اخت ابنہ من الرضاع (ہدایہ ج۲ ص۳۳۱) ولاحل بین الرضیعۃ وولد مرضعتہا ۱۲ در ج۲ ص۵۶۱ نیز دیکھو حاشیہ نمبر ۱۵ ص۱۶

۵۳ لایجوز للرجل ان یتزوج ام اختہ من النسب ویجوز فی الرضاع ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۳۴۳

۵۴ و۵۵ وکذا المرأۃ یجوز لہا ان تتزوج بابی اختہا وباخی ابنہا وبابی حفدتہا وبجد ولدہا وبخال ولدہا من الرضاع ولایجوز ذلک کلہ من النسب (عالمگیری ج۱ ص۳۴۳) وتحل اخت اخیہ رضاعا کما تحل نسبا ۱۲ رد المحتار ج۱ ص۳۴۳

۵۶ ولایقبل فی الرضاع الاشہادۃ رجلین او رجل وامرأتین عدول ۱۲ عالمگیری ج۱ ص۳۴۷

۵۷ رد المحتار ج۲ ص۵۵۵ ۱۲

آنکھ میں یا کان میں دودھ ڈالنا بھی جائز نہیں - خلاصہ یہ کہ آدمی کے دودھ سے کسی طرح کا نفع اٹھانا اور اس کو اپنے کام میں لانا درست نہیں -

باب (۱۰)

طلاق کا بیان

مسئلہ ۱ - جو شوہر[۱] جوان ہو چکا ہو - اور دیوانہ پاگل نہ ہو اس کے طلاق دینے سے طلاق پڑجاوے گی اور جو لڑکا ابھی جوان نہیں ہوا - اور دیوانہ پاگل جس کی عقل ٹھیک نہیں ان دونوں کے طلاق دینے سے طلاق نہیں پڑتی - مسئلہ ۲ - سوتے[۲] ہوئے آدمی کے منہ سے نکلا کہ تجھ کو طلاق ہے یا یوں کہدیا کہ میری بی بی کو طلاق تو اس بڑبڑانے سے طلاق نہ پڑے گی - مسئلہ ۳ - کسی[۳] نے زبردستی کسی سے طلاق دلوادی - بہت مارا کوٹا دھمکایا کہ طلاق دیدے - نہیں تو تجھے مار ڈالوں گا - اس مجبوری سے اس نے طلاق دیدی تب بھی طلاق پڑگئی - مسئلہ ۴ - کسی[۴] نے شراب وغیرہ کے نشہ میں اپنی بی بی کو طلاق دیدی جب ہوش آیا تو پشیمان ہوا تب بھی طلاق پڑگئی - اسی طرح غصہ میں طلاق دیدے تو بھی طلاق پڑجاتی ہے - مسئلہ ۵ - شوہر[۵] کے سوا کسی اور کو طلاق دینے کا اختیار نہیں ہے - البتہ اگر شوہر نے کہہ دیا ہو کہ تو اس کو طلاق دیدے تو وہ بھی دے سکتا ہے -

باب (۱۱)

طلاق دینے کا بیان

مسئلہ ۱ - طلاق[۶] دینے کا اختیار فقط مرد کو ہے - جب مرد نے طلاق دیدی تو پڑ گئی - عورت کا اس میں کچھ بس نہیں چاہے منظور کرے چاہے نہ کرے ہر طرح طلاق ہو گئی - اور عورت اپنے مرد کو طلاق نہیں دے سکتی - مسئلہ ۲ - مرد[۷] کو فقط تین طلاق دینے کا اختیار ہے - اس سے زیادہ کا اختیار نہیں - تو اگر چار پانچ طلاق دیدیں تب بھی تین ہی طلاقیں ہوئیں - مسئلہ ۳ - جب[۸] مرد نے زبان سے کہہ دیا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی اور اتنے زور سے کہا کہ خود ان الفاظ کو سُن لیا - بس اتنا کہتے ہی طلاق پڑگئی - چاہے کسی کے سامنے کہے چاہے تنہائی میں اور چاہے بی بی سنے یا نہ سنے ہر حال میں طلاق ہو گئی - مسئلہ ۴ - طلاق[۹] تین قسم کی ہے - ایک تو ایسی طلاق جس میں نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور اب بے نکاح کئے اس مرد کے پاس رہنا جائز نہیں - اگر پھر اسی کے پاس رہنا چاہے اور مرد بھی اس کو رکھنے پر راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا - ایسی طلاق کو بائن طلاق کہتے ہیں - دوسری وہ جس میں نکاح ایسا ٹوٹا کہ دوبارہ نکاح بھی کرنا چاہیں تو کسی دوسرے سے

[۱] و[۲] یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حرا او عبدا طائعا او مکرہا ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل والمجنون والنائم والمبرسم والمغمی علیہ والمدہوش ۱۲ عالمگیری ص ۳۵۳ ج ۱

[۳] دیکھو حاشیہ نمبر ۱ اسی صفحہ کا

[۴] و ان السکران اوقع اذا سکر من الخمر او النبیذ وہو مذہب اصحابنا رحمہم اللہ تعالیٰ دعالمگیری ص ۳۵۳ ج ۱) ویقع طلاق من غضب ۱۲ رد المحتار ص ۵۸۹ ج ۲

[۵] یقع طلاق کل زوج بالغ عاقل (در ص ۵۸۹ ج ۲) اذا اکرہ علی التوکیل بالطلاق فوکل فطلق الوکیل فانہ یقع ۱۲ رد المحتار ص ۵۹۰ ج ۲

[۶] ومحلہ المنکوحۃ واہلہ زوج عاقل بالغ مستیقظ ۱۲ در ص ۳۳ ج ۲

[۷] وطلاق الحرۃ ثلاث حرا کان زوجہا او عبدا ۱۲ ہدایہ ص ۳۳۹ ج ۲

[۸] ثم المخافتۃ ان یسمع نفسہ والجہر ان یسمع غیرہ عند الفقیہ ابی جعفر الہندوانی وقال الکرخی ادنی الجہران یسمع نفسہ وادنی المخافتۃ تصحیح الحروف لان القراءۃ فعل اللسان دون الصماخ وفی لفظ الکتاب اشارۃ الی ہذا وعلی ہذا الاصل کل ما یتعلق بالنطق کالطلاق والعتاق والاستثناء وغیر ذلک ۱۲ ہدایہ ص ۹۸ ج ۱

[۹] ہدایہ ص ۳۶۷ ج ۲ و ص ۳۷۰ ج ۲ ۱۲

اول نکاح کرنا پڑے گا۔ اور جب وہاں طلاق ہو جاوے تب بعد عدت اس سے نکاح ہو سکیگا
ایسی طلاق کو مغلظہ کہتے ہیں۔ تیسری وہ جس میں نکاح ابھی نہیں ٹوٹا۔ صاف لفظوں میں ایک
یا دو طلاق دینے کے بعد اگر مرد پشیمان ہوا تو پھر سے نکاح کرنا ضروری نہیں۔ بے نکاح کئے بھی اسکو
رکھ سکتا ہے۔ پھر میاں بی بی کی طرح رہنے لگیں تو درست ہے۔ البتہ اگر مرد طلاق دیکر اسی پر
قائم رہا اور اس سے نہیں پھرا تو جب طلاق کی عدت گذر جاویگی تب نکاح ٹوٹ جاوے گا اور
عورت جدا ہو جاوے گی۔ اور جب تک عدت نہ گذرے تب تک رکھنے نہ رکھنے دونوں باتوں
کا اختیار ہے۔ ایسی طلاق کو رجعی طلاق کہتے ہیں۔ البتہ اگر تین طلاقیں دیدیں تو اب اختیار نہیں

مسئلہ ۵۔ طلاق دینے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ صاف صاف لفظوں میں کہدیا کہ میں نے
تجھ کو طلاق دیدی یا یوں کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی۔ غرضکہ ایسی صاف بات کہدی
جس میں طلاق دینے کے سوا کوئی اور معنی نہیں نکل سکتے۔ ایسی طلاق کو صریح کہتے ہیں۔ دوسری
قسم یہ کہ صاف صاف لفظ نہیں کہے بلکہ ایسے گول گول لفظ کہے جس میں طلاق کا مطلب بھی بن سکتا
ہے اور طلاق کے سوا اور دوسرے معنے بھی نکل سکتے ہیں۔ جیسے کوئی کہے میں نے تجھ کو دور کر دیا
تو اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ طلاق
تو نہیں دی۔ لیکن اب تجھ کو اپنے پاس نہ رکھونگا۔ ہمیشہ اپنے میکے میں پڑی رہ۔ تیری خبر نہ لونگا
یا یوں کہے مجھ سے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں۔ مجھ سے تجھ سے کچھ مطلب نہیں تو مجھ سے جدا ہو گئی میں
نے تجھ کو الگ کر دیا جدا کر دیا۔ میرے گھر سے چلی جا۔ نکل جا۔ ہٹ دور ہو۔ اپنے ماں باپ کے سر
جا کے بیٹھ۔ اپنے گھر جا۔ میرا تیرا نباہ نہ ہوگا۔ اسی طرح کے اور الفاظ جن میں دونوں مطلب
نکل سکتے ہیں ایسی طلاق کو کنایہ کہتے ہیں

مسئلہ ۶۔ اگر صاف صاف لفظوں میں طلاق دی
تو زبان سے نکلتے ہی طلاق پڑ گئی۔ چاہے طلاق دینے کی نیت ہو چاہے نہ ہو۔ بلکہ ہنسی دل لگی
میں کہا ہو ہر طرح طلاق ہو گئی اور صاف لفظوں میں طلاق دینے سے تیسری قسم کی طلاق پڑتی
ہے۔ یعنی عدت کے ختم ہونے تک اسکے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے اور ایک مرتبہ کہنے سے ایک
ہی طلاق پڑیگی نہ دو پڑینگی نہ تین۔ البتہ اگر تین دفعہ کہے یا یوں کہے تجھ کو تین طلاق دی تو تین طلاقیں پڑیں

مسئلہ کسی نے ایک طلاق دی تو جبتک عورت عدت میں رہے تب تک دوسری طلاق اور تیسری طلاق دینے کا اختیار رہتا ہے اگر دیگا تو
پڑ جاویگی

مسئلہ ۸ کسی نے یوں کہا تجھ کو طلاق دیدونگا تو اس سے طلاق نہیں ہوئی۔ اسی طرح اگر کسی بات پر یوں کہا کہ اگر
فلانا کام کریگی تو طلاق دیدونگا تب بھی طلاق نہیں ہوئی، چاہے وہ کام کرے چاہے نہ کرے ہاں

---

۵ الطلاق علی ضربین صریح وکنایۃ فالصریح قولہ انت طالق ومطلقۃ وطلقتک فہذا یقع بہ الطلاق الرجعی لان ہذہ الالفاظ تستعمل فی الطلاق ولا تستعمل فی غیرہ فکان صریحا کذا ہدایہ ص۳۳۶ ج۲ واما الضرب الثانی وہو الکنایات لا یقع بہا الطلاق الا بالنیۃ او بدلالۃ الحال لانہا غیر موضوعۃ للطلاق بل تحتملہ وغیرہ فلا بد من التعیین او دلالتہ ۱۲ ہدایہ ص۳۵۳ ج۲

۵ ولو قال ابعدی عنی ونوی الطلاق یقع کذا فی فتاوی قاضیخان ۱۲ عالمگیری ص۳۷۵ ج۱

۵ وما یصلح جوابا وردا [illegible] اخرجی اذہبی قومی تقنعی استتری تخمری ۱۲ عالمگیری ص۳۷۵ ج۱ ولو قال لم یبق بینی وبینک شیء ونوی بہ الطلاق لا یقع وفی الفتاوی لم یبق بینی وبینک عمل ونوی یقع ۱۲ عالمگیری ص۳۷۶ ج۱

۶ والحقی باہلک [illegible] لا ملک لی علیک فارقتک لا حاجۃ تحتمل الطلاق وغیرہ فلا بد من النیۃ ۱۲ ہدایہ مختصرا ص۳۵۵ ج۲

۵ درمختار ص۵۹۰ ج۲ ۱۲ عالمگیری ص۳۵۵ ج۱ ۱۲

۶ وطلاق اللاعب والہازل بہ واقع ۱۲ عالمگیری ص۳۵۳ ج۱

۵ الصریح یلحق الصریح و
ویلحق البائن بشرط العدۃ ۱۲ درمختار ص۶۴۵ ج۲ ہذا الشرط لا بد منہ فی جمیع صور اللحاق ۱۲ رد المحتار ص۶۴۵ ج۲ ۵ صیغۃ المضارع لا یقع بہا الطلاق الا اذا غلب فی الحال کما صرح بہ الکمال بن الہمام ۱۲ حامیہ ص۳ ج۱

ہاں اگر یوں کہدے اگر فلانا کام کرے تو طلاق ہے - تو اس کے کرنے سے طلاق پڑجاویگی مسئلہ[۹]
کسی نے طلاق دے کر اس کے ساتھ ہی انشاء اللہ بھی کہدیا تو طلاق نہیں پڑی - اسی طرح اگر یوں کہا
اگر خدا چاہے تو تجھ کو طلاق - اس سے بھی کسی قسم کی طلاق نہیں پڑتی - البتہ اگر طلاق دیکر ذرا ٹھیر گیا
پھر انشاء اللہ کہا تو طلاق پڑ گئی مسئلہ - کسی نے اپنی بی بی کو طلاقن کہکر پکارا تب بھی طلاق
پڑ گئی اگرچہ ہنسی میں کہا ہو - مسئلہ - کسی نے کہا جب تو لکھنؤ جاوے تو تجھ کو طلاق ہے تو جبتک
لکھنؤ نہ جاوے گی طلاق نہ پڑے گی جب وہاں جاوے گی تب پڑیگی ۱۲ مسئلہ - اور اگر صاف صاف
طلاق نہیں دی بلکہ گول گول الفاظ کہے اور اشارہ کنایہ سے طلاق دی تو ان لفظوں کے کہنے کے
وقت اگر طلاق دینے کی نیت تھی تو طلاق ہو گئی اور اول قسم کی یعنی بائن طلاق ہوئی - اب بے نکاح کئے
نہیں رکھ سکتا - اور اگر طلاق کی نیت نہ تھی - بلکہ دوسرے معنی کے اعتبار سے کہا تھا تو طلاق نہیں ہوئی
البتہ اگر قرینے سے معلوم ہو جائے کہ طلاق ہی دینے کی نیت تھی - اب وہ جھوٹ بکتا ہے تو اب عورت
اس کے پاس نہ رہے اور یہی سمجھے کہ مجھے طلاق مل گئی - جیسے بی بی نے غصہ میں کہا میرا تیرا نباہ نہ ہوگا
مجھ کو طلاق دیدے - اس نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دیا تو یہاں عورت یہی سمجھے کہ مجھے طلاق دیدی
مسئلہ[۱۳] - کسی نے تین دفعہ کہا تجھ کو طلاق طلاق طلاق تو تینوں طلاقیں پڑ گئیں یا گول الفاظ میں
تین مرتبہ کہا تب بھی تین پڑ گئیں - لیکن اگر نیت ایک ہی طلاق کی ہے فقط مضبوطی کے لئے تین دفعہ
کہا تھا کہ بات خوب پکی ہو جاوے تو ایک ہی طلاق ہوئی - لیکن عورت کو اس کے دل کا حال تو معلوم
نہیں اسلئے یہی سمجھے کہ تین طلاقیں مل گئیں -

باب (۱۲) رخصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان

مسئلہ - ابھی میاں کے پاس نہ جانے پائی تھی کہ اس نے طلاق دیدی - یا رخصتی تو ہو گئی
لیکن ابھی میاں بی بی میں ویسی تنہائی نہیں ہونے پائی جو شرع میں معتبر ہے جس کا بیان مہر کے
باب میں آ چکا ہے - تنہائی و یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق دیدی تو طلاق بائن پڑی - چاہے
صاف لفظوں سے دی ہو یا گول لفظوں میں - ایسی عورت کو جب طلاق دیجائے تو پہلی ہی قسم کی
یعنی بائن طلاق پڑتی ہے اور ایسی عورت کے لئے طلاق کی عدت بھی کچھ نہیں - طلاق ملنے کے
بعد فوراً دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور ایسی عورت کو ایک طلاق دینے کے بعد اب دوسری
تیسری طلاق بھی دینے کا اختیار نہیں اگر دیوے گا تو نہ پڑے گی - البتہ اگر پہلی ہی دفعہ یوں کہدے کہ

---

[۱۰] اذا قال لامرأته انت طالق انشاء اللہ تعالے متصلاً به لم يقع الطلاق ۱۲ عالمگیری صفحہ ۴۵۱ ج ۱

[۱۱] رجل قال لامرأته يا مطلقة ان لم يكن لها زوج قبل او كان لها زوج لكن مات ذلك الزوج ولم يطلق يقع الطلاق عليها وان كان لها زوج قبله وقد كان طلقها ذلك الزوج ان لم ينو بكلامه الاخبار طلقت وان قال عنيت به الاخبار دين فيما بينه وبين اللہ تعالے وهل يدين في القضاء اختلف الروايات ۱۲ عالمگیری صفحہ ۳۵۵ ج ۱

[۱۲] اگر اس عورت کو پہلے شوہر نے طلاق دیدی تھی اس کے بعد اس نے دوسرے مرد سے شادی کر لی اس دوسرے خاوند نے اسے مطلقہ کہہ کر پکارا اور یہ کہا کہ میری نیت طلاق دینے کی نہیں تھی بلکہ پہلے شوہر کی طلاق کی نسبت سے میں نے طلاقن یا مطلقہ کہا ہے تو اس بارہ میں شوہر کا قول معتبر ہوگا اور طلاق نہ ہوگی دیانۃً بھی اور قضاءً بھی ۱۲

[۱۳] ولو قال انت طالق اذا دخلت المكة لم تطلق حتى تدخل مكة لانه علقه بالدخول

تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق تو جتنی دی ہیں سب پڑ گئیں۔ اور اگر یوں کہا۔ تجھ کو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے۔ تب بھی ایسی عورت کو ایک ہی طلاق پڑے گی۔

باب (۱۳)

تین طلاق دینے کا بیان

مسئلہ۔ اگر کسی نے[۱] اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدیں تو اب وہ عورت بالکل اس مرد کیلئے حرام ہو گئی۔ اب اگر پھر سے نکاح کرے تب بھی عورت کو اس مرد کے پاس رہنا حرام ہے اور یہ نکاح نہیں ہوا جا ہے صاف لفظوں میں تین طلاقیں دی ہوں یا گول لفظوں میں سب کا ایک حکم ہے (نوٹ) تین طلاق کے بعد پہلے ہی شوہر سے نکاح کرنے کا طریقہ صـ۵۳ پر درج کیا گیا ہے ۱۲

مسئلہ ۲۔ تین[۲] طلاقیں ایک دم سے دیدیں جیسے یوں کہدیا تجھ کو تین طلاق یا یوں کہا تجھ کو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے یا الگ کر کے تین طلاقیں دیں جیسے ایک آج دی ایک کل ایک پرسوں یا ایک اس مہینہ میں ایک دوسرے مہینہ میں ایک تیسرے میں یعنی عدت کے اندر اندر تینوں طلاقیں دیدیں سب کا ایک حکم ہے اور صاف لفظوں میں طلاق دیکر پھر روک رکھنے کا اختیار اس وقت ہوتا ہے جب تین طلاقیں نہ دے۔ فقط ایک یا دو دیوے جب تین طلاقیں دیدیں تو اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ ۳۔ کسی[۳] نے اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی دی پھر میاں راضی ہو گیا۔ اور روک رکھا۔ پھر دو چار برس میں کسی بات پر غصہ آیا تو ایک طلاق رجعی اور دیدی جس میں روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے۔ پھر جب غصہ اُترا تو روک رکھا اور نہیں چھوڑا۔ یہ دو طلاقیں ہو چکیں۔ اب اس کے بعد اگر کبھی ایک طلاق اور دیدیگا تو تین پوری ہو جاویں گی اور اس کا وہی حکم ہو گا جو ہم نے صـ۴۹ پر بیان کیا ہے کہ بے دوسرا خاوند کئے اس مرد سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر کسی نے طلاق بائن دی جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر پشیمان ہوا اور میاں بی بی نے راضی ہو کر پھر سے نکاح پڑھوا لیا یہ دو طلاقیں ہوئیں۔ اب تیسری دفعہ اگر طلاق دے گا تو پھر وہی حکم ہے کہ بے دوسرا خاوند کئے اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔

(نوٹ) مسئلہ نمبر ۴ صـ۴۹ پر درج کیا گیا۔

باب (۱۴)

کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان

مسئلہ ۱۔ نکاح[۴] کرنے سے پہلے کسی عورت کو کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق ہے

[۱] وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها ولا فرق بین المطلقة مدخولا بها او غیر مدخول بها ۱۲ عالمگیری ۲/۴۷۳

[۲] واذا قال لامرأته انت طالق وطالق وطالق ولم یعلقه بالشرط ان کانت مدخولة طلقت ثلاثا وکذا اذا قال انت طالق فطالق فطالق او ثم طالق ثم طالق او طالق طالق کذا فی السراج الوهاج فی تکرار لفظ الطلاق بحرف الواو او بغیر حرف الواو یتعدد الطلاق عالمگیری ۱/۳۵۵-۳۵۶

[۳] اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره عالمگیری ۱/۴۷۳ ومن شرائطها ان یکون الطلاق صریحا لفظا او اقتضاء وان لا یکون مقابلا بمال وان تکون المرأة فی العدة فهذا لم تشرع قبل الدخول زیلعی ۲/۲۵۱ وینکح مبانته فی العدة وبعدها ای له ان یتزوج مبانته بما دون الثلث اذا کانت حرة وبالواحدة ان کانت امة فی العدة وبعد انقضائها لان المحل الاصل باق ما لم ینکل … زیلعی بحذف ۲/۲۵۸

[۴] واذا اضاف الطلاق الی النکاح وقع عقیب النکاح نحو ان یقول لامرأة ان تزوجتک فانت طالق ۱۲ عالمگیری ۱/۴۲۰

جب اس عورت سے نکاح کریگا تو نکاح کرتے ہی طلاق بائن پڑجاویگی۔ اب بے نکاح کئے اس کو نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر یوں کہا ہو اگر تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر دو طلاق۔ تو دو طلاق بائن پڑ گئیں اور اگر تین طلاق کو کہا تھا تو تینوں پڑ گئیں اور اب طلاق مغلظہ ہو گئی۔ **مسئلہ ۲** نکاح[ا] ہوتے ہی جب اس پر طلاق پڑ گئی تو اس نے اسی عورت سے پھر نکاح کر لیا تو اب اس دوسرے نکاح کرنے سے طلاق نہ پڑے گی۔ ہاں اگر یوں کہا ہو جے دفعہ تجھ سے نکاح کروں ہر مرتبہ تجھ کو طلاق ہے تو جب نکاح کرے گا ہر دفعہ طلاق پڑ جایا کرے گی۔ اب اس عورت کو رکھنے کی کوئی صورت نہیں دوسرا خاوند کر کے اگر اس مرد سے نکاح کرے گی تب بھی طلاق پڑ جاوے گی۔ **مسئلہ ۳** کسی[ا] نے کہا جس عورت سے نکاح کروں اس کو طلاق تو جس سے نکاح کرے گا اس پر طلاق پڑ جاویگی البتہ طلاق پڑنے کے بعد اگر پھر اسی عورت سے نکاح کر لیا تو طلاق نہیں پڑی۔ **مسئلہ ۴** کسی[ا] غیر عورت سے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے اس طرح کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر اس سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد اس نے وہی کام کیا تب بھی طلاق نہیں پڑی۔ کیونکہ غیر عورت کو طلاق دینے کی یہی صورت ہے کہ یوں کہے اگر تجھ سے نکاح کروں تو طلاق۔ کسی اور طرح طلاق نہیں پڑ سکتی۔ **مسئلہ ۵** اور[ا] اگر اپنی بی بی سے کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق۔ اگر تو میرے پاس سے جاوے تو تجھ کو طلاق۔ اگر تو اس گھر میں جاوے تو تجھ کو طلاق یا اور کسی بات کے ہونے پر طلاق دی۔ تو جب وہ کام کرے گی تب طلاق پڑ جاویگی۔ اگر نہ کریگی تو نہ پڑے گی اور طلاق رجعی پڑے گی جس میں بے نکاح بھی روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے۔ البتہ اگر کوئی گول لفظ کہتا۔ جیسے یوں کہے اگر تو فلانا کام کرے تو مجھ سے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں تو جب وہ کام کرے گی تب طلاق بائن پڑیگی بشرطیکہ مرد نے اس لفظ کے کہتے وقت طلاق کی نیت کی ہو۔ **مسئلہ ۶** اگر یوں[ا] کہا اگر فلانا کام کرے تو تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق تو جے طلاق کہی اتنی پڑینگی **مسئلہ** اپنی[ا] بی بی سے کہا تھا اگر اس گھر میں جاوے تو تجھ کو طلاق۔ اور وہ چلی گئی اور طلاق پڑ گئی۔ پھر عدت کے اندر اندر اس نے روک رکھا یا پھر سے نکاح کر لیا تو اب پھر گھر میں جانے سے طلاق نہ پڑے گی۔ البتہ اگر یوں کہا ہو جے مرتبہ اس گھر میں جاوے۔ ہر مرتبہ تجھ کو طلاق۔ یا یوں کہا جب کبھی تو گھر میں جاوے ہر مرتبہ تجھ کو طلاق۔ تو اس صورت میں عدت کے اندر یا پھر نکاح کر لینے کے بعد دوسری مرتبہ گھر میں جانے سے دوسری طلاق ہو گئی۔ پھر عدت کے اندر یا تیسرے نکاح کے بعد اگر تیسری دفعہ گھر میں جاویگی تو تیسری طلاق پڑ جاویگی۔ اب تین طلاق کے بعد

لے ففی ہذہ الالفاظ اذا وجد الشرط انحلت الیمین انتہت لانہا لا تقتضی العموم والتکرار فبوجود الفعل مرۃ تم الشرط وانحلت الیمین فلا یتحقق الحنث بعدہ الا فی کلما لانہا توجب عموم الافعال فاذا کان الجزاء الطلاق بکلمۃ کلما یتکرر الطلاق الحنث حتی یستوفی طلاق الملک الذی حلف علیہ فان تزوجہا بعد زوج آخر وتکرر الشرط لم یحنث عند ودخلت کلمۃ کلما علی التزوج بان قال کلما تزوجت امرأۃ فہی طالق او کلما تزوجتک فانت طالق یحنث بکل مرۃ وان کان بعد زوج آخر ۱۲ عالمگیری ص۱۵ ج

لے ولو قال کل امرأۃ اتزوجہا فہی طالق فتزوج نسوۃ طلقن ولو تزوج امرأۃ واحدۃ مرارا لم تطلق الامرأۃ واحدۃ ۱۲ عالمگیری ص ج ۱

لے فان قال لاجنبیۃ ان دخلت الدار فانت طالق ثم نکحہا فدخلت الدار لم تطلق کذا فی الکافی عالمگیری ص ج ۱

لے دھ واذا اضافہ ای الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لامرأتہ ان دخلت الدار فانت طالق ۱۲ عالمگیری

ص ج ۱ - وبقیۃ الکنایات اذا نوی بہا الطلاق کانت واحدۃ بائنۃ ۱۲ ہدایہ ص۳۵۴ ج ۲ لے ہدایہ ص۳۶۶ ج ۲ و ص۳۶۹ ج ۲ - ۱۲

اس سے نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر دوسرا خاوند کرکے پھر اسی مرد سے نکاح کرے تو اب اس گھر میں جانے سے طلاق نہ پڑے گی۔ **مسئلہ**۔ کسی[۱] نے اپنی عورت سے کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق۔ ابھی اس نے وہ کام نہیں کیا تھا کہ اس نے اپنی طرف سے ایک اور طلاق دیدی اور چھوڑ دیا اور کچھ عدت بعد پھر اسی عورت سے نکاح کیا اور اس نکاح کے بعد اب اس نے وہی کام کیا تو پھر طلاق پڑ گئی۔ البتہ اگر طلاق پانے اور عدت گذر جانے کے بعد اس نکاح سے پہلے اس نے وہی کام کر لیا ہو تو اب اس نکاح کے بعد اس کام کے کرنے سے طلاق نہ پڑے گی۔ اور اگر طلاق پانے کے بعد عدت کے اندر اس نے وہی کام کیا ہو تب بھی دوسری طلاق پڑ گئی۔ (نوٹ، مسئلہ نمبر ۹ صفحہ ۵ پر درج کیا گیا ہے)[۲] **مسئلہ**۔ اگر کسی[۱] نے بی بی سے کہا اگر تو روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق۔ تو روزہ رکھتے ہی فوراً طلاق پڑ گئی۔ البتہ اگر یوں کہا اگر تو ایک روزہ رکھے یا دن بھر کا روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق۔ تو روزہ کے ختم پر طلاق پڑے گی۔ اگر روزہ توڑ ڈالے تو طلاق نہ پڑے گی۔ **مسئلہ**[۱۱]۔ عورت[۱] نے گھر سے باہر جانے کا ارادہ کیا مرد نے کہا ابھی مت جاؤ۔ عورت نہ مانی۔ اس پر مرد نے کہا اگر تو باہر جائے تو تجھ کو طلاق۔ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ابھی باہر جاویگی تو طلاق پڑے گی اور اگر ابھی نہ گئی کچھ دیر میں گئی تو طلاق نہ پڑے گی۔ کیونکہ اس کا مطلب یہی تھا کہ ابھی نہ جاؤ۔ پھر جانا۔ یہ مطلب نہیں کہ عمر بھر کبھی نہ جانا۔ **مسئلہ**[۱۲]۔ کسی[۱] نے یوں کہا جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق۔ پھر رات کے وقت نکاح کیا۔ تب بھی طلاق پڑ گئی۔ کیونکہ بول چال میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق۔

باب (۱۵) بیمار کے طلاق دینے کا بیان

مسئلہ[۱]۔ بیماری[۱] کی حالت میں کسی نے اپنی عورت کو طلاق دیدی۔ پھر عورت کی عدت ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اسی بیماری میں مر گیا۔ تو شوہر کے مال میں سے بی بی کا جتنا حصہ ہوتا ہے اتنا اس عورت کو بھی ملیگا چاہے ایک طلاق دی ہو یا دو تین۔ اور چاہے طلاق رجعی دی ہو یا بائن سب کا ایک حکم ہے۔ اگر عدت ختم ہو چکی تھی تب وہ مرا تو حصہ نہ پاویگی اسی طرح اگر مرد اسی بیماری میں نہیں مرا بلکہ اس سے اچھا ہو گیا تھا۔ پھر بیمار ہو گیا اور مر گیا تب بھی حصہ نہ پاویگی۔ چاہے عدت ختم ہو چکی ہو یا نہ ختم ہوئی ہو۔ **مسئلہ**[۲]۔ عورت[۱] نے طلاق مانگی تھی اسلئے مرد[۲] نے طلاق دیدی تب بھی عورت حصہ پانے کی مستحق نہیں چاہے عدت کے اندر مرے یا عدت کے بعد۔ دونوں کا ایک

[حاشیہ]
ـــلہ اعلم ان التعلیق یبطل ... زوال الحل لا بزوال الملک ... لو علق الثلاث او مادونہا ... زوال لدار ثم بخز الثلاث ... ثم نکحہا بعد التحلیل بطل التعلیق ... لا یقع بدخولہا شیء ولو کان ... بخز مادونہا لم یبطل فیقع ... المعلق کلہ ۱۲ در مختار ج۲ ص۶۰۴
ـــلہ وفی ان صمت یوما فانت ... طالق تطلق حین غربت ... الشمس من یوم صومہا بخلاف ... ان صمت فانہ یصدق بساعۃ ... در مختار ج۲ ص۶۹۶ و عالمگیری ج۱ ص۴۲۱ ... ہدایہ ج۲ ص۳۶۷
ـــلہ وشرط للحنث فی ... ان خرجت مثلاً فانت ... طالق او ان ضربت عبدک ... فعبدی حر لمرید الخروج ... والضرب فعلہ فوراً لان قصدہ ... المنع عن ذلک الفعل عرفا ... در الایمان علیہ ۱۲ در مختار ج۳ ص۱۲۹
ـــلہ ومن قال لامرأۃ یوم ... اتزوجک فانت طالق ... فتزوجہا لیلا طلقت ۱۲ ہدایہ ج۲ ص۳۴۶
ـــلہ قال محمد فی الرجل اذا ... طلق امرأتہ طلاقا رجعیا فی ... حال صحتہ او فی حال مرضہ ... برضاہا او بغیر رضاہا ثم مات و ... ہی فی العدۃ فانہا تواثان ... وان طلقہا طلاقا بائنا ... ثم مات وہی فی العدۃ ... فعندنا ترث ولو انقضت ... عدتہا ثم مات لم ترث وہذا اذا طلقہا

حکم ہے۔ البتہ اگر طلاق رجعی دی[1] ہو اور عدت کے اندر مرے تو حصہ پاویگی۔ **مسئلہ ۳**[2]۔ بیماری کی حالت میں عورت سے کہا۔ اگر تو گھر سے باہر جائے تو تجھ کو بائن طلاق ہے۔ پھر عورت باہر گئی اور طلاق بائن پڑ گئی تو اس صورت میں حصہ نہ پاوے گی کہ اس نے خود ایسا کام کیوں کیا جس سے طلاق پڑی اور اگر یوں کہا اگر تو کھانا کھاوے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ یا یوں کہا اگر تو نماز پڑھے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ عدت کے اندر مر جائے گا تو عورت کو حصہ ملیگا کیونکہ عورت کے اختیار سے طلاق نہیں پڑی۔ کھانا کھانا اور نماز پڑھنا تو ضروری ہے۔ اسکو کیسے چھوڑتی۔ اور اگر طلاق رجعی دی ہو تو پہلی صورت میں بھی عدت کے اندر اندر مرنے سے حصہ پاویگی۔ غرضکہ طلاق رجعی میں بہرحال حصہ ملتا ہے۔ بشرطیکہ عدت کے اندر مرا ہو۔ **مسئلہ**[3]۔ کسی بھلے چنگے آدمی نے کہا جب تو گھر سے باہر نکلے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ پھر جس وقت وہ گھر سے باہر نکلی اس وقت وہ بیمار تھا اور اسی بیماری میں وہ عدت کے اندر مر گیا تب بھی حصہ نہ پاوے گی۔ **مسئلہ ۵**۔ تندرستی[4] کے زمانہ میں کہا جب تیرا باپ پردیس سے آدے تجھ کو بائن طلاق۔ جب وہ[5] پردیس سے آیا اس وقت مرد بیمار تھا۔ اور اسی بیماری میں مر گیا تو حصہ نہ پاویگی۔ اور اگر بیماری کی حالت میں یہ کہا ہو اور اسی میں عدت کے اندر مر گیا ہو تو حصہ پاویگی۔

باب	طلاق رجعی میں رجعت کر لینے یعنی روک رکھنے کا بیان	(۱۶)

مسئلہ ۱۔ جب[6] کسی نے رجعی ایک طلاق یا دو طلاقیں دیں تو عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے مرد کو اختیار ہے کہ اس کو روک رکھے پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور عورت چاہے راضی ہو یا راضی نہ ہو۔ اسکو کچھ اختیار نہیں ہے۔ اور اگر تین طلاقیں دیدیں تو اس کا حکم اوپر بیان ہو چکا اس میں یہ اختیار نہیں ہے۔ **مسئلہ ۲**۔ رجعت[7] کرنے یعنی روک رکھنے کا طریقہ یہ[8] ہے کہ یا تو صاف صاف زبان سے کہدے کہ میں تجھ کو پھر رکھے لیتا ہوں تجھ کو نہ چھوڑوں[9] گا۔ یا یوں کہدے کہ میں اپنے نکاح میں تجھ کو رجوع کرتا ہوں یا عورت سے نہیں کہا کسی اور سے کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو پھر رکھ لیا اور طلاق[10] سے باز آیا۔ بس اتنا کہدینے سے وہ پھر اس کی بی بی ہو گئی۔ (نوٹ) رجعت کا ایک طریقہ صفحہ ۵ پر درج ہے۔ **مسئلہ ۳**۔ جب[11] عورت کا روک رکھنا منظور ہو تو بہتر ہے کہ دو چار لوگوں کو گواہ بنا لے کہ شاید کبھی کچھ جھگڑا پڑے تو کوئی مکر نہ سکے۔ اگر کسی کو گواہ نہ بنایا۔ تنہائی میں ایسا کر لیا تب بھی صحیح ہے۔ مطلب تو حاصل ہی ہو گیا۔ **مسئلہ ۴**۔ اگر عورت[12] کی عدت

---

[1] چاہے اس عورت نے بطور خود طلاق کا مطالبہ کیا ہو۔ چاہے خاوند نے بغیر عورت کے مطالبہ کے طلاق دیدی ہو۔ نیز خواہ طلاق بائن ہو یا رجعی ۱۲

[2] واذا قال الرجل لامرأته وھو صحیح اذا جاء راس الشھر او اذا دخلت الدار او اذا صلی فلان الظہر او اذا دخل فلان الدار فانت طالق فکانت ہذہ الاشیاء والزوج مریض لم ترث وان کان القول فی المرض ورثت الا فی قولہ اذا دخلت الدار ۱۲ عالمگیری ص۲۶۵

[3] دیکھو حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ہذا

[4] عالمگیری ص۲۶۴ ج۱ ۱۲

[5] عالمگیری ص۲۶۴ ج۱ ۱۲

[6] عالمگیری ص۲۶۶ ج۱ ۱۲

[7] رجعت کیلئے سنت یہ ہے کہ زبان سے رجعت کے الفاظ کہے اور دو گواہ ان الفاظ کو سنتے ہوں ۱۲

[8] اگر صرف یوں کہا کہ "تجھ کو نہ چھوڑونگا" تو رجعت نہ ہوگی لیکن اگر صرف یوں کہا کہ "تجھے پھر رکھے لیتا ہوں" تو رجعت ہو جائیگی ۱۲

[9] تین طلاق سے باز آیا صرف ان الفاظ سے رجعت نہ ہوگی لیکن اگر صرف یہ الفاظ کہے کہ "اپنی بیوی کو پھر رکھ لیا" تو رجعت ہو جائے گی۔ ۱۲

[10] عالمگیری ص۲۶۶ ج۱ ۱۲

[11] ولابد من قیام العدۃ لان الرجعۃ استدامۃ الملک الا انما یتحقق الاستدامۃ فی العدۃ لانہ لا ملک بعد انقضائہا (ہدایہ ص۳۷۳ ج۲) واذا کان الطلاق بائنا دون الثلث فلہ ان یتزوجہا فی العدۃ او بعد انقضائہا ۱۲ ہدایہ ص۳۷۶ ج۲

گذر چکی تب ایسا کرنا چاہا تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب اگر عورت منظور کرے اور راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا۔ اگر وہ رکھے بھی تو عورت کو اس کے پاس رہنا درست نہیں

(نوٹ) مسئلہ نمبر ۵ نمبر ۶ نمبر ۷ صفحہ پر درج کئے گئے۔ ۱۲

مسئلہ جس عورت کو ایک یا دو طلاق رجعی ملی ہوں جس میں مرد کو طلاق سے باز آنے کا اختیار ہوتا ہے ایسی عورت کو مناسب ہے کہ خوب بناؤ سنگار کرکے رہا کرے کہ شاید مرد کا جی اس کی طرف جھک پڑے اور رجعت کرے۔ اور مرد کا قصد اگر باز آنیکا نہ ہو تو اس کو مناسب ہے کہ جب گھر میں آوے تو کھانس کھنکار کے آوے کہ وہ اپنا بدن اگر کچھ کھلا ہو تو ڈھک لیوے اور کسی بے موقع جگہ نگاہ نہ پڑے اور جب عدت پوری ہو چکے تو عورت کہیں اور جا کے رہے۔ **مسئلہ ۹** اگر ابھی رجعت نہ کی ہو تو اس عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لے جانا جائز نہیں اور اس عورت کو اس کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔ **مسئلہ** جس عورت کو ایک یا دو طلاق بائن دیدیں جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی اور مرد سے نکاح کرنا چاہے تو عدت کے بعد نکاح کرے عدت کے اندر نکاح درست نہیں۔ اور خود اسی سے نکاح کرنا منظور ہو تو عدت کے اندر بھی ہو سکتا ہے

نوٹ:۔ بی بی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان صفحہ پر درج کیا گیا ہے۔

باب (۱۷) خلع کا بیان

مسئلہ ۱ اگر میاں بی بی میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو۔ تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دیکر یا اپنا مہر دے کر اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لیکر میری جان چھوڑ دے۔ یا یوں کہے جو میرا مہر تیرے ذمہ ہے اس کے عوض میں میری جان چھوڑ دے۔ اسکے جواب میں مرد کہے میں نے چھوڑ دی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی روک رکھنے کا اختیار مرد کو نہیں ہے۔ البتہ اگر مرد نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے جواب نہیں دیا بلکہ اٹھ کھڑا ہوا یا مرد تو نہیں اٹھا۔ عورت اٹھ کھڑی ہوئی تب مرد نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دی تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ جواب سوال دونوں ایک ہی جگہ ہونے چاہئیں۔ اس طرح جان چھڑانے کو شرع میں خلع کہتے ہیں **مسئلہ ۲** مرد نے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا۔ عورت نے کہا میں نے قبول کیا تو خلع ہو گیا۔ البتہ اگر عورت نے اسی جگہ جواب دیا ہو وہاں سے کھڑی ہو گئی ہو یا عورت نے قبول ہی نہیں کیا تو کچھ نہیں ہوا۔ لیکن عورت اگر اپنی جگہ بیٹھی رہی اور مرد یہ کہہ کر کھڑا ہوا اور عورت نے اس کے اٹھنے کے بعد قبول کیا تب بھی خلع ہو گیا

لہ والمطلقة الرجعية تتشوف وتتزين لانها حلال للزوج اذ النكاح قائم بينهما ثم الرجعة مستحبة والتزين حامل عليها فيكون مشروعا ويستحب ان لا يدخل عليها حتى يؤذنها او يسمعها خفق نعليه معناه اذا لم يكن من قصده المراجعة لانها ربما تكون مجردة فيقع بصره على موضع يصير مراجعا ثم يطلقها فتطول عليها العدة ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۷۹/۲

لہ عالمگیری صفحہ ۴۷۲/۱ ۱۲

لہ ومنع الغير في العدة لاشتباه النسب ۱۲ ہدایہ صفحہ ۳۷۹/۱

لہ هو ازالة ملك النكاح المتوقفة على قبولها بلفظ الخلع او ما في معناه ولا بأس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق بما يصلح للمهر وهو يمين في جانبه فلا يصح رجوعه عنه قبل قبولها ولا يصح شرط الخيار له ولا يقتصر على المجلس اي مجلسه ويقتصر قبولها على مجلس علمها وفي جانبها معاوضة بمال فيصح رجوعها قبل قبوله اي اذا كان الابتداء منها بان قالت اختلعت نفسي منك بكذا فلها ان ترجع عنه قبل قبول الزوج ويبطل بقيامها من المجلس بقيامه ايضا ولا يتوقف على ما وراء المجلس بان كان الزوج غائبا حتى لو بلغه وقبل لم يصح ويصح شرط الخيار لها ولو اكثر من ثلاثة ايام ويقتصر على المجلس كالبيع ۱۲ در در المختار صفحہ ۷۶۶ تا ۷۶۹/۲ ۱۲ لہ رد المختار صفحہ ۷۷۱ ۱۲ لہ کیونکہ شرمگاہ کے اندرونی حصہ پر نگاہ پڑتے ہی رجعت ہو جائے گی ۱۲

مسئلہ ۳۔ مرد[1] نے فقط اتنا کہا میں نے تجھ سے خلع کیا اور عورت نے قبول کر لیا۔ روپے پیسے کا ذکر نہ مرد نے کیا نہ عورت نے۔ تب بھی جو حق مرد کا عورت پر ہے اور جو حق عورت کا مرد پر ہے سب معاف ہوا۔ اگر مرد کے ذمہ مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف ہو گیا اور اگر عورت پا چکی ہے تو خیر اب اس کا پھیرنا واجب نہیں البتہ عدت کے ختم ہونے تک روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر دینا پڑے گا۔ ہاں اگر عورت نے کہہ دیا ہو کہ عدت کا روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر بھی تجھ سے نہ لونگی، تو وہ بھی معاف ہو گیا۔ **مسئلہ ۴** اور[2] اگر اس کے ساتھ کچھ مال کا بھی ذکر کر دیا جیسے یوں کہا سو روپے کے عوض میں نے تجھ سے خلع کیا۔ پھر عورت نے قبول کر لیا تو خلع ہو گیا۔ اب عورت کے ذمے سو روپے دینے واجب ہو گئے۔ اپنا مہر پا چکی ہو تب بھی سو روپے دینے پڑینگے اور اگر مہر ابھی نہ پایا ہو تب بھی دینے پڑیں گے اور مہر بھی نہ ملیگا کیونکہ وہ بوجہ خلع معاف ہو گیا۔ **مسئلہ ۵** خلع[3] میں اگر مرد کا قصور ہو تو مرد کو روپیہ اور مال لینا یا جو مہر مرد کے ذمے ہے اس کے عوض میں خلع کرنا بڑا گناہ اور حرام ہے۔ اگر کچھ مال لے لیا تو اس کو اپنے خرچ میں لانا بھی حرام ہے اور اگر عورت ہی کا قصور ہو تو جتنا مہر دیا ہے اس سے زیادہ مال نہ لینا چاہئے۔ بس مہر ہی کے عوض میں خلع کر لے۔ اگر مہر سے زیادہ لے لیا تو بھی خیر بے جا تو ہوا لیکن کچھ گناہ نہیں۔ **مسئلہ ۶**۔ عورت[4] خلع کرنے پر راضی نہ تھی۔ مرد نے اس پر زبردستی کی اور خلع کرنے پر مجبور کیا۔ یعنی مار پیٹ کر دھمکا کر خلع کیا تو طلاق پڑ گئی۔ لیکن مال عورت پر واجب نہیں ہوا۔ اور اگر مرد کے ذمہ مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا۔ **مسئلہ** یہ سب[5] باتیں اس وقت ہیں جب خلع کا لفظ کہا ہو یا یوں کہا ہو سو روپے پر یا ہزار روپے کے عوض میں میری جان چھوڑ دے یا یوں کہا میرے مہر کے عوض میں مجھکو چھوڑ دے اور اگر اس طرح نہیں کہا بلکہ طلاق کا لفظ کہا جیسے یوں کہے سو روپے کے عوض میں مجھے طلاق دیدے تو اس کو خلع نہ کہیں گے اگر مرد نے اس مال کے عوض طلاق دیدی تو ایک طلاق بائن پڑ گئی اور اس میں کوئی حق معاف نہیں ہوا۔ نہ وہ حق معاف ہوئے جو مرد کے اوپر ہیں نہ وہ جو عورت پر ہیں۔ مرد نے اگر مہر نہ دیا ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا۔ عورت اس کی دعویدار ہو سکتی ہے اور مرد یہ سو روپے عورت سے لیگا **مسئلہ ۸**۔ مرد[6] نے کہا میں نے سو روپے کے عوض میں طلاق دی تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے۔ اگر نہ قبول کرے تو نہ پڑے گی اور اگر قبول کر لے تو ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ لیکن اگر جگہ بدل جانے کے بعد قبول کیا تو طلاق نہیں پڑی۔ **مسئلہ ۹**۔ عورت[7] نے کہا مجھے طلاق دیدے مرد نے کہا تو اپنا مہر وغیرہ اپنے سب حق معاف کر دے تو طلاق دیدوں اس پر عورت نے کہا اچھا

[1] در مختار ص ۸۰۰ ج ۲ و رد المحتار ص ۸۰۰ ج ۲ ۱۲
[2] فلا باس بان تفتدی نفسہا منہ بمال یخلعہا بہ فاذا فعل وقع ما لخلع تطلیقۃ بائنۃ ولزمہا المال ۱۲ ہدایہ ص ۳۸۰ ج ۲
[3] وان کان النشوز من قبلہ یکرہ لہ ان یاخذ منہا عوضا وان کان النشوز منہا کرہنا لہ ان یاخذ منہا اکثر مما اعطاہا واخذ الزیادۃ جاز فی القضاء ۱۲ ہدایہ ص ۳۸۰ ج ۲ و عالمگیری ص ۴۸۸ ج ۱
[4] اکرہہا الزوج علیہ تطلق بلا مال ۱۲ در ص ۸۰۰ ج ۲
[5] وان طلقہا علی مال فقبلت وقع الطلاق ولزمہا المال وکان الطلاق بائنا ہدایہ ص ۳۸۰ ج ۲ ان الطلاق علی مال خارج عن الخلع المسقط للحقوق ۱۲ رد المحتار ص ۸۰۰ ج ۲
[6] ولو قال انت طالق علی الف فقبلت طلقت وعلیہا الالف وہو کقولہ انت طالق بالف ولا بد من القبول فی الوجہین لان العوض لا یجب بدون قبولہ والطلاق بائن ۱۲ ہدایہ ص ۳۸۰ ج ۲
[7] طلبت منہ طلاقہا فقال ابرئینی عن کل حق لک حتی اطلقک فقالت ابراتک عن کل حق للنساء علی الازواج فقال الزوج فی فورہ طلقتک واحدۃ وہی مدخول بہا تقع بائنۃ وعلی ہذا یکون ابراء بشرط فاذا لم یطلقہا لم یبرأ وصحۃ ہذہ البراءۃ موقوفۃ علی الطلاق فورا ای فی المجلس ۱۲ رد المحتار ص ۸۰۰ ج ۲

میں نے معاف کیا۔ اس کے بعد مرد نے طلاق نہیں دی تو کچھ معاف نہیں ہوا۔ اور اگر اسی مجلس[۵۱] میں طلاق دیدی تو معاف ہو گیا۔ **مسئلہ** ۔ عورت[۵۲] نے کہا تین سو روپے کے عوض میں مجھ کو تین طلاقیں دیدے۔ اس پر مرد نے ایک ہی طلاق دی تو فقط ایک سو روپیہ مرد کو ملیگا اور اگر دو طلاقیں دی ہوں تو دو سو روپے اور اگر تینوں دیدیں تو پورے تین سو روپے عورت سے دلائے جائیں گے اور سب صورتوں میں طلاق بائن پڑیگی۔ کیونکہ مال کا بدلہ ہے **مسئلہ**[۱۱] ۔ نابالغ[۵۳] لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی اپنی بی بی سے خلع نہیں کر سکتا۔ (نوٹ) بی بی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان ص۵۴ پر اور کفارہ کا بیان ص۵۳ پر اور لعان کا بیان ص۵۵ پر درج ہیں۔ ۱۲

باب (۱۸) **میاں کے لاپتہ ہو جانے کا بیان**

جس کا شوہر بالکل لاپتہ ہو گیا معلوم نہیں مرگیا یا زندہ ہے تو وہ عورت اپنا دوسرا نکاح نہیں کر سکتی بلکہ انتظار کرتی رہے کہ شاید آجاوے۔ جب انتظار کرتے کرتے اتنی مدت گذر جاوے کہ شوہر کی عمر نوے[۵۴] برس کی ہو جاوے تو اب حکم لگا دیں گے کہ وہ مرگیا ہوگا۔ سو اگر وہ عورت ابھی جوان ہو اور نکاح کرنا چاہے تو شوہر کی عمر نوے[۵۴] کی ہونے کے بعد عدت پوری کر کے نکاح کر سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس لاپتہ مرد کے مرنے کا حکم کسی شرعی حاکم نے لگایا ہو[۵۵] ۔ (نوٹ) عدت کا بیان اور موت کی عدت کا بیان ص۵۵ پر درج کیا گیا۔ ۱۲

باب (۱۹) **سوگ کرنے کا بیان**

مسئلہ[۱] ۔ جس عورت[۵۶] کو طلاق رجعی ملی ہے اس کی عدت تو فقط یہی ہے کہ اتنی مدت تک گھر سے باہر نہ نکلے نہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ اسکو بناؤ سنگار وغیرہ درست ہے اور جس کو تین طلاقیں مل گئیں۔ یا ایک طلاق بائن ملی یا اور کسی طرح سے نکاح ٹوٹ گیا یا مرد مر گیا۔ ان سب صورتوں کا حکم یہ ہے کہ جب تک عدت میں رہے تب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے نہ اپنا دوسرا نکاح کرے نہ کچھ بناؤ سنگار کرے۔ یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں۔ اس سنگار نہ کرنے اور میلے کچیلے رہنے کو سوگ کہتے ہیں۔ **مسئلہ**[۲] ۔ جب[۵۷] تک عدت ختم نہ ہو تب تک خوشبو لگانا کپڑے بسانا۔ زیور گہنا پہننا پھول پہننا سرمہ لگانا۔ پان کھا کر منہ لال کرنا۔ مسّی ملنا۔ سر میں تیل ڈالنا۔ کنگھی کرنا۔ مہندی لگانا۔ اچھے کپڑے پہننا۔ ریشمی اور رنگے ہوئے بہاردار کپڑے پہننا۔ یہ سب باتیں حرام ہیں۔ البتہ اگر بہاردار

---

۵۱ اسی مجلس کی قید ضروری ہے ۱۲

۵۲ واذا قالت طلقنی ثلاثا بالف فطلقها واحدة فعليها ثلث الالف والطلاق بائن لوجوب المال ۱۲ ہدایہ ص۳۸۱ ج۲

۵۳ دشرط شرط الطلاق (عالمگیری ص۴۹۲ ج۱) اما شرط الطلاق على الخصوص فشيئان احدهما قيام القيد في المرأة نكاح او عدة والثاني قيام حل محل النكاح ۱۲ عالمگیری ص۳۴۸ ج۱

۵۴ موجودہ زمانہ کے احوال اور ضرورتوں کی شدت کے پیش نظر علماء وقت نے امام مالک رح کے قول پر فتویٰ دیا ہے امام مالک رح کا قول حاشیہ میں نقل کر دیا گیا ہے۔ نیز اسی سلسلہ میں ایک رسالہ بھی لکھا گیا ہے جسکا نام ہے الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة اس رسالہ پر علمائے تھانہ بھون و دیوبند و سہارنپور وغیرہ کے دستخط ہیں

۵۵ ہدایہ ص۶۰۴ ج۲ ۱۲

۵۶ وعلى المبتوتة والمتوفى عنها زوجها اذا كانت بالغة مسلمة الحداد والحداد ان تترك الطيب والزينة والكحل والدهن المطيب وغير المطيب الامن عذر ہدایہ ص۴۰۶ ج۲، والمطلقة الرجعية تتشوف وتتزين ۱۲ ہدایہ

نہ ہوں تو درست ہے چاہے جیسا رنگ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ زینت کا کپڑا نہ ہو۔ **مسئلہ ۳** - سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو جس میں خوشبو نہ ہو وہ تیل ڈالنا درست ہے۔ اسی طرح دوا کے لئے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے۔ لیکن رات کو لگانے اور دن کو پونچھ ڈالے اور سر ملنا اور نہانا بھی درست ہے۔ ضرورت کے وقت کنگھی کرنا بھی درست ہے، جیسے کسی نے سر ملا یا جوں پڑ گئی۔ لیکن پٹی نہ جھکاوے۔ نہ باریک[2] کنگھی سے کنگھی کرے جس میں بال چکنے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ موٹے دندانے والی کنگھی کرے کہ خوبصورتی نہ آنے پاوے۔ **مسئلہ ۴** - سوگ[3] کرنا اسی عورت پر واجب ہے جو بالغ ہو۔ نابالغ لڑکی پر واجب نہیں۔ اس کو یہ سب باتیں درست ہیں۔ البتہ گھر سے نکلنا اور دوسرا نکاح کرنا اسکو بھی درست نہیں۔ **مسئلہ ۵** - جس[4] کا نکاح صحیح نہیں ہوا تھا بے قاعدہ ہو گیا تھا وہ توڑ دیا گیا یا مرد مر گیا تو ایسی عورت پر بھی سوگ کرنا واجب نہیں **مسئلہ ۶** - شوہر[5] کے علاوہ کسی اور کے مرنے پر سوگ کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر شوہر منع نہ کرے تو اپنے عزیز اور رشتہ دار کے مرنے پر بھی تین دن تک بناؤ سنگار چھوڑ دینا درست ہے۔ اس سے زیادہ بالکل حرام ہے اور اگر منع کرے تو تین دن بھی نہ چھوڑے۔

باب (۲۰)

روٹی کپڑے کا بیان

مسئلہ ۱ - بی بی[1] کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ واجب ہے۔ عورت چاہے کتنی ہی مالدار ہو۔ مگر خرچ مرد ہی کے ذمہ ہے اور رہنے کے لئے گھر دینا بھی مرد کے ہی ذمہ ہے۔ **مسئلہ ۲** - نکاح[2] ہو گیا۔ لیکن رخصتی نہیں ہوئی تب بھی روٹی کپڑے کی دعویدار ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر مرد نے رخصت کرانا چاہا پھر بھی رخصتی نہیں ہوئی تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں۔ **نوٹ** مسئلہ ۳ ص ۵۶ پہ درج کیا گیا ہے۔ **مسئلہ ۴** - جتنا مہر[3] پہلے دینے کا دستور ہے وہ مرد نے نہیں دیا۔ اسلئے وہ مرد کے گھر نہیں جاتی تو اس کو روٹی کپڑا دلایا جاوے گا۔ اور اگر یوں ہی بے وجہ مرد کے گھر نہ جاتی ہو تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں ہے۔ جب سے جاوے گی تب سے دلایا جاویگا۔ **مسئلہ ۵** - جتنے[4] زمانہ تک شوہر کی اجازت سے اپنے ماں باپ کے گھر رہے اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا بھی مرد سے لے سکتی ہے۔ **مسئلہ ۶** - عورت[5] بیمار پڑ گئی تو بیماری کے زمانہ کا روٹی کپڑا پانے کی مستحق ہے چاہے مرد کے گھر بیمار پڑے یا اپنے میکے میں۔ لیکن اگر بیماری کی حالت میں مرد نے بلایا پھر بھی نہیں آئی تو اب اس کے پانے کی مستحق نہیں رہی اور بیماری کی حالت میں فقط روٹی کپڑے کا خرچ ملیگا۔ دوا علاج

ف ۱ ان لم تمتشط بالطرف الذی اسنانہ منفرجۃ لا باس بہ وانما یکرہ الامتشاط بالطرف الآخر لان ذلک للزینۃ وانما یلزمہا الاجتناب فی حالۃ الاختیار اما فی حالۃ الاضطرار فلا باس بہ اشتکت راسہا او عینہا فصبت علیہا الدہن او اکتحلت علی المعالجۃ فلا باس بہ ولکن لا تقصد بہ الزینۃ ولو اعتادت الدہن فخافت وجعا یکن بہا ولم تفعل فلا باس بہ اذا کان الغالب ہو الحلول ولا تلبس الحریر لان فیہ زینۃ الا لضرورۃ مثل ان یکون بہا حکۃ او قملۃ ۱۲ عالمگیری ص ۵۳۳ ج ۱

ف ۲ اگر موٹے دانہ کی کنگھی سے ضرورت پوری ہو جائے تو باریک دانہ کی کنگھی نہ کرے کیونکہ باریک دانوں کی کنگھی سے خوبصورتی پیدا ہوتی ہے لیکن اگر ضرورت پوری نہیں ہوتی تو باریک دانوں کی کنگھی بھی استعمال ہو سکتی ہے بشرطیکہ زینت کی نیت نہ ہو ۱۲

ف ۳ و ۴ ولا یجب الحداد علی الصغیرۃ والمجنونۃ الکبیرۃ والکتابیۃ والمعتدۃ من نکاح فاسد والمطلقۃ طلاقا رجعیا (عالمگیری ص ۵۳۳ ج ۱) ولا یجوز للمطلقۃ الرجعیۃ والمبتوتۃ الخروج من بیتہا لیلا ولا نہارا

۱۲ ہدایہ ص ۴۲۴ ج ۲ ف ۵ ویباح الحداد علی قرابۃ ثلاثۃ ایام فقط وللزوج منعہا لان الزینۃ حقہ ۱۲ در مختار ص ۸۲۶ ج ۲ ف ۶ در ص ۸۸۶ تا ۸۸۸ ج ۲ ف ۷ و ۸ عالمگیری ص ۵۴۵ ج ۱ ۱۲ ف ۹ و ۱۰ در مختار ص ۸۸۹ ج ۲

حکیم طبیب کا خرچہ مرد کے ذمہ واجب نہیں۔ اپنے پاس سے خرچ کرے۔ اگر مرد دیدے اسکا احسان ہے **مسئلہ**۔ عورت[۱] حج کرنے گئی تو اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ نہیں۔ البتہ اگر شوہر بھی ساتھ ہو تو اس زمانہ کا خرچ بھی ملیگا۔ لیکن روٹی کپڑے کا جتنا خرچ گھر میں ملتا تھا اتنا ہی پانے کی مستحق ہے جو کچھ زیادہ لگے اپنے پاس سے لگاوے اور ریل اور جہاز وغیرہ کا کرایہ بھی مرد کے ذمے نہیں ہے۔ **مسئلہ**۔ روٹی[۲] کپڑے میں دونوں کی رعایت کی جاویگی۔ اگر دونوں مالدار ہوں تو امیروں کیطرح کا کھانا کپڑا ملیگا۔ اور اگر دونوں غریب ہوں تو غریبوں کی طرح اور مرد غریب ہو اور عورت امیر یا عورت غریب ہے اور مرد امیر تو ایسا روٹی کپڑا دیوے کہ امیری سے کم ہو اور غریبی سے بڑا ہوا۔ **مسئلہ ۹** عورت[۳] اگر بیمار ہے کہ گھر کا کاروبار نہیں کر سکتی یا ایسے بڑے گھر کی ہے کہ اپنے ہاتھ سے پیسنے کوٹنے کھانا پکانے کا کام نہیں کرتی بلکہ عیب[۴] سمجھتی ہے تو پکا پکایا کھانا دیا جاویگا۔ اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو گھر کا سب کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا واجب ہے۔ یہ سب کام خود کرے۔ مرد کی ذمے فقط اتنا ہے کہ چولھا چکی کچا اناج لکڑی کھانے پینے کے برتن وغیرہ لا دیوے۔ وہ اپنے ہاتھ سے پکاوے اور کھاوے۔ **مسئلہ**۔ تیل[۵]۔ کنگھی۔ کھلی۔ صابون وضو اور نہانے دھونے کا پانی مرد کے ذمہ ہے۔ اور سرمہ مسّی۔ پان۔ تمباکو مرد کے ذمہ نہیں۔ دھوبی کی تنخواہ مرد کے ذمہ نہیں اپنے ہاتھ سے دھوئے۔ اور پہنے۔ اور اگر مرد دیدے اس کا احسان ہے۔ **مسئلہ ۱۱**۔ دائی جنائی[۶] کی مزدوری اس پر ہے جس نے بلوایا۔ مرد نے بلوایا ہو تو مرد پر اور عورت نے بلوایا ہو تو اس پر۔ اور جو بے بلائے آگئی تو مرد پر۔ **مسئلہ ۱۲**۔ روٹی[۷] کپڑے کا خرچ ایک سال کا یا اس سے کچھ کم زیادہ پیشگی دیدیا۔ اب اس میں سے کچھ لوٹا نہیں سکتا۔

باب (۲۱): رہنے کے لئے گھر ملنے کا بیان

مسئلہ ۱۔ مرد[۸] کے ذمہ یہ بھی واجب ہے کہ بی بی کے رہنے کیلئے کوئی ایسی جگہ دیوے جسمیں شوہر کا کوئی رشتہ دار نہ رہتا ہو بلکہ خالی ہو تاکہ میاں بی بی بالکل بے تکلفی سے رہ سکیں۔ البتہ اگر عورت خود سب کے ساتھ رہنا گوارا کرلے تو ساجھے کے گھر میں بھی رکھنا درست ہے۔ **مسئلہ ۲** گھر میں[۹] سے ایک جگہ عورت کو الگ کردے کہ وہ اپنا مال اسباب حفاظت سے رکھے اور خود اس میں رہے سہے اور اسکی قفل کنجی اپنے پاس رکھے کسی اور کو اس میں دخل نہ ہو۔ فقط عورت ہی کے قبضے میں رہی تو بس حق ادا ہو گیا۔ عورت کو اس سے زیادہ کا دعویٰ نہیں ہو سکتا اور یہ نہیں کہہ سکتی کہ پورا گھر

---

۱ فان حجت مع محرم ولو نفلا فہی ناشزة وان حجت مع محرم لہا دون الزوج فلا نفقة لہا فی قولہم جمیعا واما اذا خرج الزوج معہا فلہا النفقة اجماعا ویجب علیہ نفقة الحضر دون السفر ولا یجب الکراء ۱۲ عالمگیری صفحہ ۵۴۶ ج ۱ -

۲ واتفقوا علی وجوب نفقة الموسرین اذا کانا موسرین وعلی نفقة المعسر اذا کانا معسرین وان کان موسرا وہی معسرة فعلیہ نفقة الموسرین وفی عکسہ نفقة المعسرین واما علی المفتی بہ فتجب نفقة الوسط فی المسئلتین وہو فوق نفقة المعسرة ودون نفقة الموسرة ۱۲ رد المحتار صفحہ ۸۸۹ و ۸۹۰ ج ۲ وعالمگیری صفحہ ۵۴۴ ج ۱

۳ وامتنعت المرأة من الطحن والخبز ان کانت ممن لا تخدم او کان بہا علة فعلیہ ان یاتیہا بطعام مہیأ والا بان کانت ممن تخدم نفسہا او تقدر علی ذلک لا یجب علیہ یجب علیہ آلة الطحن والخبز وآنیة شراب وطبخ ککوز وجرة وقدر ومغرفة ۱۲ در صفحہ ۸۹۲–۸۹۳ ج ۲ وعالمگیری صفحہ ۵۴۸ ج ۱

۴ یعنی اگر وہاں رواج اس بات میں لوگ اپنی خفت سمجھتے ہوں ۱۲

۵ رد المحتار صفحہ ۸۹۳ ج ۲ وعالمگیری صفحہ ۵۴۹ ج ۱ - ۱۲

۶ در صفحہ ۸۹۳ ج ۲ وعالمگیری صفحہ ۵۴۹ ج ۱ ۱۲ ۷ در صفحہ ۹۰۰ ج ۲ رد المحتار صفحہ ۹۰۰–۹۰۹ ج ۲ ۱۲ ۸ و ۹ در و رد المحتار صفحہ ۹۱۲ و ۹۱۳ ج ۲ ہدایہ صفحہ ۴۲۱ ج ۲ وعالمگیری صفحہ ۵۵۶ ج ۱ ۱۲

میرے لئے الگ کردو۔ **مسئلہ ۳** جس[1] طرح عورت کو اختیار ہے کہ اپنے لئے کوئی الگ گھر مانگے جس میں مرد کا کوئی رشتہ دار نہ رہنے پاوے فقط عورت ہی کے قبضے میں رہے۔ اسی طرح مرد کو اختیار ہے کہ جس گھر میں عورت رہتی ہے وہاں اس کے رشتہ داروں کو نہ آنے دے نہ ماں کو نہ باپ کو نہ بھائی کو نہ کسی اور رشتہ دار کو۔ **مسئلہ** عورت[2] اپنے ماں باپ کو دیکھنے کے لئے ہفتہ میں ایک دفعہ جاسکتی ہے۔ اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ داروں کے لئے سال بھر میں ایک دفعہ۔ اس سے زیادہ کا اختیار نہیں۔ اسی طرح اس کے ماں باپ بھی ہفتہ میں فقط ایک مرتبہ یہاں آسکتے ہیں مرد کو اختیار ہے کہ اس سے زیادہ جلدی جلدی نہ آنے دے اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ دار سال بھر میں فقط ایک دفعہ آسکتے ہیں۔ اس سے زیادہ آنے کا اختیار نہیں۔ لیکن مرد کو اختیار ہے کہ زیادہ دیر نہ ٹھیرنے دے نہ ماں باپ کو۔ نہ کسی اور کو۔ اور جاننا چاہئے کہ رشتہ داروں سے مطلب وہ رشتہ دار ہیں جن سے نکاح ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہے اور جو ایسے نہ ہوں وہ شرع میں غیر کے برابر ہیں۔ **مسئلہ ۵** اگر باپ[3] بہت بیمار ہے اور اس کا کوئی خبر لینے والا نہیں تو ضرورت کے موافق وہاں روز جایا کرے اگر باپ بے دین کافر ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ بلکہ اگر شوہر منع بھی کرے تب بھی جانا چاہئے۔ لیکن شوہر کے منع کرنے پر جانے سے روٹی کپڑے کا حق نہ رہیگا **مسئلہ ۶** غیر[4] لوگوں کے گھر نہ جانا چاہئے۔ اگر بیاہ شادی وغیرہ کی کوئی محفل ہو اور شوہر اجازت بھی دیدے تو بھی جانا درست نہیں۔ شوہر اجازت دیگا تو وہ بھی گنہگار ہوگا۔ بلکہ محفل کے زمانہ میں اپنے محرم رشتہ دار کے یہاں جانا بھی درست نہیں۔ **مسئلہ** جس[5] عورت کو طلاق مل گئی وہ بھی عدت تک روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر پانے کی مستحق ہے۔ البتہ جس کا خاوند مرگیا اس کو روٹی کپڑا اور گھر ملنے کا حق نہیں۔ ہاں اس کو میراث سب چیزوں میں ملیگی۔ **نوٹ** مسئلہ نمبر ۸ [6] پر درج ہے۔

باب (۲۲) لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان

مسئلہ ۱ جب[7] کسی شوہر والی عورت کے اولاد ہوگی تو وہ اسی شوہر کی کہلاوے گی۔ کسی شبہ پر یہ کہنا کہ یہ لڑکا اس کے میاں کا نہیں ہے بلکہ فلانے کا ہے درست نہیں اور اس لڑکے کو حرامی کہنا بھی درست نہیں۔ اگر اسلام کی حکومت ہو تو ایسا کہنے والے کو کوڑے مارے جاویں۔ **مسئلہ ۲** حمل کی[8] مدت کم سے کم چھ مہینے ہیں اور زیادہ سے زیادہ دو برس۔ یعنی کم سے کم چھ مہینے لڑکا پیٹ میں رہتا ہے پھر پیدا ہوتا ہے۔ چھ مہینے سے پہلے نہیں[9] پیدا ہوتا۔ اور زیادہ سے زیادہ دو برس پیٹ میں

---

[1] ولہا ان یمنع والدیہا و ولدہا من غیرہ واہلہا من الدخول علیہا لان المنزل ملکہ فلہ حق المنع من دخول ملکہ ۱۲ ہدایہ ج ۲

ومنہ فی العالمگیری ولا یمنع الابوین من الدخول علیہا للزیارۃ فی کل جمعۃ ص ۵۵ ج ۱

[2] ولا یمنعہا من الخروج الی الوالدین ولا یمنعہما من الدخول علیہا فی کل جمعۃ وفی غیرہما من المحارم کل سنۃ ویمنعہم من الکینونۃ عندہا ۱۲ در ص ۹۱۵-۹۱۶ ج ۲

[3] ولو ابوہا زمنا مثلا فاحتاجہا فعلیہا تعاہدہ ای لقدر احتیاجہ الیہا وہذا اذالم یکن من یقوم علیہ ولو کان کافرا وان ابی الزوج لرجحان حق الوالد وہل لہا النفقۃ الظاہر لا ۱۲ در ورد المحتار ص ۹۱۵ ج ۲

[4] خواہ باپ ہو یا ماں یا اور کوئی جسکے حقوق والدین کے حقوق کی طرح ہوں ۱۲

[5] عالمگیری ص ۵۵ ج ۱ ۱۲

[6] عالمگیری ص ۵۵-۵۸ ج ۱ ۱۲

[7] النکاح الصحیح وما ہوفی معناہ من النکاح الفاسد الحکم فیہ انہ یثبت النسب من غیر دعوۃ ولا ینتفی بمجرد النفی وانما ینتفی باللعان فان کان ممن لا لعان بینہما لا ینتفی نسب الولد واذا تزوج الرجل امرأۃ فجاءت بالولد لاقل من ستۃ اشہر منذ تزوجہا لم یثبت نسبہ وان جاءت بہ لستۃ اشہر فصاعدا یثبت نسبہ منہ اعترف بہ الزوج او سکت فان جحد الولادۃ تثبت بشہادۃ امرأۃ واحدۃ تشہد بالولادۃ ۱۲ عالمگیری ص ۵۳۶ ج ۱

[8] در ورد المحتار ص ۸۵۷ ج ۲ ۱۲

[9] یہاں ... [illegible]

رہ سکتا ہے اس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہ سکتا ہے۔ **مسئلہ ۳**۔ شریعت[1] کا قاعدہ ہے کہ جب تک ہو سکے تب تک لڑکے کو حرامی نہ کہیں گے جب بالکل مجبوری ہو جاوے تب حرامی ہونے کا حکم لگا دیں گے۔ اور عورت کو گنہگار ٹھیرا دیں گے۔ **مسئلہ ۴**۔ کسی[2] نے اپنی بی بی کو طلاق رجعی دیدی۔ پھر دو برس سے کم میں اس کے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو لڑکا اسی شوہر کا ہے۔ اس کو حرامی کہنا درست نہیں۔ شریعت سے اس کا نسب ٹھیک ہے۔ اگر دو برس سے ایک دن بھی کم ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ ایسا سمجھینگے کہ طلاق سے پہلے کا پیٹ ہے اور دو برس تک بچہ پیٹ میں رہا اور اب بچہ ہونے کے بعد اس کی عدت ختم ہوئی اور نکاح سے الگ ہوئی۔ ہاں اگر وہ عورت اس جننے سے پہلے خود ہی اقرار کر چکی ہو کہ میری عدت ختم ہو گئی ہے تو مجبوری ہے۔ اب یہ لڑکا حرامی ہے بلکہ ایسی عورت کے اگر دو برس کے بعد لڑکا ہوا اور ابھی تک عورت نے اپنی عدت ختم ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے تب بھی وہ لڑکا اسی شوہر ہی کا ہے چاہے جے برس میں ہوا ہو۔ اور ایسا سمجھیں گے کہ طلاق دیدینے کے بعد عدت میں صحبت کی تھی اور طلاق سے باز آگیا تھا۔ اسلئے وہ عورت اب لڑکا پیدا ہونے کے بعد بھی اسی کی بی بی ہے اور نکاح دونوں کا نہیں ٹوٹا۔ اگر مرد کا لڑکا نہ ہو تو وہ کہدے کہ میرا نہیں ہے اور جب انکار کرے گا تو لعان کا حکم ہوگا۔ **مسئلہ ۵**۔ اگر طلاق بائن دیدی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دو برس[3] کے اندر اندر پیدا ہو تب تو اسی مرد کا ہوگا اور اگر دو برس کے بعد ہو تو وہ حرامی ہے۔ ہاں اگر دو برس کے بعد پیدا ہونے پر بھی مرد دعویٰ کرے کہ یہ لڑکا میرا ہے تو حرامی نہ ہوگا اور ایسا سمجھینگے کہ عدت کے اندر دھوکے سے صحبت کر لی ہوگی اُس سے پیٹ رہ گیا **مسئلہ ۶**۔ اگر نابالغ[5] لڑکی کو طلاق مل گئی جو ابھی جوان تو نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب قریب ہو گئی ہے پھر طلاق کے بعد پورے نو مہینے میں لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے۔ اور اگر نو مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو شوہر کا ہے۔ البتہ وہ لڑکی عدت کے اندر ہی یعنی تین مہینے سے پہلے اقرار کر لے کہ مجھ کو پیٹ ہے تو وہ لڑکا حرامی نہ ہوگا۔ دو برس کے اندر اندر پیدا ہونے سے باپ کا کہلاوے[5] گا۔ **مسئلہ**۔ کسی[6] کا شوہر مر گیا تو مرنے کے وقت سے اگر دو برس کے اندر لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرامی نہیں بلکہ شوہر کا لڑکا ہے۔ ہاں اگر وہ عورت اپنی عدت ختم ہو جانے کا اقرار کر چکی ہو تو مجبوری ہے۔ اب حرامی کہا جاوے گا۔ اور اگر دو برس کے بعد پیدا ہو تب بھی حرامی ہے۔

تنبیہ[9]۔ ان مسئلوں سے معلوم ہوا کہ جاہل لوگوں کی جو عادت ہے کہ اگر کسی کے مرے پیچھے نو مہینہ سے ایک دو مہینہ بھی زیادہ گذر کر لڑکا پیدا ہو تو اس عورت کو بدکار سمجھتے ہیں یہ بڑا گناہ ہے

---

۱ دیکھو حاشیہ نمبر ۲۹ صفحہ ۱۲

۲ وقیمت سبب[؟] والمطلقۃ الرجعیۃ اذا جاءت بہ لسنتین او اکثر مالم تقر بانقضاء عدتہا لاحتمال العلوق فی حالۃ العدۃ لجواز انہا تکون ممتدۃ الطہر وان جاءت بہ لاقل من سنتین بانت من زوجہا بانقضاء العدۃ وثبت نسبہ لوجود العلوق فی النکاح او فی العدۃ ولا یصیر مراجعا لانہ یحتمل العلوق قبل الطلاق ویحتمل بعدہ فلا یصیر مراجعا بالشک وان جاءت بہ لاکثر من سنتین کانت رجعۃ لان العلوق بعد الطلاق والظاہر انہ منہ لانتفاء الزنا منہا فیصیر بالوطی مراجعا۔ ہدایہ صفحہ ۴۱۴ ج ۲ ورد المحتار صفحہ ۸۵۵ ج ۲

۳ والمبتوتۃ یثبت نسب ولدہا اذا جاءت بہ لاقل من سنتین لانہ یحتمل ان یکون الولد قائما وقت الطلاق فلا یتیقن بزوال الفراش قبل العلوق فیثبت النسب احتیاطا واذا جاءت بہ لتمام سنتین من وقت الفرقۃ لم یثبت لان الحمل حادث بعد الطلاق فلا یکون منہ لان وطیہا حرام الا ان یدعیہ لانہ التزمہ ولہ وجہ بان وطیہا بشبہۃ فی العدۃ۔ ہدایہ صفحہ ۴۱۴ ج ۲ ورد المحتار صفحہ ۸۵۵ ج ۲۔

۴ یعنی اگر عورت نے عدت گذر جانے کا اقرار نہ کیا ہو ۱۲

۵ ہدایہ صفحہ ۴۱۴ ج ۲ ورد المحتار صفحہ [؟] ج ۲

۶ جیسے طلاق بائن دی گئی ہو یہ حکم اس عورت کے متعلق ہے اور جسے طلاق رجعی ملی ہو اسکے اگر ستائیس ماہ سے کم میں بھی بچہ پیدا ہوا تو باپ کا شمار ہوگا ۱۲ صفحہ ۵ و درود المحتار صفحہ ۸۶۰ ج ۲ ۱۲

مسئلہ۔ نکاح کے بعد چھ مہینے سے کم میں لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے اور اگر پورے چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت میں ہوا ہو تو وہ شوہر کا ہے اس پر بھی شبہ کرنا گناہ ہے۔ البتہ اگر شوہر انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں ہے تو لعان کا حکم ہوگا۔ مسئلہ۹۔ نکاح ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا پیدا ہو گیا تو وہ لڑکا شوہر ہی سے ہے حرامی نہیں ہے اور اس کا حرامی کہنا درست نہیں۔ اگر شوہر کا نہ ہو تو انکار کرے اور انکار کرنے پر لعان کا حکم ہوگا۔

نوٹ۔ مسئلہ نمبر ۱ ص۵۶ پر درج کیا گیا ہے ۱۲

باب (۲۳)	اولاد کی پرورش کا بیان	

مسئلہ۱۔ میاں بی بی میں جدائی ہو گئی اور طلاق مل گئی اور گود میں بچہ ہے تو اس کی پرورش کا حق ماں کو ہے۔ باپ اس کو نہیں چھین سکتا۔ لیکن لڑکے کا سارا خرچ باپ ہی کو دینا پڑے گا۔ اور اگر ماں خود پرورش نہ کرے باپ کے حوالے کر دے تو باپ کو لینا پڑے گا۔ عورت کو زبردستی نہیں دے سکتا۔ مسئلہ۲۔ اگر ماں نہ ہو یا ہے تو لیکن اس نے بچہ کے لینے سے انکار کر دیا تو پرورش کا حق نانی اور پرنانی کو ہے۔ ان کے بعد دادی اور پردادی۔ یہ بھی نہ ہوں تو سگی بہنوں کا حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کی پرورش کریں۔ سگی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلی بہنیں۔ مگر جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کی اور اس بچہ کی ماں ایک ہو وہ پہلے ہیں اور جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کا اور اس بچہ کا باپ ایک ہے وہ پیچھے ہیں۔ پھر خالہ پھر پھوپھی۔ مسئلہ۳۔ اگر ماں نے کسی ایسے مرد سے نکاح کر لیا جو بچہ کا محرم رشتہ دار نہیں یعنی اس رشتہ میں ہمیشہ کیلئے نکاح حرام نہیں ہوتا تو اب اس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔ البتہ اگر اسی بچہ کے کسی ایسے رشتہ دار سے نکاح کیا جس سے نکاح درست نہیں ہوتا جیسے اس کے چچا سے نکاح کر لیا۔ یا ایسا ہی کوئی اور رشتہ ہو تو ماں کا حق باقی ہے ماں کے سوا کوئی اور عورت جیسے بہن خالہ وغیرہ غیر مرد سے نکاح کرلے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اب اس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔ مسئلہ۴۔ غیر مرد سے نکاح کر لینے کی وجہ سے حق جاتا رہا تھا لیکن پھر اس مرد نے چھوڑ دیا یا مر گیا تو اب پھر اس کا حق لوٹ آئے گا اور بچہ اس کے حوالہ کر دیا جاوے گا۔ مسئلہ۵۔ بچہ کے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی عورت بچہ کی پرورش کے لئے نہ ملے تو اب باپ زیادہ مستحق ہے۔ پھر دادا وغیرہ اسی ترتیب سے جو ہم ولی نکاح کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں لیکن اگر نامحرم رشتہ دار ہو اور لڑکے کو اسے دینے میں آئندہ چل کر کسی خرابی کا اندیشہ ہو تو اس

ك اذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بالولد لاقل من ستة اشهر منذ تزوجها لم يثبت نسبه وان جاءت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه اعترف به الزوج او سكت فان جحد الولادة تثبت بشهادة امرأة واحدة تشهد بالولادة ۱۲ عالمگیری ص۵۳۶ ج۱، وفی الهدایة ینفیه الزوج باللعان ۱۲ هدایه ص۳۱۳ ج۲

ك قال اصحابنا لثبوت النسب ثلاث مراتب الاولى النكاح الصحيح وما هو فی معناه من النكاح الفاسد والحكم فيه انه يثبت النسب من غير دعوة ولا ينتفي بمجرد النفي وانما ينتفي باللعان ۱۲ عالمگیری ص۵۳۶ ج۱

ك اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں سمجھا جائیگا کہ وہ شوہر کے نطفہ سے ہے بلکہ قانون شریعت میں وہ لڑکا شوہر کا شمار ہوگا یعنی وراثت وغیرہ کے حقوق اسے پہنچیں گے ۱۲

ك ہدایہ ص۴۱۴ ج۲ ۱۲

ك درمختار ص۸۴۰-۸۴۷ ج۲ ۱۲

ك یعنی جب کہ نانی نہ ہو یا نانی لینے سے انکار کرے اسی طرح باقی لوگوں میں سمجھ لینا چاہئے ۱۲

ك عالمگیری ص۵۴۱ ج۱ ۱۲

ك من سقط حقها بالتزوج يعود اذا ارتفعت الزوجية ۱۲ عالمگیری ص۵۴۱ ج۱

ك عالمگیری ص۵۴۲ ج۱ ۱۲

صورت میں ایسے شخص کے سپرد کرینگے جہاں ہر طرح اطمینان ہو۔ **مسئلہ** لڑکا[1] جب تک سات برس کا نہ ہو تب تک اس کی پرورش کا حق رہتا ہے۔ جب سات برس کا ہو گیا تو اب باپ اسکو زبردستی لے سکتا ہے اور لڑکی کی پرورش کا حق نو برس تک رہتا ہے۔ جب نو برس کی ہو گئی تو باپ لے سکتا ہے۔ اب اس کو روکنے کا حق نہیں ہے۔

باب (۲۴) شوہر کے حقوق کا بیان

اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق بنایا ہے اور بہت بزرگی دی ہے۔ شوہر کا راضی اور خوش رکھنا بڑی عبادت ہے اور اس کا ناخوش اور ناراض کرنا بہت گناہ ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت[2] پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کو بچائے رہے یعنی پاکدامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری اور فرمانبرداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جاوے۔ مطلب یہ ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازہ سے اس کا جی چاہے جنت میں بے کھٹکے چلی جاوے۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ جس[3] کی موت ایسی حالت پر آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہے تو وہ جنتی ہے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ اگر میں[4] خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کیلئے کہتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ اپنے میاں کو سجدہ[5] کیا کرے۔ اگر مرد اپنی عورت کو حکم دے کہ اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر اس پہاڑ تک لیجاوے اور اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر تیسرے پہاڑ تک لے جاوے تو اس کو یہی کرنا چاہئے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے کام کے لئے بلاوے تو ضرور اس کے پاس آوے اگر چولھے پر بیٹھی ہو تب بھی چلی آوے۔ مطلب یہ ہے کہ چاہے جتنے ضروری کام پر بیٹھی ہو، سب چھوڑ چھاڑ کر چلی آوے۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ جب کسی مرد نے اپنے پاس اپنی عورت کو لیٹنے کیلئے بلایا اور وہ نہ آئی۔ پھر وہ اسی طرح غصہ میں لیٹ رہا تو صبح تک سارے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں اور حضرت نے فرمایا ہے کہ دنیا میں جب کوئی عورت اپنے میاں کو ستاتی ہے تو جو حور قیامت میں اس کی بی بی بنے گی یوں کہتی ہے کہ تیرا خدا ناس کرے۔ تو اس کو مت ستا۔ یہ تو تیرے پاس مہمان ہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آویگا اور حضرت نے فرمایا ہے کہ تین[6] طرح کے آدمی ایسے ہیں کہ جن کی نہ تو نماز قبول[7] ہوتی ہے۔ نہ کوئی اور نیکی منظور ہوتی ہے۔ ایک تو وہ لونڈی غلام جو اپنے مالک سے بھاگ جائے۔ دوسرے وہ عورت جس کا شوہر

[1] والحاضنۃ اُمّاً او غیرہا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی لانہ الغالب و الاُم والجدۃ احق بہا بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاہر الروایۃ وغیرہما احق بہا حتی تشتہی وقدر بتسع وبہ یفتی وعن محمد ان الحکم فی الام والجدۃ کذلک وبہ یفتی لکثرۃ الفساد ۱۲ درمختار ص ۸۷۰-۸۷۱ ج ۲ ۱۲

[2] عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأۃ اذا صلت خمسہا وصامت شہرہا واحصنت فرجہا واطاعت بعلہا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۸۱

[3] عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرأۃ ماتت وزوجہا عنہا راض دخلت الجنۃ رواہ الترمذی ۱۲

[4] عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت اٰمراً احداً ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا رواہ الترمذی ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۸۱

[6] عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ لا تقبل لہم صلوۃ ولا [ ] لہم الی السماء حسنۃ العبد الآبق حتی یرجع الی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیہم والمرأۃ الساخط علیہا زوجہا حتی یرضی والسکران الخ ص ۳۶ الخ

[7] مراد یہ ہے کہ کامل ثواب نہیں ملیگا ۱۲ [5] مگر یہ سجدہ ادب کا ہوتا عبادت کا نہیں لیکن اب کسی طرح کا سجدہ جائز نہیں ۱۲

اس سے ناراض ہو۔ تیسرے وہ جوش میں مست ہو۔ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ سب سے اچھی عورت کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ عورت جب اس کا میاں اس کی طرف دیکھے تو خوش کردے اور جب کچھ کہے تو کہا مانے اور اپنی جان و مال میں کچھ اس کے خلاف نہ کرے جو اس کو ناگوار ہو۔ ایک حق مرد کا یہ ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے بے اس کی اجازت کے نفل روزے نہ رکھا کرے اور بے اس کی اجازت کے نفل نماز نہ پڑھے۔ ایک حق اس کا یہ ہے کہ اپنی صورت بگاڑ کے اور میلی کچیلی نہ رہا کرے بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے۔ یہاں تک کہ اگر مرد کے کہنے پر بھی عورت سنگار نہ کرے تو مرد کو مارنے کا اختیار ہے۔ ایک حق یہ ہے کہ بے میاں کی اجازت گھر سے باہر کہیں نہ جاوے۔ نہ عزیز اور رشتہ دار کے گھر نہ کسی غیر کے گھر۔

باب (۲۵) میاں کے ساتھ نباہ کرنے کا طریقہ

یہ خوب سمجھ لو کہ میاں بی بی کا ایسا سابقہ ہے کہ ساری عمر اسی میں بسر کرنا ہے۔ اگر دونوں کا دل ملا ہوا رہا۔ تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اور اگر خدانخواستہ دلوں میں فرق آگیا تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں اسلئے جہاں تک ہوسکے میاں کا دل ہاتھ میں لئے رہو اور اسکے آنکھ کے اشارہ پر چلا کرو۔ اگر وہ حکم کرے کہ رات بھر ہاتھ باندھے کھڑی رہو تو دنیا اور آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ دنیا کی تھوڑی سی تکلیف گوارا کرکے آخرت کی بھلائی اور سرخروئی حاصل کرو۔ کسی وقت کوئی بات ایسی نہ کرو جو اس کے مزاج کے خلاف ہو۔ اگر وہ دن کو رات بتلاوے تو تم بھی دن کو رات کہنے لگو۔ کم سمجھی اور انجام نہ سوچنے کی وجہ سے بعضی بیبیاں ایسی باتیں کر بیٹھتی ہیں جس سے مرد کے دل میں میل آجاتا ہے۔ کہیں بے موقع زبان چلادی کوئی بات طعنہ و تشنیع کی کہہ ڈالی۔ غصہ میں جلی کٹی باتیں کہدیں کہ خواہ مخواہ سنکر برا لگے۔ پھر جب اس کا دل پھر گیا تو روتی پھرتی ہیں یہ خوب سمجھ لو کہ دل پر میل آجانے کے بعد اگر دو چار دن میں تم نے کہہ سنکر منا بھی لیا تب بھی وہ بات نہیں رہتی جو پہلے تھی۔ پھر ہزار باتیں بناؤ عذر معذرت کرو لیکن جیسا پہلے دل صاف تھا اب ویسی محبت نہیں رہتی۔ جب کوئی بات ہوتی ہے تو یہی خیال آجاتا ہے کہ یہ وہی ہے جس نے فلانے فلانے دن ایسا کہا تھا اسلئے اپنے شوہر کے ساتھ خوب سوچ سمجھ کر رہنا چاہئے کہ خدا اور رسول کی بھی خوشی ہو اور تمہاری دنیا اور آخرت دونوں درست ہوجائیں۔ سمجھدار بیبیوں کو کچھ بتلانے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے وہ خود ہی ہر بات کے نیک و بد کو دیکھ لیویں گی۔ لیکن پھر بھی ہم بعضی ضروری باتیں بیان کرتے ہیں۔ جب تم ان کو خوب سمجھ لوگی۔ تو اور باتیں بھی اسی سے معلوم ہوجایا کریگی۔ شوہر کی حیثیت سے زائد خرچ نہ مانگو۔ جو کچھ جڑے ملے اپنا گھر سمجھ کر

(۱) یعنی عورت ہر وقت ایسے اخلاق اور افعال کا مظاہرہ کرتی ہو جسکو دیکھ کر شوہر خوش ہو جائے ۱۲
(۲) یہاں اپنے مال سے مراد شوہر کا مال ہے چونکہ وہ شوہر کے مال کی امین ہوتی ہے اسلئے اسکے پاس شوہر کا مال رکھا ہوتا ہے اسلئے اس کا مال تحریر کیا گیا لہذا مطلب یہ ہوا کہ جو مال شوہر کا اسکے پاس رکھا ہو اسے اسطرح خرچ نہ کرے کہ شوہر کو ناگوار گذرے ۱۲
(۳) مطلب یہ ہے کہ یہ نعمت عظمیٰ ہے ۱۲
(۴) دن کو رات بتانا مبالغہ ہے مراد یہ ہے کہ اگر طبیعت کے خلاف بھی کوئی چیز پیش آئے تو اس میں شوہر کی اطاعت اور موافقت کرے ۱۲

چٹنی روٹی کھا کے بسر کرو۔ اگر کبھی کوئی زیور یا کپڑا پسند آیا تو اگر شوہر کے پاس خرچ نہ ہو تو اس کی فرمایش نہ کرو نہ اس کے نہ ملنے پر حسرت کرو۔ بالکل منہ سے نہ نکالو۔ خود سوچو کہ اگر تم نے کہا تو وہ اپنے دل میں کہیگا کہ اسکو ہمارا کچھ خیال نہیں کہ ایسی بے موقعہ فرمایش کرتی ہے بلکہ اگر میاں امیر ہو تب بھی جہاں تک ہوسکے خود کبھی کسی بات کی فرمایش ہی نہ کرو۔ البتہ اگر وہ خود پوچھے کہ تمہارے واسطے کیا لادیں تو خیر بتلادو کہ فرمایش کرنے سے آدمی نظروں سے گھٹ جاتا ہے اور اسکی بات ہیٹی ہوجاتی ہے۔ کسی بات پر ضد اور ہٹ نہ کرو۔ اگر کوئی بات تمہارے خلاف بھی ہو تو اس وقت جانے دو۔ پھر کسی دوسرے وقت مناسب طریقہ سے طے کرلینا۔ اگر میاں کے یہاں تکلیف سے گذرے تو کبھی زبان پر نہ لاؤ اور ہمیشہ خوشی ظاہر کرتی رہو کہ مرد کو رنج نہ پہنچے اور تمہارے اس نباہ سے اس کا دل بس تمہاری مٹھی میں ہوجاوے۔ اگر تمہارے لئے کوئی چیز لاوے تو پسند آوے یا نہ آوے۔ ہمیشہ اس پر خوشی ظاہر کرو۔ یہ نہ کہو کہ یہ چیز بری ہے ہمارے پسند نہیں ہے اس سے اس کا دل تھوڑا ہوجائے گا۔ پھر کبھی کچھ لانے کو نہ چاہے گا اور اگر اس کی تعریف کرکے خوشی سے لے لوگی تو دل اور بڑھے گا اور پھر اس سے زیادہ چیز لاویگا کبھی غصہ میں آکر خاوند کی ناشکری نہ کرو اور یوں نہ کہنے لگو کہ اس موئے اُجڑے گھر میں آکر میں نے دیکھا کیا۔ بس ساری عمر مصیبت اور تکلیف ہی سے کٹی۔ میا بابا نے میری قسمت پھوڑ دی کہ مجھے ایسی بلا میں پھنسا دیا۔ ایسی آگ میں جھونک دیا کہ ایسی باتوں سے پھر دل میں جگہ نہیں رہتی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت رسول[۱۵] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے دوزخ میں عورتیں بہت دیکھیں۔ کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جاوینگی؟ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ اوروں پر لعنت بہت کیا کرتی ہیں۔ اور اپنے خاوند کی ناشکری بہت کیا کرتی ہیں تو خیال کرو کہ یہ ناشکری کتنی بُری چیز ہے اور کسی پر لعنت کرنا یا یوں کہنا کہ فلانی پر خدا کی مار۔ خدا کی پھٹکار۔ فلانی کا لعنتی چہرہ ہے۔ منہ پر لعنت برس رہی ہے۔ یہ سب باتیں بہت بُری ہیں شوہر کو کسی بات پر غصہ آگیا تو ایسی بات مت کہو کہ غصہ اور زیادہ ہوجاوے ہر وقت مزاج دیکھ کرکے بات کرو اگر دیکھو کہ اس وقت ہنسی دل لگی میں خوش ہے تو ہنسی دل لگی کرو اور نہیں تو ہنسی دل لگی نہ کرو جیسا مزاج دیکھو ویسی باتیں کرو۔ کسی بات پر تم سے خفا ہوکر روٹھ گیا تو تم بھی منہ پھلا کر نہ بیٹھ رہو بلکہ خوشامد کرکے عذر معذرت کرکے ہاتھ جوڑ کے جس طرح بنے اس کو منالو۔ چاہے تمہارا قصور نہ ہو۔ شوہر ہی کا قصور ہو۔ تب بھی تم ہرگز نہ روٹھو۔ اور ہاتھ جوڑ کر قصور معاف کرانے کو اپنا فخر[۱۶] اور اپنی عزت سمجھو اور خوب سمجھ لو کہ میاں بی بی کا ملاپ فقط خالی خولی محبت سے نہیں ہوتا بلکہ محبت کے ساتھ میاں کا ادب بھی کرنا ضرور ہے۔ میاں کو اپنے برابر درجہ میں سمجھنا بڑی غلطی ہے۔ میاں سے ہرگز کبھی کوئی کام مت لو۔ اگر وہ محبت میں آکر کبھی ہاتھ یا سر دبانے لگے تو تم نہ کرنے دو۔ بھلا سوچو کہ اگر تمہارا باپ ایسا کرے تو کیا تم کو گوارا ہوگا۔ پھر شوہر کا رتبہ تو اس سے بھی زیادہ ہے۔ اٹھنے بیٹھنے

[۱۵] عن ابی سعید الخدری قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اضحی او فطر الی المصلی فمر علی النساء فقال یا معشر النساء تصدقن فانی اریتکن اکثر اہل النار فقلن وبم یا رسول اللہ قال تکثرن اللعن وتکفرن العشیر الحدیث متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ ۱۳

[۱۶] فخر کرنا یعنی اترانا اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ۱۲

میں بات چیت میں غرضکہ ہر بات میں ادب تمیز کا پاس اور خیال رکھو اور اگر خود تمہارا ہی قصور ہو تو ایسے وقت اینٹھ کر الگ بیٹھنا تو اور بھی پوری بیوقوفی اور نادانی ہے۔ ایسی باتوں سے دل پھٹ جاتا ہے۔ جب کبھی پردیس سے آوے تو مزاج پوچھو۔ خیریت دریافت کرو کہ وہاں کس طرح رہے۔ تکلیف تو نہیں ہوئی۔ ہاتھ پاؤں پکڑ لو کہ تم تھک گئے ہوگے۔ بھوکا ہو تو روٹی پانی کا بندوبست کرو۔ گرمی کا موسم ہو تو پنکھا جھل کر ٹھنڈا کرو۔ غرضکہ اسکی راحت و آرام کی باتیں کرو۔ روپے پیسے کی باتیں ہرگز نہ کرنے لگو کہ ہمارے واسطے کیا لائے کتنا خرچ لائے۔ خرچ کا بٹوا کہاں ہے۔ دیکھیں کتنا ہے جب وہ خود دیوے تو لیلو۔ یہ حساب نہ پوچھو کہ تنخواہ تو بہت ہے اتنے مہینے میں بس اتنا ہی لائے تم بہت خرچ کر ڈالتے ہو۔ کاہے میں اٹھایا۔ کیا کر ڈالا۔ کبھی خوشی کے وقت سلیقہ کے ساتھ باتوں باتوں میں پوچھ لو تو خیر اس کا کچھ حرج نہیں۔ اگر اس کے ماں باپ زندہ ہوں اور روپیہ پیسہ سب ان ہی کو دیوے۔ تمہارے ہاتھ پر نہ رکھے تو کچھ برا نہ مانو بلکہ اگر تم کو دیوے بھی تب بھی عقلمندی کی بات یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ میں نہ لو اور یہ کہو کہ ان ہی کو دیوے۔ تاکہ ان کا دل میلا نہ ہو اور تم کو برا نہ کہیں گے کہ بہو نے لڑکے کو اپنے ہی پھندے میں کر لیا۔ جبتک ساس خسر[51] زندہ رہیں اُن کی خدمت کو اُن کی تابعداری کو فرض جانو اور اسی میں اپنی عزت سمجھو۔ اور ساس نندوں[52] سے الگ ہو کر رہنے کی ہرگز فکر نہ کرو۔ کہ ساس نندوں سے بگاڑ ہو جانے کی یہی جڑ ہے۔ خود سوچو کہ ماں باپ نے اسے پالا پوسا۔ اور اب بڑھاپے میں اس آسرے پر اسکی شادی بیاہ کیا کہ ہم کو آرام ملے اور جب بہو آئی تو ڈولے سے اترتے ہی یہ فکر کرنے لگی کہ میاں آج ہی ماں باپ کو چھوڑ دیں۔ پھر جب ماں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیٹے کو ہم سے چھڑاتی ہے تو فساد پھیلتا ہے۔ کنبے کے ساتھ مل جُل کر رہو۔ اپنا معاملہ شروع سے ادب لحاظ کا رکھو۔ چھوٹوں پر مہربانی بڑوں کا ادب کیا کرو۔ اپنا کوئی کام دوسروں کے ذمے نہ رکھو اور اپنی کوئی چیز پڑی نہ رہنے دو کہ فلانی اس کو اٹھا لیویگی جو کام ساس نندیں کرتی ہیں تم اس کے کرنے سے عار نہ کرو تم خود بے کہے ان سے لیلو اور کر دو۔ اس سے ان کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا ہو جاوے گی۔ جب دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ۔ اور اس کی ٹوہ مت لگاؤ کہ آپس میں کیا باتیں ہوتی تھیں اور خواہ مخواہ یہ بھی نہ خیال کرو کہ کچھ ہماری ہی باتیں ہوتی ہونگی۔ یہ بھی ضرور خیال رکھو کہ سسرال[53] میں بیدلی سے مت رہو اگرچہ نیا گھر نئے لوگ ہونے کی وجہ سے جی نہ لگے۔ لیکن جی کو سمجھانا چاہئے نہ کہ وہاں روتے بیٹھ گئیں اور جب دیکھو تو بیٹھی رو رہی ہیں۔ جاتے دیر نہیں ہوئی اور آنے کا تقاضا شروع کر دیا۔ بات چیت میں خیال رکھو نہ تو آپ ہی آپ اتنی بک بک کرو جو بُری لگے نہ اتنی کم کہ منت خوشامد کے بعد بھی نہ بولو کہ یہ بھی برا ہے اور غرور سمجھا جاتا ہے۔ اگر سسرال میں کوئی بات ناگوار اور بری لگے تو میکے[54] میں آکر چغلی نہ کھاؤ۔ سسرال کی ذرا ذرا سی بات آکر ماں سے کہنا اور ماؤں کا خود کھود کھود کر پوچھنا بڑی بُری بات ہے اسی سے لڑائیاں پڑتی ہیں اور

[51] خسر یعنی سسرا۔ میاں کا باپ بیوی کا خسر ہوتا ہے اور بیوی کا باپ میاں کا خسر کہلاتا ہے ۱۲ [52] نند کہتے ہیں خاوند کی ہمشیرہ کو ۱۲ [53] سسرال۔ میاں کا گھر بیوی کی سسرال ہوتا ہے اور بیوی کا گھر میاں کی سسرال کہلاتا ہے ۱۲ [54] شادی شدہ عورتوں کے ماں باپ کا گھر میکہ کہلاتا ہے ۱۲

اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ شوہر کی چیزوں کو خوب سلیقہ اور تمیز سے رکھو۔ رہنے کا کمرہ صاف رکھو گندہ نہ رہے۔ بستر میلا کچیلا نہ ہو۔ شکن نکال ڈالو۔ تکیہ میلا ہو گیا ہو تو غلاف بدل دو۔ نہ ہو تو سی ڈالو۔ جب خود اُس نے کہا اور اس کے کہنے پر تم نے کیا تو اس میں کیا بات رہی لطف تو اسی میں ہے کہ بے کہے سب چیزیں ٹھیک کر دو۔ جو چیزیں تمہارے پاس رکھی ہوں ان کو حفاظت سے رکھو۔ کپڑے ہوں تو تہ کرکے رکھو۔ یوں ہی ملگوج کے نہ ڈالو۔ اِدھر اُدھر نہ ڈالو۔ کہیں قرینے سے رکھو۔ کبھی کسی کام میں حیلہ حوالہ نہ کرو۔ نہ کبھی جھوٹی باتیں بناؤ کہ اس سے اعتبار جاتا رہتا ہے۔ پھر سچی بات کا بھی یقین نہیں آتا۔ اگر غصہ میں کبھی کچھ برا بھلا کہے تو تم ضبط کرو اور بالکل جواب نہ دو۔ وہ چاہے جو کچھ کہے تم چپکی بیٹھی رہو۔ غصہ اترنے کے بعد دیکھنا کہ خود پشیمان[1] ہوگا اور تم سے کتنا خوش رہے گا اور پھر کبھی انشاء اللہ تعالیٰ تم پر غصہ نہ کرے گا۔ اور اگر تم بھی بول اٹھیں تو بات بڑھ جائیگی پھر نہ معلوم کہاں تک نوبت پہنچے۔ ذرا ذرا سے شبہ پر تہمت نہ لگاؤ کہ تم فلانی کے ساتھ بہت ہنسا کرتے ہو۔ وہاں زیادہ جایا کرتے ہو۔ وہاں بیٹھے کیا کرتے ہو کہ اس میں اگر مرد بے قصور ہو تو تم ہی سوچو کہ اسکو کتنا برا لگے گا۔ اور سچ مچ اس کی عادت ہی خراب ہے تو یہ خیال کرو کہ تمہارے غصہ کرنے اور بکنے جھکنے سے کوئی دباؤ ڈال کر زبردستی کرنے سے تمہارا ہی نقصان ہے اپنی طرف سے دل میلا کرانا ہو تو کرا لو۔ ان باتوں سے کہیں عادت چھوٹتی ہے۔ عادت چھڑانا ہو تو عقلمندی سے رہو۔ تنہائی میں چپکے سے سمجھاؤ بجھاؤ۔ اگر سمجھانے اور تنہائی میں غیرت دلانے سے بھی عادت نہ چھوٹے تو خیر صبر کرکے بیٹھی رہو لوگوں کے سامنے گاتی مت پھرو اور اس کو رسوا نہ کرو۔ نہ گرم ہو کر اس کو زیر کرنا چاہو کہ اس میں زیادہ کد ہو جاتی ہے اور غصہ میں آکر زیادہ کرنے لگتا ہے۔ اگر تم غصہ کرو گی اور لوگوں کے سامنے بک جھک کے رسوا کرو گی تو جتنا تم سے بولتا تھا اتنا بھی نہ بولے گا۔ پھر اس وقت روتی پھرو گی۔ اور یہ خوب یاد رکھو کہ مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہے۔ دباؤ اور زبردستی سے ہرگز زیر نہیں ہو سکتے۔ ان کے زیر کرنے کی بہت آسان ترکیب خوشامد اور تابعداری ہے۔ ان پر غصہ گرمی کرکے دباؤ ڈالنا بڑی غلطی اور نادانی ہے۔ اگرچہ اسکا انجام ابھی سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن جب فساد کی جڑ پڑ گئی تو کبھی نہ کبھی ضرور اس کا خراب نتیجہ پیدا ہوگا۔ لکھنؤ میں ایک بی بی کے میاں بڑے بدچلن ہیں۔ دن رات باہر ہی بازاری عورت کے پاس رہا کرتے ہیں۔ گھر میں بالکل نہیں آتے اور طرہ یہ کہ وہ بازاری فرمائشیں کرتی ہے کہ آج پلاؤ پکے آج فلانی چیز پکے اور وہ بیچاری دم نہیں مارتی جو کچھ میاں کہلا بھیجتے ہیں۔ روز مرہ برابر پکا کر باہر بھیجدیتی ہے[2] اور کبھی کچھ سانس نہیں لیتی ہے۔ دیکھو ساری خلقت اس بی بی کو کیسی واہ واہ کرتی ہے اور خدا کے یہاں جو اس کو رتبہ ملیگا وہ الگ رہا۔ اور جس دن میاں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بدچلنی چھوڑ دی اس دن سے بس بی بی کے غلام ہی ہو جاویں گے۔

[1] پشیمان یعنی شرمندہ ۱۲ [2] اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ عورت اس بازاری عورت کی خدمت کرتی ہے بلکہ اس کا مقصود تو صرف میاں کی اطاعت و فرمانبرداری ہے ہاں البتہ اگر عورت کی خدمت کر سکتی ہو تو اتنا لحاظ رکھے کہ اس کھانے میں اس بازاری عورت کو آپ نہ شریک کریں تو بہتر ہے ۱۲

باب (۲۶)　اولاد کے پرورش کرنیکا طریقہ

جاننا چاہئے کہ یہ امر بہت ہی خیال رکھنے کے قابل ہے۔کیونکہ بچپن میں جو عادت بھلی یا بری پختہ ہوجاتی ہے وہ عمر بھر نہیں جاتی۔اسلئے بچپن سے جوان ہونے تک ان باتوں کا ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔نمبر (۱) نیک بخت دیندار عورت کا دودھ پلاویں۔دودھ کا بڑا اثر ہوتا ہے۔نمبر (۲) عورتوں کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں سپاہی سے ڈراتی ہیں کہیں اور ڈراونی چیزوں سے سو یہ بری بات ہے اس سے بچہ کا دل کمزور ہوجاتا ہے۔نمبر (۳) اسکے دودھ پلانے کے لئے اور کھانا کھلانے کے لئے وقت مقرر رکھو کہ وہ تندرست رہے۔نمبر (۴) اس کو صاف ستھرا رکھو کہ اس سے تندرستی رہتی ہے۔نمبر (۵) اس کا بہت بناؤ سنگار مت کرو۔نمبر (۶) اگر لڑکا ہو اسکے سر پر بال مت بڑھاؤ۔نمبر (۷) اگر لڑکی ہے اس کو جب تک پردہ میں بیٹھنے کے لائق نہ ہوجائے زیور مت پہناؤ۔اس سے ایک تو ان کی جان کا خطرہ ہے دوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں ہونا اچھا نہیں۔نمبر (۸) بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا کپڑا پیسہ اور ایسی چیزیں دلوایا کرو اسی طرح کھانے پینے کی چیز اُن کے بھائی بہنوں کو یا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو تاکہ ان کو سخاوت کی عادت ہو۔مگر یہ یاد رکھو کہ تم اپنی چیزیں انکے ہاتھ سے دلوایا کرو۔خود جو چیز شرع سے انؑ ہی کی ہو اس کا دلوانا کسی کو درست نہیں۔نمبر (۹) زیادہ کھانیوالوں کی بُرائی اس کے سامنے کیا کرو۔مگر کسی کا نام لیکر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی بہت کھاتا ہے لوگ اسکو حبشی سمجھتے ہیں اسکو بیل جانتے ہیں۔نمبر (۱۰) اگر لڑکا ہو سفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کرو۔اور رنگین اور تکلف کے لباس سے اس کو نفرت دلاؤ کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں تم ماشاء اللہ مرد ہو۔ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔نمبر (۱۱) اگر لڑکی ہو جب بھی زیادہ مانگ چوٹی بہت تکلف کے کپڑوں کی اسکو عادت مت ڈالو۔نمبر (۱۲) اس کی سب ضدیں پوری مت کرو کہ اس سے مزاج بگڑ جاتا ہے۔نمبر (۱۳) چلّا کر بولنے سے روکو۔خاصکر اگر لڑکی ہو تو چلّانے پر خوب ڈانٹو۔ورنہ بڑی ہوکر وہی عادت ہوجاویگی۔نمبر (۱۴) جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا تکلف کے کھانے کپڑے کے عادی ہیں۔ان کے پاس بیٹھنے سے اُن کے ساتھ کھیلنے سے انکو بچاؤ۔نمبر (۱۵) ان باتوں سے اس کو نفرت دلاتی رہو۔غصہ۔جھوٹ بولنا۔کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا،چوری کرنا،چغلی کھانا۔اپنی بات کی پچ کرنا۔خواہ مخواہ اسکو بنانا۔بیفائدہ بہت باتیں کرنا،بے بات ہنسنا یا زیادہ ہنسنا،دھوکہ دینا بھلی بری بات کا نہ سوچنا اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہوجاوے فوراً اسکو روکو اس پر تنبیہ کرو۔نمبر (۱۶) اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے مناسب سزا دو تاکہ پھر ایسا نہ کرے ایسی باتوں میں پیار دلار ہمیشہ کو بچہ کو کھو دیتا ہے

لہ یعنی ان بچوں کی ملکیت و تصرف میں ہو ۱۲

نمبر (۱۷) بہت سویر مت سونے دو۔ نمبر (۱۸) سویرے جاگنے کی عادت ڈالو۔ نمبر (۱۹) جب سات برس کی عمر ہو جاوے نماز کی عادت ڈالو۔ نمبر (۲۰) جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جاوے اوّل قرآن مجید پڑھواؤ۔ نمبر (۲۱) جہانتک ہو سکے دیندار استاد سے پڑھواؤ۔ نمبر (۲۲) مکتب میں جانے میں کبھی رعایت مت کرو نمبر (۲۳) کسی کسی وقت ان کو نیک لوگوں کی حکایتیں سنایا کرو۔ نمبر (۲۴) انکو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جن میں عاشقی معشوقی کی باتیں یا شرع کے خلاف مضمون یا اور بیہودہ قصّے یا غزلیں وغیرہ ہوں۔ نمبر (۲۵) ایسی کتابیں پڑھواؤ جن میں دین کی باتیں اور دنیا کی ضروری کارروائی آجاوے۔ نمبر (۲۶) مکتب سے آجانے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کیلئے اسکو کھیلنے کی اجازت دو تاکہ اس کی طبیعت کند نہ ہو جاوے لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔ نمبر (۲۷) آتشبازی یا باجہ یا فضول چیزیں مول لینے کے لئے پیسے مت دو۔ نمبر (۲۸) کھیل تماشے دکھلانے کی عادت مت ڈالو۔ نمبر (۲۹) اولاد کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھلادو جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گذارہ کر سکے۔ نمبر (۳۰) لڑکیوں کو اتنا لکھنا سکھلادو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب لکھ سکیں۔ نمبر (۳۱) بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کریں۔ اپاہج اور سست نہ ہو جائیں۔ انکو کہو کہ رات کو بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھاویں صبح کو سویرے اٹھ کر تہ کر کے احتیاط سے رکھدیں۔ کپڑوں کی گٹھڑی اپنے انتظام میں رکھیں۔ اُدھڑا پھٹا خود سی لیا کریں۔ کپڑے خواہ میلے ہوں خواہ اُجلے ہوں ایسی جگہ رکھیں جہاں کیڑے کا جوہے کا اندیشہ نہ ہو۔ دھوبن کو خود گن کر دیں اور لکھ لیں اور گن کر پڑتال کر لیں۔ نمبر (۳۲) لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر ہے رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو جب اٹھو دیکھ بھال لیا کرو۔ نمبر (۳۳) لڑکیوں سے کہو کہ جو کام کھانے پکانے سینے پرونے کپڑے رنگنے چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اس میں غور کر کے دیکھا کرو کہ کیونکر ہو رہا ہے نمبر (۳۴) جب بچّہ سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اس پر خوب شاباش دو پیار کرو بلکہ اس کو کچھ انعام دو تاکہ اس کا دل بڑھے اور جب اسکی کوئی بری بات دیکھو اوّل تنہائی میں اس کو سمجھاؤ کہ دیکھو بری بات ہے دیکھنے والے دل میں کیا کہتے ہونگے اور جس جس کو خبر ہوگی وہ دل میں کیا کہیگا۔ خبردار پھر ایسا مت کرنا نیک بخت لڑکے ایسا نہیں کیا کرتے اور پھر وہی کام کرے تو مناسب سزا دو۔ نمبر (۳۵) ماں کو چاہیئے کہ بچّہ کو باپ سے ڈراتی رہے۔ نمبر (۳۶) بچہ کو کوئی کام چھپا کر مت کرنے دو کھیل ہو یا کھانا ہو یا کوئی اور شغل ہو جو کام چھپا کر کریگا سمجھ جاؤ کہ وہ اسکو برا سمجھتا ہے سو وہ اگر برا ہے تو اس سے چھڑاؤ۔ اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو کہ سب کے سامنے کھلائے پئے۔ نمبر (۳۷) کوئی کام محنت کا اسکے ذمّہ مقرر کر دو جس سے صحت اور ہمّت رہے سستی نہ آنے پاوے۔ مثلاً لڑکوں کے لئے ڈنڈ۔ مگدر کرنا۔ ایک آدھ میل چلنا۔ اور لڑکیوں کیلئے چکّی یا چرخہ چلانا ضرور ہے۔ اسمیں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کاموں کو عیب نہ سمجھینگی نمبر (۳۸) چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے نگاہ اوپر اٹھا کر نہ چلے۔ نمبر (۳۹) اسکو عاجزی اختیار کرنیکی

۱؎ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مروا اولادکم بالصلوٰة وهم ابناء سبع سنین ۱۲ مشکوٰة شریف ص۵۸

۲؎ وا لا احتیاط لاولاد فینبغی ان یختار الاعلم الاورع والاسن فلیعلم المتعلم ص۱۳

۳؎ عن ابن سیرین قال ان هذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم رواه مسلم ۱۲ مشکوٰة شریف ص۳۷

۵؎ عن ابن عباس رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم زینوا مجالس نسائکم بالمغزل ... زیادین ... قال دخلت علی ام سلمة وبین یدیها مغزل فقلت اتیتک وجدت بین یدیك مغزلا فقالت انه یطرد الشیطان ویذهب بحدیث النفس وانه بلغنی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان اعظمکن اجرا اطولکن طاقة (الاجر الجزل فی الغزل ص۱۱)

عادت ڈالو۔ زبان سے چال سے برتاؤ سے شیخی نہ بگھارنے پاوے۔ یہاں تک کہ اپنے ہم عمر بچوں میں بیٹھکر اپنے کپڑے یا مکان یا خاندان یا کتاب و قلم و دوات تختی تک کی تعریف نہ کرنے پاوے۔ نمبر (۴۰) کبھی کبھی اسکو دو یا چار پیسے دیدیا کرو کہ اپنی مرضی کے موافق خرچ کرے مگر اس کو یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خریدے نمبر (۴۱) اس کو کھانے کا طریقہ اور محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھلاؤ۔ تھوڑا تھوڑا ہم لکھے دیتے ہیں۔

باب (۲۷) کھانے کا طریقہ

داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ شروع میں بسم اللہ کہو اپنے سامنے سے کھاؤ۔ اوروں سے پہلے مت کھاؤ۔ کھانے کو گھور کر مت دیکھو۔ کھانیوالوں کی طرف مت دیکھو۔ بہت جلدی جلدی مت کھاؤ۔ خوب چبا کر کھاؤ۔ جبتک لقمہ نہ نگل لو دوسرا لقمہ منھ میں مت رکھو۔ شوربا وغیرہ کپڑے پر نہ ٹپکنے پاوے۔ انگلیاں ضرورت سے زیادہ نہ سننے پاویں۔

باب (۲۸) محفل میں اُٹھنے بیٹھنے کا طریقہ

جس سے ملو۔ ادب سے ملو نرمی سے ملو۔ محفل میں تھوکو نہیں۔ وہاں ناک صاف مت کرو۔ اگر ایسی ضرورت ہو وہاں سے الگ چلی جاؤ۔ وہاں اگر جمائی یا چھینک آوے منہ پر ہاتھ رکھ لو۔ آواز پست کرو۔ کسی کی طرف پشت مت کرو۔ کسی کی طرف پاؤں مت کرو۔ ٹھوڑی سے نیچے ہاتھ دیکر مت بیٹھو۔ انگلیاں مت چٹخاؤ۔ بلا ضرورت بار بار کسی کی طرف مت دیکھو۔ ادب سے بیٹھی رہو۔ بہت مت بولو۔ بات بات میں قسم مت کھاؤ۔ جہاں تک ممکن ہو خود کلام مت شروع کرو۔ جب دوسرا شخص بات کرے خوب توجہ سے سنو۔ تاکہ اس کا دل نہ بجھے البتہ اگر گناہ کی بات ہو مت سنو یا تو منع کر دو یا وہاں سے اٹھ جاؤ۔ جبتک کوئی شخص بات پوری نہ کرلے۔ بیچ میں مت بولو۔ جب کوئی آوے اور محفل میں جگہ نہ ہو ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ۔ بلکہ مل کر بیٹھ جاؤ کہ جگہ ہو جاوے جب کسی سے ملو۔ یا رخصت ہونے لگو۔ السّلام علیکم کہو اور جواب میں وعلیکم السّلام کہو۔ اور طرح طرح کے الفاظ مت کہو۔

باب (۲۹) حقوق کا بیان

ماں باپ کے حقوق۔ نمبر (۱) ان کو تکلیف نہ پہنچاوے اگرچہ انکی طرف سے کچھ زیادتی ہو۔ نمبر (۲) زبان سے برتاؤ سے اُن کی تعظیم کرے۔ نمبر (۳) جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرے۔ نمبر (۴) اگر انکو حاجت ہو مال سے انکی خدمت کرے اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں۔ ماں باپ کے انتقال کے بعد اُن کے یہ حقوق ہیں۔ نمبر ۱۔ انکے لئے دعائے مغفرت و رحمت کرتا رہے نفل عبادت اور خیرات کا ثواب انکو پہنچاتا رہے۔ نمبر ۲۔ انکے ملنے والوں کے ساتھ

حاشیہ: ۱ اذا اکل احدکم طعاما فلیذکر اسم اللّٰہ ولیاکل مما یلیہ ولیاکل من اسفلہ ولا یاکل من الذروۃ فالبرکۃ تنزل من اعلاہ و لا یاکل احدکم بشمالہ فان الشیطان یاکل و یشرب بشمالہ دلبستان العارفین ۲ واما الاربع التی ہی آداب فاولہا ان یاکل مما یلیہ والثانی ان یصغر اللقمۃ والثالث ان یمضغہا مضغا ناعما والرابع ان لاینظر الی لقمۃ غیرہ دلبستان العارفین ۲۱۹ ۵ بستان العارفین ۲۱۹ و ۱۹۸ و مراقی الفلاح

احسان اور خدمت سے اچھی طرح پیش آوے۔ نمبر۳۔ اُن کے ذمہ جو قرضہ ہو یا کسی جائز کام کی وصیت کر گئے ہوں اور خدا نے مقدور دیا ہو اسکو ادا کر دے۔ نمبر۴۔ اُنکے مرنیکے بعد خلاف شرع رونے اور چلانے سے بچے [illegible] کی روح کو تکلیف ہوگی۔ اور دادا۔ دادی اور نانا۔ نانی کا حکم شرع میں مثل ماں باپ کے ہے۔ ان کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہیئے۔ اسی طرح[1] خالہ اور ماموں مثل ماں کے اور چچا اور پھوپی مثل باپ کے ہیں۔ حدیث کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انا کے حقوق یہ ہیں۔ نمبر۱۔ اسکے ساتھ ادب سے پیش آنا۔ نمبر۲۔ اگر اس کو مال کی حاجت ہو اور اپنے پاس گنجائش ہو اس کا خیال کرنا سوتیلی ماں چونکہ باپ کی دوست ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے اسلئے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں جیسا ابھی مذکور ہوا۔ بڑا بھائی[2] حدیث کی رو سے مثل باپ کے ہے۔ اسلئے معلوم ہوا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے۔ پس ان کی آپس میں ویسے ہی حقوق ہوں گے۔ جیسے ماں باپ اور اولاد کے ہیں اسی طرح بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو سمجھ لینا چاہیئے

قرابت داروں[3] کے حقوق نمبر۱۔ اپنے سگے اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو گنجائش کے موافق اُنکے ضروری خرچ کی خبر گیری رکھے۔ نمبر۲۔ گاہ گاہ ان سے ملتا رہے۔ نمبر۳۔ ان سے قطع قرابت نہ کرے بلکہ اگر کسی قدر اُن سے ایذا بھی پہنچے تو صبر افضل ہے۔ علاقہ مُصاہرۃ یعنی سسرالی رشتہ کو قرآن میں خدائے تعالیٰ نے نسب میں ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سسر اور سالے اور بہنوئی داماد اور بہو اور بیوی کی پہلی اولاد۔ اور اسی طرح میاں کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر حق ہوتا ہے۔ اسلئے ان علاقوں میں بھی رعایت احسان و اخلاق کی اوروں سے زیادہ رکھنا چاہیئے۔

عام مسلمانوں کے حقوق۔ نمبر۱۔ مسلمان کی خطا کو معاف کرے۔ نمبر۲۔ اسکے رونے پر رحم کرے۔ نمبر۳۔ اس کے عیب کو ڈھانکے۔ نمبر۴۔ اسکے عذر کو قبول کرے۔ نمبر۵ اسکی تکلیف کو دور کرے۔ نمبر۶۔ ہمیشہ اسکی خیر خواہی کرتا رہے۔ نمبر۷۔ اسکی محبت نباہے۔ نمبر۸۔ اسکے عہد کا خیال رکھے۔ نمبر۹۔ بیمار ہو تو پوچھے۔ نمبر۱۰۔ مر جاوے تو دعا کرے۔ نمبر۱۱۔ اسکی دعوت قبول کرے۔ نمبر۱۲۔ اس کا تحفہ قبول کرے۔ نمبر۱۳۔ اسکے احسان کے بدلے احسان کرے۔ نمبر۱۴۔ اسکی نعمت کا شکر گزار ہو۔ نمبر۱۵۔ ضرورت کے وقت اسکی مدد کرے۔ نمبر۱۶۔ اس کے بال بچوں کی حفاظت کرے۔ نمبر۱۷۔ اسکا کام کر دیا کرے۔ نمبر۱۸۔ اسکی بات کو سنے۔ نمبر۱۹۔ اسکی سفارش کو قبول کرے۔ نمبر۲۰۔ اسکو مراد سے ناامید نہ کرے۔ نمبر۲۱۔ وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے۔ نمبر۲۲۔ اسکی گم ہوئی چیز اگر مل جائے تو اس کے پاس پہنچا دے۔ نمبر۲۳۔ اُس کے سلام کا جواب دے۔ نمبر۲۴۔ نرمی و خوش خلقی کے ساتھ اس سے گفتگو کرے۔ نمبر۲۵۔ اسکے ساتھ احسان کرے نمبر۲۶۔ اگر وہ اسکے بھروسہ قسم کھا بیٹھے تو اسکو پورا کر دے۔ نمبر۲۷۔ اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو اسکی مدد کرے۔ اگر وہ کسی پر ظلم کرتا ہو تو روک دے نمبر۲۸۔ اسکے ساتھ محبت کرے دشمنی نہ کرے۔ نمبر۲۹۔ اس کو رسوا نہ کرے۔ نمبر۳۰۔ جو بات

[1] عن البراء بن عازب رض عن النبی صلعم قال الخالۃ بمنزلۃ الام (ترمذی ج۲ ص۱۳) عم الرجل صنو ابیہ (مشکوٰۃ ص۴۲۱)

[2] عن سعید بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق کبیر الاخوۃ علی صغیرہم حق الوالد علی ولدہ (مشکوٰۃ ص۴۲۱)

[3] اذا کان الرجل عند قرابۃ ولم یکن غائبا عنہم فالواجب علیہ ان یصلہم بالہدیۃ وبالزیارۃ فان لم یقدر علی الصلۃ بالمال فلیصلہم بالزیارۃ والاعانۃ فی اعمالہم ان احتاجوا وان کان غائبا یصلہم بالکتاب الیہم فان قدر علی المسیر الیہم کان المسیر افضل ۱۲ تنبیہ الغافلین ص۴۹

اپنے لئے پسند کرے اس کے لئے بھی پسند کرے نمبر (۳۱) ملاقات کے وقت اس کو سلام کرے اور مرد سے مرد اور عورت سے عورت مصافحہ بھی کرے تو اور بہتر ہے نمبر (۳۲) اگر باہم اتفاقاً کچھ رنجش ہو جاوے تین روز سے زیادہ کلام ترک نہ کرے۔ نمبر (۳۳) اس پر بدگمانی نہ کرے۔ نمبر (۳۴) اس پر حسد اور بغض نہ کرے۔ نمبر (۳۵) اس کو اچھی بات بتلادے بری بات سے منع کرے۔ نمبر (۳۶) چھوٹوں پر رحم بڑوں کا ادب کرے۔ نمبر (۳۷) دو مسلمانوں میں رنج ہو جاوے اُن کے آپس میں صلح کرادے۔ نمبر (۳۸) اُس کی غیبت نہ کرے نمبر (۳۹) اسکو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچاوے نہ مال میں نہ آبرو میں۔ نمبر (۴۰) اسکو اٹھا کر اسکی جگہ نہ بیٹھے۔

ہمسایہ کے حقوق

ہمسایہ کے حقوق نمبر (۱) اسکے ساتھ احسان اور رعایت سے پیش آوے۔ نمبر (۲) اسکی بیوی بچوں کی آبرو کی حفاظت کرے۔ نمبر (۳) کبھی کبھی اسکے گھر تحفہ وغیرہ بھیجتا رہے۔ بالخصوص جب وہ فاقہ زدہ ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اسکو دے۔ نمبر (۴) اسکو تکلیف نہ دے ہلکی ہلکی باتوں میں اُس سے نہ اُلجھے اور جیسے شہر میں ہمسایہ ہوتا ہے اُسی طرح سفر میں بھی ہوتا ہے یعنی سفر کا رفیق جو گھر سے ساتھ ہوا ہو یا راہ میں اتفاقاً ساتھ ہو گیا ہو اُس کا حق بھی مثل اسی ہمسایہ کے ہے۔ اسکے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اسکی راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھے بعض آدمی ریل میں یا بہلی میں دوسری سواریوں کے ساتھ بہت آپا دھاپی کرتے ہیں یہ بہت بُری بات ہے۔

اپاہجوں کے حقوق

اسی طرح جو دوسروں کا محتاج ہو جیسے یتیم اور بیوہ یا عاجز وضعیف یا مسکین و بیمار اور ہاتھ پاؤں سے معذور یا مسافر یا سائل ان لوگوں کے یہ حقوق زائد ہیں۔ نمبر (۱) ان لوگوں کی خدمت مال سے کرنا۔ نمبر (۲) ان لوگوں کا کام اپنے ہاتھ پاؤں سے کر دینا نمبر (۳) اُن لوگوں کی دلجوئی و تسلی کرنا نمبر (۴) ان کی حاجت اور سوال کو رد نہ کرنا۔

آدمیوں کے حقوق

بعضے حقوق صرف آدمی ہونے کی وجہ سے ہیں گو وہ مسلمان نہ ہو وہ یہ ہیں نمبر (۱) بے خطا کسی کو جان و مال کی تکلیف نہ دے نمبر (۲) بے وجہ شرعی کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے۔ نمبر (۳) اگر کسی کو مصیبت اور فاقہ اور مرض میں مبتلا دیکھے اسکی مدد کرے کھانا پانی دے۔ علاج معالجہ کرے۔ نمبر (۴) جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے اس میں بھی ظلم و زیادتی نہ کرے۔

حیوانات کے حقوق

حیوانات کے حقوق نمبر (۱) جس جانور سے کوئی فائدہ متعلق نہ ہو اس کو مقید نہ کرے بالخصوص بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا۔ اُنکے ماں باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی ہے نمبر (۲) جو جانور قابل کھانے کے ہیں انکو بھی محض دل بہلانے کے طور پر قتل نہ کرے نمبر (۳) جو جانور اپنے کام میں ہیں اُنکے کھانے پینے و راحت رسانی و خدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے۔ اُنکی قوت سے زیادہ اُن سے کام نہ لے انکو حد سے زیادہ نہ مارے۔ نمبر (۴) جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو تیز اوزار سے جلدی کام تمام کردے۔ اسکو تڑپاوے نہیں۔ بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔

ضروری بات

ضروری بات۔ باب ۳ اگر کسی آدمی کے حق میں کچھ کمی ہو گئی ہو تو اُن میں جو حق ادا کرنے کے قابل ہوں ادا کرے یا معاف کرالے مثلاً کسی کا قرض رہ گیا تھا یا کسی کی

خیانت وغیرہ کی تھی۔ اور جو صرف معاف کرانے کے قابل ہوں اُنکو فقط معاف کرالے مثلاً غیبت وغیرہ کی تھی یا مارا تھا اور اگر کسی وجہ سے حقداروں سے نہ معاف کرا سکتا ہے نہ ادا کر سکتا ہے تو اُن لوگوں کیلئے ہمیشہ بخشش کی دعا کرتا رہے عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں اُن لوگوں کو رضامند کرکے معاف کرا دیں مگر اس کے بعد بھی جب موقع ادا کرنے کا یا معاف کرانے کا ہو اس وقت اس میں بے پروائی نہ کرے اور جو حقوق خود اس کے اوروں کے ذمہ رہ گئے ہوں جن سے امید وصول کی ہو نرمی کے ساتھ اُن سے وصول کرے اور جن سے امید نہ ہو یا وہ حقوق قابل وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ سو اگرچہ قیامت میں اُن کے عوض نیکیاں ملنے کی امید ہے مگر معاف کر دینے میں اور زیادہ ثواب آیا ہے۔ اس سے بالکل معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے خاصکر جب کوئی شخص منت خوشامد کرکے معافی چاہے۔

باب ۳۱ تجوید یعنی قرآن شریف کو اچھی طرح سنوار کر صحیح پڑھنے کا بیان

مسئلہ۔ اس میں کوشش کرنا واجب ہے اس میں بے پروائی اور سستی کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔ **فائدہ** اسکے قاعدے بہت سے ہیں مگر تھوڑے سے قاعدے جو بہت ضروری اور آسان ہیں لکھے جاتے ہیں **تنبیہ**۔ ان حرفوں میں خوب اہتمام سے فرق کرنا چاہئے اور اچھی طرح ادا کرنا چاہئے (ا۔ع۔ء) میں اور (ت۔ط) میں اور (ث۔س۔ص) میں (ح۔ہ) میں اور (د۔ض) میں اور (ذ۔ظ۔ز) میں کہ (ت) پُر نہیں ہوتی ہے (ط) پُر ہوتی ہے اور (ث) نرم ہوتی ہے (س) سخت ہوتا ہے (ص) پُر ہوتا ہے اور (ض) کے نکالنے میں زبان کی کروٹ بائیں طرف کی ڈاڑھ سے لگتی ہے سامنے کے دانتوں سے اس کا پڑھنا غلط ہے اور اسکی زیادہ مشق کرنا چاہئے اور (ذ) نرم ہوتی ہے (ز) سخت ہوتی ہے (ظ) پُر ہوتی ہے۔ **قاعدہ(۱)** یہ حرف ہمیشہ پُر ہوتے ہیں (خ۔ص۔ض۔ط۔ظ۔غ۔ق)۔ **قاعدہ(۲)** (ن۔م) پر جب تشدید ہو غنہ سے پڑھو۔ یعنی اسی آواز کو ذرا دیر تک[1] ناک میں نکالتی رہو۔ **قاعدہ(۳)** جس حرف پر زبر یا زیر یا پیش ہو اور اس سے آگے (ا) یا (ی) یا (و) نہ ہو تو اس کو بڑھا کر مت پڑھو۔ جیسے اکثر لڑکیوں کو عادت پڑ جاتی ہے۔ اس طرح پڑھنا غلط ہے جیسے (اَلْحَمْدُ) کو اس طرح پڑھنا اَلْحَمْدُوْ، یا (مٰلِكِ) کو اس طرح پڑھنا مٰلِكِیْ، یا (اِيَّاكَ) کو اس طرح پڑھنا اِيَّاكَا، اور جہاں (ا) یا (ی) یا (و) ہو اسکو گھٹاؤ مت۔ غرض کھڑے پڑے کا بہت خیال رکھو **قاعدہ(۴)** پیش کو (واو) کی بو دیکر پڑھو اور زیر کو (ی) کی بو دیکر۔ **قاعدہ(۵)** جہاں نون پر جزم ہو اور اس نون کے بعد ان حرفوں میں سے کوئی حرف ہو اس نون کو غنہ سے پڑھو۔ وہ حروف یہ ہیں (ت ث ج د ذ ز س ش ص ض ط ظ ف ق ک)، جیسے اَنْتُمْ۔ مِنْ ثَمَرَةٍ۔ فَاَنْجَيْنٰكُمْ۔ اَنْدَادًا۔ اَنْذَرْتَهُمْ۔ اَنْزَلَ۔ مِنْسَاَتَهٗ۔ تَنْشُرُ۔ مَنْ صَبَرَ۔ مَنْضُوْدٍ۔ فَاِنْ طِبْنَ۔ فَانْظُرْ۔ يُنْفِقُوْنَ۔ مِنْ قَبْلِكَ۔ اِنْ كُنْتُمْ۔ **قاعدہ(۶)** اسی طرح اگر کسی حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس حرف کے بعد ان پندرہ حرفوں میں سے کوئی حرف آجاوے تب بھی اس

[1] یعنی جتنی دیر میں ایک الف ادا کیا جاتا ہے ۱۲

[2] یہ اخفاء کے حروف ہیں ان کا قاعدہ یہ ہے کہ ان سے پہلے جو نون ساکن ہے اس کی آواز کو ان حروف کے مخرج میں چھپایا جاتا ہے صحیح طور سے سمجھنے کے لئے کسی مستند قاری سے عملاً اسے سیکھنا چاہئے ۱۲

نون کی آواز پر غنہ کرو جیسے جَنّٰتٍ تَجْرِیْ ۔ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰی ۔ مِنْ نَفْسٍ شَیْئًا ۔ بِرِزْقًا قَالُوْا ۔ رَسُوْلٌ کَرِیْمٌ ۔ اسی طرح اور مثالیں ڈھونڈ لو ۔ قاعدہ ۸ ۔ جہاں نون پر جزم ہو اور اسکے بعد حرف (ر) یا حرف (ل) آوے تو اُس نون میں نون کی آواز بالکل نہیں رہتی بلکہ بالکل (ر) یا (ل) میں مل جاتا ہے جیسے مِنْ رَّبِّهِمْ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ قاعدہ اسی طرح اگر کسی حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس حرف کے بعد (ر) یا (ل) ہو جب بھی اس نون کی آواز نہ رہیگی (ر) یا (ل) میں مل جاویگا جیسے غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۔ قاعدہ (۹) اگر نون پر جزم ہو اور اسکے بعد حرف (ب) ہو تو اس نون کو میم کی طرح پڑھینگے اور اس پر غنہ بھی کرینگے جیسے اَنْۢبِئْهُمْ اس کو اس طرح پڑھینگے اَمْبِئْهُمْ اسی طرح اگر کسی حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اسکے بعد (ب) ہو وہاں بھی اس نون کی آواز کو میم کی طرح پڑھیں گے جیسے اَلِیْمٌۢ بِمَا اسکو اسطرح پڑھینگے اَلِیْمُمْ بِمَا ۔ بعضے قرآنوں میں ایسے موقع پر ننھی سی میم لکھ دیتے ہیں اور بعضوں میں نہیں لکھتے مگر پڑھنا سب جگہ چاہئے جہاں جہاں یہ قاعدہ پایا جاوے ۔ قاعدہ (۱۰) جہاں میم پر جزم ہو اور اسکے بعد حرف (ب) ہو تو اس میم پر غنہ کرو جیسے یَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ ۔ قاعدہ (۱۱) جس حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں اور اُسکے بعد والے حرف پر جزم ہو تو وہاں دو زبر کی جگہ ایک زبر پڑھینگے اور وہاں جو الف لکھا ہے اسکو نہ پڑھیں گے اور ایک نون زیر والا اپنی طرف سے نکال کر اس جزم والے حرف سے ملا دینگے جیسے خَیْرًا الْوَصِیَّةُ اسکو اسطرح پڑھینگے خَیْرَنِ الْوَصِیَّةُ اسی طرح دو زیر کی جگہ ایک زیر پڑھیں گے اور ویسا ہی نون پچھلے حرف سے ملا دینگے فَخُوْرِ الَّذِیْنَ اس کو اس طرح پڑھیں گے فَخُوْرِنِ الَّذِیْنَ اسی طرح دو پیش کی جگہ ایک پیش پڑھینگے اور ویسا ہی نون پچھلے حرف سے ملا دینگے جیسے نُوْحُ ابْنَهٗ اس کو اس طرح پڑھیں گے نُوْحُنِ ابْنَهٗ بعضے قرآنوں میں ننھا سا نون بیچ میں لکھدیتے ہیں لیکن اگر کسی قرآن میں نہ لکھا ہو جب بھی پڑھنا چاہئے ۔ قاعدہ (۱۲) (ر) پر اگر زبر یا پیش ہو تو پُر پڑھنا چاہئے جیسے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اٰمَنُوْا اور اگر (ر) کے نیچے زیر ہو تو باریک پڑھو جیسے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ اور اگر (ر) پر جزم ہو تو اس سے پہلے والے حرف کو دیکھو ۔ اگر اس پر زبر یا پیش ہے تو (ر) کو پُر پڑھو جیسے اَنْذَرْتَهُمْ مُرْسَلٌ اور اگر اس سے پہلے والے حرف پر زیر ہو تو اس جزم والی (ر) کو باریک پڑھو جیسے لَمْ تُنْذِرْهُمْ اور کہیں کہیں یہ قاعدہ نہیں چلتا ۔ مگر وہ مواقع تمہاری سمجھ میں نہ آوینگے زیادہ جگہ یہی قاعدہ ہے ۔ تم یوں ہی پڑھا کرو ۔ قاعدہ (۱۳) ۔ اَللّٰهُ اور اَللّٰهُمَّ میں جو لام ہے اس لام سے پہلے والے حرف پر اگر زبر یا پیش ہو تو لام کو پُر پڑھو خَتَمَ اللّٰهُ ۔ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ ۔ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اور اگر پہلے والے حرف پر زیر ہو تو اُس لام کو باریک پڑھو جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ قاعدہ (۱۴) جہاں گول (ة) لکھی ہو چاہے الگ ہو اس طرح (ة) چاہے ملی ہوئی ہو اس طرح (بة) اور اس پر ٹھیرنا ہو تو اس (ة) کو (ہ) کی طرح پڑھینگے قَسْوَةً اس کو اسطرح پڑھینگے قَسْوَہْ ۔ اسی طرح اٰتُوا الزَّكٰوةَ اور طَیِّبَةً میں بھی (ہ) پڑھینگے

قاعدہ ۹ میم ساکن کا

قاعدہ نون قطنی

قاعدہ ۱۲ را کے پُر اور باریک پڑھنیکا

قاعدہ لفظ اللہ کے لام کا

قاعدہ(۱۵) - جس حرف پر دو زبر ہوں اور اس پر ٹھیرنا ہو تو اس حرف سے آگے الف پڑھینگے جیسے نِدَاءً کو اس طرح پڑھینگے
نِدَاءا (۱۶) قاعدہ جس جگہ قرآن میں ایسی نشانی لکھی ہوئی ہو (~) وہاں ذرا بڑھادو جیسے وَلَا الضَّآلِّیْنَ یہاں الف کو اور
لفظوں سے بڑھاکر پڑھو جیسے قَالُوْٓا اٰمَنُوْٓا یہاں واؤ کو اور جگہوں کے واؤ سے بڑھادو جیسے فِیْٓ اٰذَانِہِمْ اس (ی) کو دوسری
جگہ کی (ی) سے بڑھادو - قاعدہ(۱۷) جہاں ایسی نشانیاں بنی ہوں ٹھیر جاؤ (م ط ۃ قف ل) اور جہاں (س) یا (سکتہ) یا
(وقفہ) ہو وہاں سانس نہ توڑو مگر ذرا روک کر آگے پڑھتی چلی جاؤ - اور جہاں ایک آیۃ میں دو جگہ تین نقطے بنے ہوں
اس طرح (∴) وہاں ایک جگہ ٹھیرو ایک جگہ نہ ٹھیرو چاہے پہلی جگہ ٹھیرو چاہے دوسری جگہ ٹھیرو - اور جہاں (لا) لکھا
ہو وہاں مت ٹھیرو - اور جہاں اور نشانیاں بنی ہوں جی چاہے ٹھیرو جی چاہے نہ ٹھیرو - اور جہاں اوپر نیچے دو نشانیاں
بنی ہوں جو اوپر لکھی ہو اس پر عمل کرو - قاعدہ(۱۸) - جس حرف پر جزم ہو اور اس کے بعد والے حرف پر تشدید ہو تو اس
جگہ پہلا حرف نہ پڑھیں گے جیسے قَدْ تَّبَیَّنَ میں دال نہ پڑھینگے اور قَالَتْ طَّآئِفَۃٌ میں (ت) نہ پڑھیں گے اور
لَئِنْ بَسَطْتَّ میں (ط) نہ پڑھینگے اور اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰہَ میں (ت) نہ پڑھینگے اور اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا میں (ت) نہ
پڑھینگے اور اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ میں (ق)[ل] نہ پڑھینگے - البتہ اگر یہ جزم والا حرف (ن) ہو یا دو زبر یا دو زیر یا دو پیش سے نون
پیدا ہو گیا ہو اور اس کے بعد تشدید والا حرف (ی) ہو یا واؤ ہو تو وہاں پڑھنے میں نون کی بو رہیگی جیسے مَنْ یَّقُوْلُ
ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ میں نون کی آواز ناک میں پیدا ہو گی - فائدہ(۱) - پارہ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ کے چوتھے رکوع کی چھٹی آیت
میں جو یہ بول آیا ہے مَجْرٖىهَا اس (ر) کے زیر کو اور زیروں کی طرح نہ پڑھیں گے بلکہ جس طرح لفظ ستارے کی
(ر) کا زیر پڑھا جاتا ہے اس طرح اسکو بھی پڑھینگے - فائدہ(۲) - پارہ حٰمٓ میں سورہ حجرات کی دوسرے رکوع کی پہلی
آیۃ میں جو یہ بول آیا ہے بِئْسَ الِاسْمُ اسمیں بِئْسَ کا سین کسی حرف سے نہیں ملتا اور اس کے بعد کا لام اگلے سین
سے ملتا ہے اور اسطرح پڑھا جاتا ہے بِئْسَ لِسْمُ فائدہ(۳) پارہ تِلْکَ الرُّسُلُ سورۂ آل عمران کے شروع جو الٓمّٓ
آیا ہے اسکی میم کو اگلے لفظ اللّٰہ کے لام سے اسطرح ملایا جاتا ہے جسکے ہجے یوں ہوتے ہیں م ی زیر می، م ل زبر مَلْ
مِیْمَلْ اور بعضی پڑھنے والی جو اس طرح پڑھتی ہیں مِیْمْ مَلْ یہ غلط ہے فائدہ(۴) - یہ چند مقام ایسے ہیں کہ لکھا جاتا ہے
اور طرح - اور پڑھا جاتا ہے اور طرح - ان کا بہت خیال رکھو - اور قرآن میں یہ مقامات نکال کر لڑکیوں کو دکھلادو اور سمجھادو
مقام اوّل قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ اَنَا آیا ہے اسمیں نون کے بعد کا الف نہیں پڑھا جاتا بلکہ فقط پہلا الف اور
نون زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں اسکو پڑھاتے نہیں اس طرح اَنَ - مقام (۲) پارہ سَیَقُوْلُ کے سولھویں رکوع کی تیسری
آیت میں یَبْصُۜطُ (ص) سے لکھا جاتا ہے مگر (س) سے پڑھا جاتا ہے اس طرح یَبْسُطُ اکثر قرآنوں میں ایک ننھا سا
سین بھی لکھ دیتے ہیں لیکن اگر نہ بھی لکھا ہو جب بھی سین پڑھے اسی طرح پارہ وَلَوْ اَنَّنَا کے سولھویں رکوع کی پانچویں
آیۃ میں جو بَصْۜطَۃً آیا ہے اس میں بھی (ص) کی جگہ (س) پڑھتے ہیں - مقام (۳) پارہ لَنْ تَنَالُوْا کے چھٹے رکوع کی

علامات وقف

[ل] یہاں پر (ق) نہیں پڑھا جائیگا بلکہ لام کو (ق) میں ملاکر پڑھا جائیگا جیسے نَخْلُکُّمْ ۱۲

ان مقامات کی فہرست جو قرآن شریف میں لکھے جاتے ہیں اور طرح پڑھے جاتے ہیں اور طرح -

پہلی آیت میں اَفَاۡئِنْ میں (ف) کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں اَفَئِنْ مقام (۴) پارہ لَنْ تَنَالُوْا کے آٹھویں رکوع کی تیسری آیہ میں لَاۡاِلَی اللّٰہِ میں پہلے لام کے بعد دو الف لکھے ہیں مگر ایک الف پڑھا جاتا ہے اس طرح لَاِلَی اللّٰہِ۔ مقام (۵) پارہ لَا یُحِبُّ اللّٰہُ کے نویں رکوع کی تیسری آیہ میں تَبُوْۤءَا میں ہمزہ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں تَبُوْءَ۔ مقام (۶) پارہ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کی تیسرے رکوع کی چوتھی آیت میں مَلَاۡئِہٖ میں لام کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں مَلَئِہٖ اسی طرح یہ لفظ قرآن میں جہاں آیا ہے اسی طرح پڑھا جاتا ہے۔ مقام (۷) پارہ وَاعْلَمُوْا کے تیرہویں رکوع کی پانچویں آیہ میں لَاۡاَوْضَعُوْا میں لام کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لَاَوْضَعُوْا۔ مقام ۸ پارہ وَمَا مِنْ دَابَّۃٍ کے چھٹے رکوع کی آٹھویں آیہ میں ثَمُوْدَا میں دال کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں ثَمُوْدَ اسی طرح پارہ قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ سورہ والنجم کے تیسرے رکوع کی انیسویں آیہ میں جو ثَمُوْدَا آیا ہے اس میں بھی الف نہیں پڑھا جاتا۔ مقام ۹۔ پارہ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ کے دسویں رکوع کی چوتھی آیہ میں لِتَتْلُوَا میں واو کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لِتَتْلُوَ۔ مقام ۱۰ پارہ سُبْحٰنَ الَّذِیْ کے چودہویں رکوع کی دوسری آیہ میں لَنْ نَّدْعُوَا میں واو کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لَنْ نَّدْعُوَ اسی طرح پارہ سُبْحَانَ الَّذِیْ کے سولھویں رکوع کی پہلی آیہ میں لِشَاۡیْءٍ میں الف نہیں پڑھا جاتا بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں لِشَیْءٍ مقام ۱۱۔ پارہ سُبْحَانَ الَّذِیْ کے سترہویں رکوع کی ساتویں آیت میں لٰکِنَّا میں نون کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لٰکِنَّ مقام ۱۲۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ کے سترہویں رکوع کی ساتویں آیہ میں لَاۡاَذْبَحَنَّہٗ میں لام کے بعد دو الف لکھے جاتے ہیں مگر ایک پڑھا جاتا ہے اس طرح لَاَذْبَحَنَّہٗ۔ مقام ۱۳ پارہ وَمَالِیَ کے چھٹے رکوع کی سینتالیسویں آیہ میں لَاۡاِلَی الْجَحِیْمِ میں پہلے لام کے بعد دو الف لکھے جاتے ہیں مگر ایک پڑھا جاتا ہے۔ اس طرح لَاِلَی الْجَحِیْمِ۔ مقام ۱۴۔ پارہ حٰمٓ سورہ مُحَمَّدٌ کے پہلے رکوع کی چوتھی آیہ میں لِیَبْلُوَا میں واو کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لِیَبْلُوَ اسی طرح اس سورۃ کے چوتھے رکوع کی تیسری آیہ میں نَبْلُوَا میں واو کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں نَبْلُوَ مقام ۱۵ پارہ تَبَارَكَ الَّذِیْ سورہ دہر کی پہلے رکوع کی چوتھی آیہ میں سَلٰسِلَا میں دوسرے لام کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں سَلٰسِلَ اور اسی رکوع کی پندرہویں اور سولھویں آیہ میں دو جگہ قَوَارِیْرَا قَوَارِیْرَا آیا ہے اور دونوں جگہ دوسری را کے بعد الف لکھا جاتا ہے سو اکثر پڑھنے والے پہلے قَوَارِیْرَا پر ٹھیر جاتے ہیں اور دوسرے قَوَارِیْرَا پر نہیں ٹھیرتے اس طرح پڑھنے میں تو یہ حکم ہے

اگر پہلی جگہ الف پڑھیں دوسری جگہ الف نہ پڑھیں بلکہ اس طرح پڑھیں قَوَارِیْرَا اور اگر کوئی پہلی جگہ ٹھیرے اور دوسری جگہ بھیر جاوے تو دوسری جگہ کسی حال میں الف نہ پڑھا جائیگا خواہ وہاں وقف کرے یا نہ کرے اور پہلی جگہ اگر وقف کرے تو الف پڑھے ورنہ نہیں صحیح یہی ہے (کمافی جمال القرآن ۱۲) فائدہ پارہ وَاعْلَمُوْٓا میں جو سورۂ توبہ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ سے شروع ہوتی ہے اس پر بِسْمِ اللّٰهِ نہیں لکھی اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی اوپر سے پڑھتی چلی آتی ہے وہ اس پر پہنچکر بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھے ویسے ہی شروع کردے۔ اور اگر کسی نے اسی جگہ سے پڑھنا شروع کیا ہے یا کچھ سورت پڑھکر پڑھنا بند کردیا تھا۔ پھر بیچ میں سے پڑھنا شروع کیا تو ان دونوں حالتوں میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا چاہیے۔ اُستاد کیلئے ضروری بات یہ سب قاعدے سمجھا کر ایک ایک کو کئی کئی روز تک پاؤ پاؤ آدھے آدھے پارے میں خوب جاری اور مشق کرادو۔

تمام شد

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانے والا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھا دے بلکہ یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھا دے یا ہدایت کردے کہ بعد میں ان مسائل کو دیکھ لینا اور اگر پڑھنے والا کم عمر لڑکا ہو اسکو بھی نہ پڑھادیں بلکہ صرف ہدایت کردیں کہ بعد کو دیکھ لینا

مسائل

جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے انکا بیان

مسئلہ ۱۷۔ کسی مرد نے[1] کسی عورت سے زنا کیا تو اب اس عورت کی ماں اور اس عورت کی اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا درست نہیں **مسئلہ ۱۸**۔ کسی[2] عورت نے جوانی کی خواہش کے ساتھ بدنیتی سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا تو اب اُس عورت کی ماں اور اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا وہ مرد اسکی ماں اور اولاد پر حرام ہوگیا۔ **مسئلہ ۱۹**۔ رات[3] کو اپنی بی بی کے جگانے کیلئے اٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑگیا یا ساس پر ہاتھ پڑگیا اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا۔ تو اب وہ مرد اپنی بی بی پر ہمیشہ کیلئے حرام ہوگیا اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے اور لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دیدے **مسئلہ ۲۰**۔ کسی[4] لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں پر بدنیتی سے ہاتھ ڈالدیا تو اب وہ عورت اپنے شوہر پر بالکل حرام ہوگئی اب کسی صورت سے حلال نہیں ہوسکتی اور اگر اس سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے کے ساتھ ایسا کیا تب بھی یہی حکم ہے **مسئلہ ۲۱**۔ جس[5] عورت کے شوہر نہ ہو اور اس کو بدکاری سے حمل ہو۔ اسکا نکاح بھی درست ہے۔ لیکن بچہ پیدا ہونے سے پہلے صحبت کرنا

---

[1] فمن زنی بامرأة حرمت علیہ امہا وان علت وابنتہا وان سفلت وکذا تحرم المزنی بہا علی آباء الزانی واجداده وان علوا وابنائه وان سفلوا ۱۲ عالمگیری صفحہ ۲۷۴ ج ۱

[2] وکما تثبت ہذه الحرمة بالوطء تثبت بالمس والتقبیل والنظر الی الفرج بشہوة ۱۲ عالمگیری صفحہ ۲۷۴ ج ۱

[3] ولو ایقظ زوجتہ لیجامعہا فوصلت یده الی بنت منہا فقرصہا بشہوة وہی ممن تشتہی یظن انہا امہا حرمت علیہ الام حرمة مؤبدة ۱۲ عالمگیری صفحہ ۲۷۵ ج ۱

[4] وکذا لک المرأة یجامعہا ابو زوجہا او ابنہ او جامع الزوج امہا او ابنتہا فقد وقعت الفرقة بینہا بلا طلاق ۱۲ مبسوط صفحہ ۲۰۶ ج ۴

[5] عالمگیری صفحہ ۲۸۰ ج ۱ ۱۲

درست نہیں۔ البتہ جس نے زنا کیا تھا۔ اگر اسی سے نکاح ہوا تو صحبت بھی درست ہے۔

ولی کا بیان

عہ بقیہ ص۹ — عہ بقیہ صث

مسئلہ ۱۔ نکاح کی اطلاع ہونے پر جس صورت میں زبان سے کہنا ضروری ہو اور زبان سے عورت نے نہ کہا لیکن جب میاں اُسکے پاس آیا تو صحبت سے انکار نہیں کیا تب بھی نکاح درست ہوگیا۔ مسئلہ عہ ۱۵۔ باپ اور دادا کے سوا کسی اور نے نکاح کر دیا تھا اور لڑکی کو اپنے نکاح ہوجانیکی خبر تھی۔ پھر جوان ہوگئی اور ابتک اسکے میاں نے اُس سے صحبت نہیں کی۔ تو جس وقت جوان ہوئی ہے فوراً اُسی وقت اپنی ناراضی ظاہر کرے کہ میں راضی نہیں ہوں یا یوں کہے کہ میں اس نکاح کو باقی رکھنا نہیں چاہتی چاہے اس جگہ کوئی اور ہو یا نہ ہو بلکہ بالکل تنہا بیٹھی ہو ہر حال میں کہنا چاہئے لیکن فقط اس کہنے سے نکاح نہ ٹوٹیگا۔ شرعی حاکم کے پاس جاوے وہ نکاح توڑ دے تب نکاح ٹوٹے گا۔ جوان ہونے کے بعد اگر ایک دم ایک لحظہ بھی چپ ہیگی تو اب نکاح تڑوانے کا اختیار نہ رہیگا۔ اور اگر اس کو اپنے نکاح کی خبر نہ تھی۔ جوان ہونے کے بعد خبر پہنچی تو جس وقت خبر ملی ہے فوراً اسی وقت نکاح سے انکار کر دے ایک لحظہ بھی چپ رہیگی تو نکاح تڑوانے کا اختیار جاتا رہے گا مسئلہ ۱۶۔ اور اگر اسکا میاں صحبت کر چکا تب جوان ہوئی تو فوراً جوان ہوتے ہی خبر پاتے ہی انکار کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جبتک اس کی رضامندی کا حال معلوم نہ ہوگا تب تک قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار باقی ہے۔ چاہے جتنا زمانہ گذر جاوے ہاں جب اس نے صاف زبان سے کہدیا کہ میں منظور کرتی ہوں یا کوئی اور ایسی بات پائی گئی جس سے رضامندی ثابت ہوئی جیسے اپنے میاں کے ساتھ تنہائی میں میاں بی بی کی طرح رہی تو اب اختیار جاتا رہا اور نکاح لازم ہوگیا۔

مہر کا بیان

عہ بقیہ صلا

مسئلہ ۳۔ کسی عہ نے دس روپے یا بیس یا سو یا ہزار اپنی حیثیت کے موافق کچھ مہر مقرر کیا اور بی بی کو رخصت کرا لایا اور اس سے صحبت کی یا صحبت تو نہیں کی لیکن تنہائی میں میاں بی بی کسی ایسی جگہ رہے جہاں صحبت کرنے سے روکنے والی اور منع کرنے والی کوئی بات نہ تھی تو پورا مہر جتنا مقرر کیا ہے ادا کرنا واجب ہے اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا یا لڑکی مرگئی تب بھی پورا مہر دینا واجب ہے اور اگر کوئی بات نہیں ہوئی اور مرد نے طلاق دیدی تو آدھا مہر دینا واجب ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ میاں بی بی میں اگر ویسی تنہائی ہوگئی جس کا اوپر ذکر ہوا یا دونوں میں سے کوئی مرگیا تو پورا مہر واجب ہوگیا۔ اور اگر ویسی تنہائی اور یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق ہوگئی تو آدھا مہر واجب ہوا۔ مسئلہ۔ اگر دونوں میں سے کوئی بیمار تھا یا رمضان کا روزہ رکھے ہوئے تھا

عہ ۱۵ و ان استاذن الولی البکر البالغۃ فسکتت فذلک اذن منہا وکذا اذا مکنت الزوج من نفسہا بعد ما زوجہا الولی فہو رضا وکذا لو طالبت بصدقتہا بعد العلم فہو رضا ۱۲ عالمگیری ص۲۸۷ ج۱ ۱۲

عہ ۱۶ عالمگیری ص۲۸۵ ج۱ ص۲۸۶ ج۱ ۱۲

عہ ۱۷ و کانت بکرا فان الزوج قد بنی بہا ثم بلغت عند الزوج لا یبطل خیارہا بالسکوت ولا بقیامہا عن المجلس وانما یبطل خیارہا اذا رضیت بالنکاح صریحا او یوجد منہا فعل یستدل بہ علی الرضا کالتمکین من الجماع او طلب النفقۃ او ما

اشبہ ذلک ۱۲ عالمگیری ص۲۸۶ ج۱ ۱۲ عہ ۹ ہدایہ ص۳۰۵ ج۲ عالمگیری ص۳۱۳ ج۱ ۱۲ عہ ۸ عالمگیری ص۳۱۳ ج۱ ۱۲ عہ ۱۰ یہ حکم فقط لڑکیوں کیلئے ہے لڑکا اگر جوان ہو تو اسی وقت انکار کرنا ضروری نہیں بلکہ جب تک رضامندی معلوم نہ ہوجائے اسوقت تک اسے قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار رہتا ہے ۱۲

یا حج کا احرام باندھے ہوئے تھا یا عورت کو حیض تھا یا وہاں کوئی جھانکتا تاکتا تھا۔ ایسی حالت میں دونوں کی تنہائی اور یکجائی ہوئی تو ایسی تنہائی کا اعتبار نہیں ہے اس سے پورا مہر واجب نہیں ہوا۔ اگر طلاق مل جاوے تو آدھا مہر پانیکی مستحق ہے۔ البتہ اگر رمضان کا روزہ نہ تھا بلکہ قضا یا نفل یا نذر کا روزہ دونوں میں سے کوئی رکھے ہوئے تھا۔ ایسی حالت میں تنہائی میں رہی تو پورا مہر پانے کی مستحق ہے شوہر پر پورا مہر واجب ہوگیا۔ **مسئلہ ۵** شوہر[1] نامرد ہے لیکن دونوں میاں بی بی میں ویسی تنہائی ہوچکی ہے تب بھی پورا مہر پاوے گی۔ اسی طرح اگر ہجڑے نے نکاح کرلیا پھر تنہائی اور یکجائی کے بعد طلاق دیدی تب بھی پورا مہر پاویگی **مسئلہ ۶** میاں[2] بی بی تنہائی میں رہے۔ لیکن لڑکی اتنی چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں یا لڑکا بہت چھوٹا ہے کہ صحبت نہیں کرسکتا۔ تو اس تنہائی سے بھی پورا مہر واجب نہیں ہوا **مسئلہ ۱۵** کسی[3] نے بے قاعدہ نکاح کرلیا تھا۔ اسلئے میاں بی بی میں جدائی کرادی گئی جیسے کسی نے چھپا کے اپنا نکاح کرلیا دو گواہوں کے سامنے نہیں کیا یا دو گواہ تو تھے لیکن بہرے تھے انہوں نے وہ لفظ نہیں سنے جن سے نکاح بندھتا ہے یا کسی کے میاں نے طلاق دیدی تھی یا مرگیا تھا اور ابھی عدت پوری نہیں ہونے پائی کہ اس نے دوسرا نکاح کرلیا یا کوئی اور ایسی ہی بے قاعدہ بات ہوئی اسلئے دونوں میں جدائی کرادی گئی۔ لیکن ابھی مرد نے صحبت نہیں کی ہے تو کچھ مہر نہیں ملے گا بلکہ اگر ویسی تنہائی میں ایک جگہ رہے سہے بھی ہوں تب بھی مہر نہ ملیگا۔ البتہ اگر صحبت کرچکا ہو تو مہر مثل دلایا جاوے گا۔ لیکن اگر کچھ مہر نکاح کے وقت ٹھیر اگیا تھا اور مہر مثل اس سے زیادہ ہے تو وہی ٹھیرایا ہوا مہر ملیگا مہر مثل نہ ملے گا۔ **مسئلہ ۱۶** کسی[4] نے اپنی بی بی سمجھ کر غلطی سے کسی غیر عورت سے صحبت کرلی تو اس کو بھی مہر مثل دینا پڑیگا اور اس صحبت کو زنا نہ کہیں گے نہ کچھ گناہ ہوگا بلکہ اگر پیٹ رہ گیا تو اس لڑکے کا نسب بھی ٹھیک ہے۔ اسکے نسب میں کچھ دھبہ نہیں ہے اور اسکو حرامی کہنا درست نہیں۔ اور جب معلوم ہوگیا کہ یہ میری عورت نہ تھی تو اب اس عورت سے الگ رہے۔ اب صحبت کرنا درست نہیں اور اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا واجب ہے۔ اب بغیر عدت پوری کئے اپنے میاں کے پاس[5] رہنا اور میاں کا صحبت کرنا درست نہیں اور عدت کا بیان آگے آویگا انشاء اللہ تعالیٰ (دیکھو صفحہ ۵۴ حصہ ہذا) **مسئلہ ۱۹** جتنے مہر[6] کے پیشگی دینے کا دستور ہے اگر اتنا مہر پیشگی نہ دیا تو عورت کو اختیار ہے کہ جب تک اتنا نہ پاوے تب تک مرد کو ہمبستر نہ ہونے دے اور اگر ایک دفعہ صحبت کرچکا ہے تب بھی اختیار ہے کہ اب دوسری دفعہ یا تیسری دفعہ قابو نہ ہونے دے اور اگر وہ اپنے ساتھ پردیس لے جانا چاہے تو بے اتنا مہر لئے پردیس نہ جاوے۔ اسی طرح اگر عورت اس حالت میں اپنے کسی محرم عزیز کے ساتھ پردیس چلی جائے یا مرد کے گھر سے اپنے میکے چلی جائے تو مرد اس کو روک نہیں سکتا اور جب اتنا مہر دیدیا تو اب شوہر کی بے اجازت کچھ نہیں کرسکتی بے مرضی پائے کہیں آنا جانا جائز نہیں اور شوہر کا جہاں جی چاہے اُسے لے جاوے۔ جانے سے انکار کرنا درست نہیں۔

له عالمگیری ص۳۰۵ ج۱ ہدایہ ص۳۰۶ ج۲ ۲ه ولا تصح خلوة الغلام الذی لا یجامع مثله ولا الخلوة بصغیرة لا یجامع مثلها عالمگیری ص۳۰۵ ج۱ ۳ه ہدایہ ص۳۱۲ ج۲ ۱۲ ۴ه اذا دخل الرجل بالمراة علی وجه شبهة او نکاح فاسد فعلیه المهر وعلیها العدة عالمگیری ۶ه فی کل موضع دخل بها او صحت الخلوة وتأکد کل المهر لو ارادت ان تمنع نفسها لاستیفاء المعجل لها ذلک عنده خلافا لهما وکذا لا یمنع من الخروج والسفر والحج المتطوع عنده الا اذا خرجت زوجها فاحشا و قبل تسلیم النفس لها ذلک بالاجماع ولو دخل الزوج بها او خلا بها برضاها فلها ان تمنع نفسها عن السفر بها حتی تستوفی جمیع المهر علی جواب الکتاب المعجل فی عرف دیارنا ۱۲ عالمگیری ص۳۱۷ ج۱ ۵ه پاس رہنے کا مطلب تنہائی میں دونوں کا رہنا ہے۔ اس طرح بوس وکنار سے لطف اندوز ہونا ۱۲

بقیہ ص۱۳

کافروں کے نکاح کا بیان

مسئلہ۳ - اگر عورت مسلمان ہو گئی اور مرد مسلمان نہیں ہوا تو اب جب تک پورے تین حیض نہ آویں تب تک دوسرے مرد سے نکاح درست نہیں۔

بقیہ ص۱۴

بیبیوں میں برابری کرنیکا بیان

مسئلہ - صحبت کرنے میں برابری کرنا واجب نہیں ہے کہ اگر اس کی باری میں صحبت کی ہے تو دوسری کی باری میں بھی صحبت کرے یہ ضروری نہیں۔

بقیہ ص۲۷

رخصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان

مسئلہ۳ اور اگر میاں بی بی میں تنہائی و یکجائی ہو چکی ہے صحبت چاہے ہو چکی ہو یا ابھی نہ ہوئی ہو ایسی عورت کو صاف صاف لفظوں میں طلاق دینے سے طلاق رجعی پڑتی ہے جس میں بے نکاح کئے بھی رکھ لینے کا اختیار ہوتا ہے اور گول لفظوں سے بائن طلاق پڑتی ہے اور عدت بھی بیٹھنا پڑیگی بغیر عدت پوری کئے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی اور عدت کے اندر اس کا مرد دوسری اور تیسری طلاق بھی دے سکتا ہے

بقیہ ص۳۰

تین طلاق دینے کا بیان

تتمہ مسئلہ (تین طلاق کے بعد) اگر پھر اسی مرد کے پاس رہنا چاہے اور نکاح کرنا چاہے تو اسکی فقط ایک صورت ہے وہ یہ کہ پہلے کسی اور مرد سے نکاح کرکے ہمبستر ہو پھر جب وہ دوسرا مرد مر جائے یا طلاق دیدے تو عدت پوری کرکے پہلے مرد سے نکاح کر سکتی ہے بے دوسرا خاوند کئے پہلے خاوند سے نکاح نہیں کر سکتی - اگر دوسرا خاوند تو کیا لیکن ابھی وہ صحبت نہ کرنے پایا تھا کہ مر گیا یا صحبت کرنے سے پہلے ہی طلاق دیدی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں پہلے مرد سے جب ہی نکاح ہو سکتا ہے کہ دوسرے مرد نے صحبت بھی کی ہو بغیر اسکے پہلے مرد سے نکاح درست نہیں خوب سمجھ لو - مسئلہ - اگر دوسرے مرد سے اس شرط پر نکاح ہوا کہ صحبت کرکے عورت کو چھوڑ دے گا تو اس اقرار لینے کا کچھ اعتبار نہیں - اس کو اختیار ہے چاہے چھوڑے یا نہ چھوڑے اور جب جی چاہے چھوڑے اور یہ اقرار کرکے نکاح کرنا بہت گناہ اور حرام ہے - اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہوتی ہے - لیکن نکاح ہو جاتا ہے تو اگر اس نکاح کے بعد دوسرے خاوند نے صحبت کرکے چھوڑ دیا یا مر گیا تو پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے گی۔

۴

ثلاثا فی الحرۃ و ثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا ۱۲ عالمگیری مجتبائی ۱۵ عالمگیری

بقیہ صہ۲۲

کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان

مسئلہ ۹ - کسی نے اپنی عورت کو کہا اگر تجھ کو حیض آوے تو تجھ کو طلاق - اسکے بعد اس نے خون دیکھا تو ابھی سے طلاق کا حکم نہ لگاویں گے بلکہ جب پورے تین دن تین رات خون آتا رہے تو تین دن تین رات کے بعد یہ حکم لگاویگی کہ جس وقت سے خون آیا تھا اُسی وقت طلاق پڑگئی تھی اور اگر یوں کہا ہو جب تجھ کو ایک حیض آوے تو تجھ کو طلاق تو حیض کے ختم ہونے پر طلاق پڑے گی -

بقیہ صہ۲۳

طلاق رجعی میں رجعت کر لینے یعنی روک رکھنے کا بیان

تتمہ مسئلہ ۲ (رجعت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ) زبان سے تو کچھ نہیں کہا لیکن اس سے صحبت کر لی یا اس کا بوسہ لیا پیار کیا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ اسکو ہاتھ لگایا تو ان سب صورتوں میں پھر وہ اسکی بی بی ہوگئی پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے - مسئلہ ۵ - جس عورت کو حیض آتا ہو اسکے لئے طلاق کی عدت تین حیض ہیں جب تین حیض پوری ہوچکے تو عدت گذر چکی جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب سمجھو کہ اگر تیسرا حیض پورے دس دن آیا ہے تب تو جس وقت خون بند ہوا اور دس دن پورے ہوئے اُسی وقت عدت ختم ہوگئی اور روک رکھنے کا جو اختیار مرد کو تھا جاتا رہا - چاہے عورت نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر تیسرا حیض دس دن سے کم آیا اور خون بند ہوگیا لیکن ابھی عورت نے غسل نہیں کیا اور نہ کوئی نماز اسکے اوپر واجب ہوئی تو اب بھی مرد کا اختیار باقی ہے - اب بھی اپنے قصد سے باز آوے گا تو وہ پھر اسکی بی بی بن جاویگی - البتہ اگر خون بند ہونے پر اُس نے غسل کر لیا یا غسل تو نہیں کیا لیکن ایک نماز کا وقت گذر گیا - یعنی ایک نماز کی قضا اسکے ذمّہ واجب ہوگئی - ان دونوں صورتوں میں مرد کا اختیار جاتا رہا اب بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا - مسئلہ ۶ - جس عورت سے ابھی صحبت نہ کی ہو خواہ تنہائی ہو چکی ہو اُسکو ایک طلاق دینے سے روک رکھنے کا اختیار نہیں رہتا - کیونکہ اسکو جو طلاق دیجائے بائن پڑتی ہے جیسا اوپر بیان ہو چکا اسکو خوب یاد رکھو - مسئلہ ۷ - اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں تو رہے لیکن مرد کہتا ہے میں نے صحبت نہیں کی پھر اس اقرار کے بعد طلاق دیدی تو اب طلاق سے باز آنے کا اختیار اسکو نہیں -

بقیہ صہ۲۴

بی بی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ ۱ - جس نے قسم کھالی اور یوں کہدیا خدا کی قسم اب صحبت نہ کروں گا - خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کرونگا قسم کھاتا ہوں کہ تجھ سے صحبت نہ کروں گا یا اور کسی طرح کہا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے صحبت نہ کی تو چار مہینے کی

گذرنے پر عورت پر طلاق بائن پڑجاویگی۔ اب بے نکاح کئے میاں بی بی کی طرح نہیں رہ سکتے۔ اور اگر چار مہینے کے اندر ہی اندر اُس نے اپنی قسم توڑ ڈالی اور صحبت کرلی تو طلاق نہ پڑے گی۔ البتہ قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑیگا۔ ایسی قسم کھانے کو شرع میں ایلاء کہتے ہیں **مسئلہ ۲**۔ ہمیشہ[2] کیلئے صحبت نہ کرنے کی قسم نہیں کھائی بلکہ فقط چار مہینے کیلئے قسم کھائی اور یوں کہا خدا کی قسم چار مہینے تک تجھ سے صحبت نہ کروں گا تو اس سے ایلاء ہوگیا۔ اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے تو طلاق بائن پڑجاویگی اور اگر چار مہینے سے پہلے صحبت کرلے تو قسم کا کفارہ دیوے اور قسم کے کفارہ کا بیان آگے آویگا صفحہ ۵۲ پر **مسئلہ ۳**۔ اگر چار[3] مہینے سے کم کیلئے قسم کھائی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اس سے ایلاء نہ ہوگا۔ چار مہینے سے ایک دن بھی کم کرکے قسم کھاوے تب بھی ایلاء نہ ہوگا۔ البتہ جتنے دنوں کی قسم کھائی ہے اتنے دنوں سے پہلے پہلے صحبت کریگا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر صحبت نہ کی تو عورت کو طلاق نہ پڑے گی اور قسم بھی پوری رہیگی **مسئلہ ۴**۔ کسی[4] نے فقط چار مہینے کے لئے قسم کھائی پھر اپنی قسم نہیں توڑی اسلئے چار مہینے کے بعد طلاق پڑگئی اور طلاق کے بعد پھر اسی مرد سے نکاح ہوگیا تو اب اس نکاح کے بعد اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اب کچھ نہ ہوگا اور اگر ہمیشہ کیلئے قسم کھالی جیسے یوں کہدیا قسم کھاتا ہوں کہ اب تجھ سے صحبت نہ کرونگا۔ یا یوں کہا خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کرونگا۔ پھر اپنی قسم نہیں توڑی اور چار مہینے کے بعد طلاق پڑگئی اس کے بعد پھر اسی سے نکاح کرلیا اور نکاح کے بعد پھر چار مہینے تک صحبت نہیں کی تو اب پھر دوسری طلاق پڑگئی اگر تیسری دفعہ پھر اسی سے نکاح کرلیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس نکاح کے بعد بھی اگر چار مہینے تک صحبت نہ کریگا تو تیسری طلاق پڑجاوے گی۔ اور اب بغیر دوسرا خاوند کئے اُس سے نکاح بھی نہ ہوسکیگا۔ البتہ اگر دوسرے یا تیسرے نکاح کے بعد صحبت کرلیتا تو قسم ٹوٹ جاتی اور اب کبھی طلاق نہ پڑتی۔ ہاں قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑتا **مسئلہ ۵**۔ اگر اسی[5] طرح آگے پیچھے تینوں نکاحوں میں تین طلاقیں پڑگئیں۔ اسکے بعد عورت نے دوسرا خاوند کرلیا جب اُس نے چھوڑ دیا تو عدت ختم کرکے پھر اُسی پہلے مرد سے نکاح کرلیا اور اُس نے پھر صحبت نہیں کی تو اب طلاق نہ پڑیگی چاہے جب تک صحبت نہ کرے لیکن جب کبھی صحبت کرے گا تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔ کیونکہ قسم تو کھائی تھی کہ کبھی صحبت نہ کرونگا وہ ٹوٹ گئی **مسئلہ ۶**۔ اگر عورت[6] کو طلاق بائن دیدی پھر اس سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالی تو ایلاء نہیں ہوا۔ اب پھر سے نکاح کرنے کے بعد اگر صحبت نہ کرے تو طلاق نہ پڑے گی لیکن جب صحبت کریگا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر طلاق رجعی دیدینے کے بعد عدت کے اندر ایسی قسم کھائی تو ایلاء ہوگیا اب اگر رجعت کرلے اور صحبت نہ کرے تو چار مہینے کے بعد طلاق پڑجاویگی۔ اور اگر صحبت کرے تو قسم کا کفارہ دیوے **مسئلہ ۷**۔ خدا[7] کی قسم نہیں کھائی بلکہ یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے تب بھی ایلاء ہوگیا صحبت کریگا تو رجعی طلاق پڑجاویگی اور قسم کا کفارہ اس صورت میں دینا پڑے گا۔ اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے کے بعد طلاق بائن پڑجاویگی اور اگر یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تم میری ذمہ

[1] دیکھو صفحہ ۵-۱۲ [2] فان حلف علی اقل من اربعة اشہر لم یکن مولیا ۱۲ ہدایہ ۳۸۲/۲۷۰ ۱۲ [3] و [4] فان کان حلف علی الابد بان قال واللہ لا اقربک ابدا او قال واللہ لا اقربک ولم یقل ابدا فالیمین باقیة الا انہ لا یتکرر الطلاق قبل التزوج فان تزوجہا ثانیا عاد الایلاء فان وطئہا والا وقعت بمضی اربعة طلقت اخری فان تزوجہا ثالثا عاد الایلاء و وقعت بمضی اربعة اشہر طلقة اخری ان لم یقربہا فان تزوجہا بعد زوج آخر لم یقع بذلک

الایلاء طلاق ثالیمین باقیة فان وطئہا کفر عن یمینہ ۱۲ عالمگیری ۴۷۸ [5] عالمگیری ۴۷۸/۱۶ وہدایہ ۳۸۳/۱۶ ۱۲ [6] در مختار ۵۳۲ تا ۵۴۷/۲۷۰ ۱۲

ایک حج ہے یا ایک روزہ ہے یا ایک روپیہ کی خیرات ہے یا ایک قربانی ہے توان سب صورتوں میں بھی ایلاء ہوگیا اگر صحبت کرے گا توجو بات کہی ہے وہ کرنی پڑیگی اور کفارہ نہ دینا پڑیگا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے بعد طلاق پڑجاوے گی

بی بی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان

کسی[1] نے اپنی بی بی سے کہا تو میری ماں کے برابر ہے یا یوں کہا تو میرے لئے ماں کے برابر ہے۔ تو میرے حساب ماں کے برابر ہے۔ اب تو میرے نزدیک ماں کے مثل ہے۔ ماں کی طرح ہے تو دیکھو اسکا کیا مطلب ہے اگر یہ مطلب لیا کہ تعظیم میں بزرگی میں (یعنی نزدیک) ماں کی برابر ہے یا یہ مطلب لیا کہ تو بالکل بڑھیا ہے عُمر میں میری ماں کے برابر ہے تب تو اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر اس کے کہنے کے وقت کچھ نیّت نہیں کی اور کوئی مطلب نہیں لیا یوں ہی بک دیا تب بھی کچھ نہیں ہوا۔ اور اگر اس کہنے سے طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت کی ہے تو اسکو ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ اور اگر طلاق دینے کی بھی نیت نہیں تھی اور عورت کا چھوڑنا بھی مقصود نہیں تھا بلکہ مطلب فقط اتنا ہے کہ اگرچہ تو میری بی بی ہے اپنے نکاح سے تجھ کو الگ نہیں کرتا۔ لیکن اب تجھ سے کبھی صحبت نہ کرونگا تجھ سے صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کرلیا بس روٹی کپڑا لے اور پڑی رہ۔ غرضکہ اسکے چھوڑنے کی نیت نہیں۔ فقط صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے اسکو شرع میں ظہار کہتے ہیں اسکا حکم یہ ہے کہ وہ عورت رہیگی تو اسی کے نکاح میں لیکن مرد جبتک اسکا کفارہ نہ ادا کرے تب تک صحبت کرنا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ ہاتھ لگانا منھ چومنا پیار کرنا حرام ہے جبتک کفارہ نہ دیگا تب تک وہ عورت حرام رہیگی چاہے جے برس گذر جاویں۔ جب کفارہ دیدے تو دونوں میاں بی بی کی طرح رہیں پھر سے نکاح کرنیکی ضرورت نہیں اور اسکا کفارہ اسی طرح دیا جاتا ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ دیا جاتا ہے۔ **مسئلہ ۲**۔ اگر کفارہ دینے[2] سے پہلے ہی صحبت کرلی تو بڑا گناہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اور اب سے پکّا ارادہ کرے کہ اب بے کفارہ دیئے پھر کبھی صحبت نہ کرونگا اور عورت کو چاہیئے کہ جبتک مرد کفارہ نہ دے تب تک اسکو اپنے پاس نہ آنے دے۔ **مسئلہ ۳**۔ اگر بہن[3] کی برابر یا بیٹی یا پھوپی یا اور کسی ایسی عورت کے برابر کہا جسکے ساتھ نکاح ہمیشہ ہمیشہ حرام ہوتا ہے تو اسکا بھی یہی حکم ہے **مسئلہ ۴**۔ کسی[4] نے کہا تو میرے لئے سور کے برابر ہے تو اگر طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیّت تھی تب تو طلاق پڑ گئی۔ اور اگر ظہار کی نیت کی یعنی یہ مطلب لیا کہ طلاق تو نہیں دیتا لیکن صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کئے لیتا ہوں تو کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر کچھ نیّت نہ کی ہو تب بھی کچھ نہیں ہوا **مسئلہ ۵**۔ اگر ظہار[5] میں چار مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک صحبت نہ کی اور کفّارہ نہ دیا تو طلاق نہیں پڑی اس سے ایلاء نہیں ہوتا۔ **مسئلہ ۶**۔ جبتک کفارہ نہ دیوے تب تک دیکھنا بات چیت کرنا حرام نہیں البتہ پیشاب کی جگہ کو دیکھنا درست نہیں **مسئلہ ۷**۔ اگر ہمیشہ[6] کیلئے ظہار نہیں کیا بلکہ کچھ مدّت مقرر کردی جیسے یوں کہا سال بھر کیلئے یا چار مہینے کیلئے تو میرے لئے ماں کے برابر ہے تو جتنی مدت مقرر کی ہے اتنی مدت تک ظہار رہیگا اگر اس مدت کے اندر صحبت کرنا چاہے تو کفارہ دیوے اور اگر اس مدت کے بعد صحبت کرے تو کچھ نہ دینا پڑیگا عورت حلال ہوجاویگی **مسئلہ ۸**۔ ظہار[7] میں بھی اگر فوراً انشاء اللہ کہہ دیا تو کچھ نہیں ہوا۔

ا و ۲ هدایه ج۲ ص۳۸۹ ۳ ص۳۹۰ ۲۲ ۱۲ ۳ وکذا اذا شبّهها بمن لا یحل له النظر الیها علی التأبید من محارمه مثل اخته او عمته او امه من الرضاعة هدایه ص۳۹۰ ۴ رد المحتار ص۷۹۱ ۲۲ ۱۲ ۵ واذا ظاهر وقت اذا کان اربعة اشهر فاکثر لا یکون ایلاء لعدم رکنه وهو الحلف او تعلیق ۱۲ رد المحتار ص۹۳ ۲۲ ۵ امانی وقت کما اذا ظاهر موقتا کیوم او شهر او سنة فانه لا یبطل بمضی الوقت ... کفارة ... سقطت عنه

ا کفارة وتبطل الظهار کذا فی الجوهرة المنیرة ۱۲ عالمگیری ص۱۵۰ ۲ ص۳ ۵ لو قال انت علی کظهر امی ان شاء الله تعالی لا یکون ظهارا ۱۲ عالمگیری ص۱۵۰

مسئلہ۹ نابالغ لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی ظہار نہیں کرسکتا۔ اگر کریگا تو کچھ نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی غیر عورت سے ظہار کرے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے تو بھی کچھ نہیں ہوا اب اس سے نکاح کرنا درست ہے۔ مسئلہ۱۰ ظہار کا لفظ اگر کئی دفعہ کہے جیسے دو دفعہ یا تین دفعہ یہی کہا کہ تو میرے لئے ماں کے برابر ہے تو جے دفعہ کہا ہے اتنے ہی کفارے دینے پڑینگے۔ البتہ اگر دوسری اور تیسری مرتبہ کہنے سے خوب مضبوط اور پکے ہو جانے کی نیت کی ہو نئے سرے سے ظہار کرنا مقصود نہ ہو تو ایک ہی کفارہ دیوے۔ مسئلہ۱۱ اگر کئی عورتوں سے ایسا کہا تو جے بیبیاں ہوں اتنے کفارے دیوے۔ مسئلہ۱۲ اگر ظہار کا لفظ نہیں کہا نہ مثل اور طرح کا لفظ کہا بلکہ یوں کہا تو میری ماں ہے یا یوں کہا تو میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ عورت حرام نہیں ہوئی لیکن ایسا کہنا برا اور گناہ ہے اسی طرح پکارتے وقت یوں کہنا میری بہن فلانا کام کر دو یہ بھی برا ہے مگر اس سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ مسئلہ۱۳ کسی نے یوں کہا اگر تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں۔ یا یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو گویا ماں سے کروں اس سے کچھ نہیں ہوا۔ مسئلہ۱۴ اگر یوں کہا تو میرے لئے ماں کی طرح حرام ہے تو اگر طلاق دینے کی نیت ہو تو طلاق پڑیگی اور اگر ظہار کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی ہو تو ظہار ہو جاویگا کفارہ دیکر صحبت کرنا درست ہے۔

بقیہ ص۲۶	کفارہ کا بیان

مسئلہ۱ ظہار کا کفارہ اسی طرح ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں وہاں ہم نے خوب کھول کھول کر بیان کیا ہے وہی نکال کر دیکھ لو۔ اب یہاں بعضی ضروری باتیں جو وہاں نہیں بیان ہوئیں ہم بیان کرتے ہیں۔ مسئلہ۲ اگر طاقت ہو تو مرد ساٹھ روزے لگاتار رکھے بیچ میں کوئی روزہ چھوٹنے نہ پاوے اور جبتک روزے ختم نہ ہو چکیں تب تک عورت سے صحبت نہ کرے۔ اگر روزے ختم ہونے سے پہلے اسی عورت سے صحبت کر لی تو اب سب روزے پھر سے رکھے چاہے دن کو اس عورت سے صحبت کی ہو یا رات کو اور چاہے قصداً ایسا کیا ہو یا بھولے سے سب کا ایک ہی حکم ہے۔ مسئلہ۳ اگر شروع مہینہ یعنی پہلی تاریخ سے روزے رکھنا شروع کئے تو پورے دو مہینے روزے رکھے چاہے پورے ساٹھ دن ہوں اور چاہے تیس دن کا مہینہ ہو یا اس سے کم دن ہوں دونوں طرح کفارہ ادا ہو جاویگا اور اگر پہلی تاریخ سے روزے رکھنا نہیں شروع کئے تو پورے ساٹھ دن روزے رکھے۔ مسئلہ۴ اگر کفارہ روزے سے ادا کر رہا تھا اور کفارہ پورا ہونے سے پہلے دن کو یا رات کو بھولے سے ہمبستر ہو گیا تو کفارہ دہرانا پڑیگا۔ مسئلہ۵ اگر روزے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ فقیروں کو دو وقتہ کھانا کھلاوے یا کچا اناج دیدے۔ اگر سب فقیروں کو ابھی نہیں کھلا چکا تھا کہ بیچ میں صحبت کر لی تو گناہ تو ہوا مگر اس صورت میں کفارہ دہرانا نہ پڑیگا اور کھانا کھلانے کی سب وہی صورتیں ہیں جو وہاں بیان ہو چکی۔ مسئلہ۶ کسی کے ذمے ظہار کے دو کفارے تھے۔ اس نے ساٹھ مسکینوں کو چار چار سیر گیہوں دیدیئے اور یہ سمجھا کہ ہر کفارے کے دو دو سیر دیتا ہوں اسلئے دونوں کفارے ادا ہو گئے۔ تب بھی ایک ہی کفارہ ادا ہوا۔ دوسرا کفارہ پھر دیوے۔ ہاں اگر ایک کفارہ روزہ توڑنے کا تھا دوسرا ظہار کا اس میں ایسا کیا تو دونوں ادا ہو گئے۔

بقیہ ص۲۶	لعان کا بیان

مسئلہ۱ جب کوئی اپنی بی بی کو زنا کی تہمت لگاوے یا جو لڑکا پیدا ہوا اسکو کہے کہ یہ میرا لڑکا نہیں نہ معلوم کس کا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی اور شرعی حاکم کے پاس فریاد کرے تو حاکم دونوں سے قسم لیوے پہلے شوہر سے اسطرح کہلاوے میں خدا کو گواہ کر کے

حاشیہ:
۱ وفرطہ (ای الظہار) فی المرأۃ کونہا زوجتہ وفی الرجل کونہ اہل الکفارۃ فلا یصح ظہار الذمی کالصبی والمجنون ۱۲ عالمگیری ص۵۰۶ ج۱ ۱۲
۲ درمختار ص۴۹۵ ج۲
۳ ہدایہ ص۳۹۷ ج۲
۴ درمختار ص۴۹۵ ج۲ ۱۲
۵ مختار ص۴۹۴ ج۲ ۱۲
۶ عالمگیری ص۵۰۶ ج۱ ۱۲
۷ عالمگیری ص۵۰۶ ج۱ ۱۲
۸ درمختار ص۷۹۶ تا ۸۰۱ ج۲ ۱۲
۹ درمختار ص۷۹۹ تا ۸۰۰ ج۲ ۱۲
۱۰ ردالمحتار ص۷۹۹ و ۸۰۰ ج۲ ۱۲
۱۱ ایضاً ۱۲
۱۲ فان عجز عن الصوم لمرض لا یرجی برؤہ او کبر اطعم ستین مسکیناً والشرط غداآن او عشاآن مشبعان
۱۳ اس صورت میں اگر مرد کی نیت ایلاء کی ہے تو ایلاء ہوگا ۱۲
کالفطرۃ ای النصف من بر اوصاع من تمر او شعیر او دقیق کل کا صلہ وکذا السویق والدقیق بالقیمۃ ۱۲ درو ردالمحتار بحذف ص۸۰۲ ج۲ ۱۴ ہدایہ ص۳۹۹ ج۲ ۱۲ ۱۵ ہدایہ ص۳۹۶ و ۳۹۸ ج۲ ۱۲

کرکے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اسکو لگائی ہے اسمیں مَیں سچا ہوں چار دفعہ اسی طرح شوہر کہے پھر پانچویں دفعہ کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو جب مرد پانچویں دفعہ کہہ چکے تو عورت چار مرتبہ اس طرح کہے مَیں خدا کو گواہ کرکے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھے لگائی ہے اس تہمت میں یہ جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ کہے اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے جب دونوں قسم کھالیویں تو حاکم دونوں میں جدائی کرادیگا اور ایک طلاق بائن پڑجاویگی اور اب یہ لڑکا باپ کا نہ کہا جاویگا ماں کے حوالہ کردیا جاویگا۔ اس قسما قسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں

عدت کا بیان

حوالہ وادہ ۲۶

مسئلہ۔ جب[۱] کسی کا میاں طلاق دیدے یا خلع وایلاء وغیرہ کسی اور طرح سے نکاح ٹوٹ جائے یا شوہر مرجاوے تو ان سب صورتوں میں تھوڑی مدت تک عورت کو ایک گھر میں رہنا پڑتا ہے۔ جبتک یہ مدت ختم نہ ہوچکے تب تک کہیں اور نہیں جاسکتی نہ کسی اور مرد سے اپنا نکاح کرسکتی ہے جب وہ مدت پوری ہوجائے تو جو جی چاہے کرے۔ اس مدت گذارنے کو عدت کہتے ہیں۔ مسئلہ۲۔ اگر میاں[۲] نے طلاق دیدی تو تین حیض آنے تک شوہر ہی کے گھر جسمیں طلاق ملی ہے وہیں بیٹھی رہے اس گھر سے باہر نہ نکلے نہ دن کو نہ رات کو نہ کسی دوسرے سے نکاح کرے جب پورے تین حیض ختم ہوگئے تو عدت پوری ہوگئی اب جہاں جی چاہے جائے مرد نے خواہ ایک طلاق دی ہو یا دو تین طلاقیں دی ہوں اور طلاق بائن دی ہو یا رجعی سب کا ایک حکم ہے۔ مسئلہ۳۔ اگر چھوٹی[۳] لڑکی کو طلاق مل گئی جسکو ابھی حیض نہیں آتا یا اتنی بڑھیا ہے کہ اب حیض آنا بند ہوگیا ہے ان دونوں کی عدت تین مہینے ہیں تین مہینے بیٹھی رہے اسکے بعد اختیار ہے جو چاہے کرے مسئلہ۴۔ کسی[۴] لڑکی کو طلاق مل گئی اُس نے مہینوں کے حساب سے عدت شروع کی پھر عدت کے اندر ہی ایک یا دو مہینہ کے بعد حیض آگیا تو اب پورے تین حیض آنے تک بیٹھی رہے جبتک تین حیض نہ پورے ہوں عدت نہ ختم ہوگی۔ مسئلہ۵۔ اگر کسی[۵] کو پیٹ ہے اور اسی زمانہ میں طلاق مل گئی تو بچہ پیدا ہونے تک بیٹھی رہے یہی اسکی عدت ہے جب بچہ پیدا ہوگیا تو عدت ختم ہوگئی۔ طلاق ملنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں اگر بچہ پیدا ہوگیا تب بھی عدت ختم ہوگئی مسئلہ۶۔ اگر کسی[۶] نے حیض کے زمانہ میں طلاق دیدی تو جس حیض میں طلاق دی ہے اس حیض کا کچھ اعتبار نہیں ہے اسکو چھوڑ کر تین حیض اور پوری کرے۔ مسئلہ۷۔ طلاق[۷] کی عدت اسی عورت پر ہے جسکو صحبت کے بعد طلاق ملی ہو یا صحبت تو ابھی نہیں ہوئی مگر میاں بی بی میں تنہائی و یکجائی ہوچکی ہے تب طلاق ملی چاہے ویسی تنہائی ہوئی ہو جس سے پورا مہر دلایا جاتا ہے یا ویسی تنہائی ہوئی ہو جس سے پورا مہر واجب نہیں ہوتا بہرحال عدت بیٹھنا واجب ہے اور اگر ابھی بالکل کسی قسم کی تنہائی نہ ہونے پائی تھی کہ طلاق مل گئی تو ایسی عورت پر عدت نہیں جیسا کہ اوپر آچکا ہے۔ مسئلہ۸۔ غیر عورت[۸] کو اپنی بی بی سمجھ کر دھوکہ سے صحبت کرلی پھر معلوم ہوا کہ یہ بی بی نہ تھی تو اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا ہوگا جبتک عدت ختم نہ ہوچکے تب تک اپنے شوہر کو بھی صحبت نہ کرنے دے نہیں تو دونوں پر گناہ ہوگا۔ اسکی عدت بھی ویسی ہی ہے جو ابھی بیان ہوئی۔ اگر اسی دن پیٹ رہ گیا تو بچہ ہونے تک انتظار کرے اور عدت بیٹھے یہ بچہ حرامی نہیں اس کا نسب ٹھیک ہے جس نے دھوکہ سے صحبت کی ہے اسی کا لڑکا ہے۔ مسئلہ۹۔ کسی نے بے قاعدہ نکاح کرلیا جیسے کسی عورت سے نکاح کیا تھا پھر معلوم ہوا کہ اس کا شوہر ابھی زندہ ہے اور اُس نے طلاق نہیں دی یا معلوم ہوا کہ اس مرد و عورت نے بچپن میں ایک عورت کا دودھ پیا ہے۔

[۱] ہی انتظار مدۃ معلومۃ یلزم المرأۃ بعد زوال النکاح حقیقۃ او شبہۃ المتاکد بالدخول او الموت ۱۲ عالمگیری ص۵۲۶ ج۱
[۲] ہدایہ ص۴۰۴ ج۲ ۱۲
[۳] وان کانت ممن لا تحیض من صغر او کبر فعدتہا ثلثۃ اشہر وکذا التی بلغت بالسن ولم تحض ۱۲ ہدایہ ص۴۰۴ ج۲
[۴] در ص۸۳۴ ج۲ ۱۲
[۵] وفی حق الحامل وضع جمیع حملہا ای بلا تقدیر بمدۃ سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بیوم او اقل ۱۲ در و رد المحتار ص۸۳۱ ج۲
[۶] عالمگیری ص۵۲۷ ج۱ ۱۲
[۷] عالمگیری ص۵۲۶ ج۱ و ہدایہ ص۵۲۶ ج۲
[۸] اذا دخل الرجل بالمرأۃ علی وجہ شبہۃ او نکاح فاسد فعلیہ المہر وعلیہا العدۃ (عالمگیری ص۵۲۶ ج۱) الولد للفراش الحقیقی وان کان فاسدا ۱۲ رد المحتار ص۸۶۲ ج۲
[۹] در المختار ص۸۲۷ ج۲ و در ص۸۳۶ ج۲ ۱۲

اسکا حکم یہ ہے کہ اگر مرد نے اُس سے صحبت کرلی پھر حال کھلنے کے بعد جدائی ہوگئی تو بھی عدت بیٹھنا پڑیگی جس وقت سے مرد نے توبہ کر کے جدائی اختیار کی اسی وقت سے عدت شروع ہوگئی اور اگر ابھی صحبت نہ ہونے پائی ہو تو عدت واجب نہیں بلکہ ایسی عورت سے اگر خوب تنہائی ویکجائی بھی ہوچکی ہو تب بھی عدت واجب نہیں عدت جب ہی ہے کہ صحبت ہوچکی ہو۔ **مسئلہ**[۱] عدت کے اندر کھانا کپڑا اسی مرد کے ذمہ واجب ہے جس نے طلاق دی اور اسکا بیان اچھی طرح آگے آتا ہے۔ **مسئلہ**[۱۱] کسی نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی یا تین طلاقیں دیدیں پھر عدت کے اندر دھوکہ میں اس سے صحبت کرلی تو اب اس دھوکہ کی صحبت کی وجہ سے ایک عدت اور واجب ہوگئی اب تین حیض اور پورے کرے جب تین حیض[۵] اور گذر جاوینگے تو دونوں عدتیں ختم ہوجاوینگی۔ **مسئلہ**[۱۲] مرد نے طلاق بائن دیدی اور جس گھر میں عدت بیٹھی ہے اُسی میں وہ بھی رہتا ہے تو خوب اچھی طرح پردہ باندھ کے آڑ کرلے۔

موت کی عدّت کا بیان

بقیہ ص ۲۶

مسئلہ[۱] کسی کا شوہر مرگیا تو وہ چار مہینے اور دس دن تک عدت بیٹھے۔ شوہر کے مرتے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی اسی گھر میں رہنا چاہئے باہر نکلنا درست نہیں۔ البتہ اگر کوئی غریب عورت ہے جس کے پاس گذارے کے موافق خرچ نہیں اسنے کھانا پکانے وغیرہ کی نوکری کرلی اُسکو جانا اور نکلنا درست ہے لیکن رات کو اپنے گھر ہی میں رہا کرے چاہے صحبت ہوچکی ہو یا نہ ہوئی ہو اور چاہے کسی قسم کی تنہائی ویکجائی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ اور چاہے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو سب کا ایک حکم ہے کہ چار مہینے دس دن عدت بیٹھنا چاہئے۔ البتہ اگر وہ عورت پیٹ سے تھی اس حالت میں شوہر مرا تو بچہ پیدا ہونے تک عدت بیٹھے۔ اب مہینوں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ اگر مرنے سے دو چار گھڑی بعد بچہ پیدا ہوگیا تب بھی عدت ختم ہوگئی۔ **مسئلہ**[۲] گھر بھر میں جہاں جی چاہے رہے یہ جو دستور ہے کہ خاص ایک جگہ مقرر کر کے رہتی ہے کہ غمزدہ کی چارپائی اور خود غمزدہ وہاں سے ٹلنے نہیں پاتی یہ بالکل مہمل اور واہیات ہے اسکو چھوڑ دینا چاہئے۔ **مسئلہ**[۳] شوہر نابالغ بچہ تھا اور جب وہ مرا تو اسکو پیٹ تھا تب بھی اسکی عدت بچہ ہونے تک ہے لیکن یہ لڑکا حرامی ہے شوہر کا نہ کہا جاویگا۔ **مسئلہ**[۴] اگر کسی کا میاں چاند کی پہلی تاریخ مرا اور عورت کو حمل نہیں تو چاند کے حساب سے چار مہینے دس دن پورے کرے اور اگر پہلی تاریخ نہیں مرا ہے تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر چار مہینے دس دن پورے کرنا چاہئے اور طلاق کی عدت کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر حیض نہیں آتا نہ پیٹ ہے اور چاند کی پہلی تاریخ طلاق ملی گئی تو چاند کے حساب سے تین مہینے پورے کرے چاہے انتیس کا چاند ہو یا تیس کا اور اگر پہلی تاریخ طلاق نہیں ملی ہے تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر تین مہینے پورے کرے۔ **مسئلہ**[۵] کسی نے بے قاعدہ نکاح کیا تھا جیسے بے گواہوں کے نکاح کرلیا یا بہنوئی سے نکاح ہوگیا اور اُس کی بہن بھی اب تک اس کے نکاح میں ہے پھر وہ شوہر مرگیا تو ایسی عورت جس کا نکاح صحیح نہیں ہوا مرد کے مرنے سے چار مہینے دس دن عدت نہ بیٹھے بلکہ تین حیض تک عدت بیٹھے حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے۔ اور حمل سے ہو تو بچہ ہونے تک بیٹھے۔ **مسئلہ**[۶] کسی نے اپنی بیماری میں طلاق بائن دیدی اور طلاق کی عدت ابھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ وہ مرگیا۔ تو دیکھو کہ طلاق کی عدت بیٹھنے میں زیادہ دن لگیں گے یا موت کی عدت پوری کرنے میں جس عدت میں زیادہ دن لگیں گے وہ عدت پوری کرے اور اگر بیماری میں طلاق رجعی دی ہے

ص ۸۳۲-۸۳۳ ج۲ ۱۲ [۵] یعنی جب صحبت کی ہے اس کے بعد تین حیض مکمل گذر جانے ضروری ہیں ۱۲

اور ابھی عدت طلاق کی نہ گذری تھی کہ شوہر مرگیا تو اس عورت پر وفات کی عدت لازم ہے۔ مسئلہ کسی کا میاں مرگیا مگر اسکو خبر نہیں ملی۔ چار مہینے دس دن گذر چکنے کے بعد خبر آئی تو اسکی عدت پوری ہوچکی جب سے خبر ملی ہے تب سے عدت بیٹھنا ضروری نہیں۔ اسیطرح اگر شوہر نے طلاق دیدی مگر اس کو نہ معلوم ہوا۔ بہت دنوں کے بعد خبر ملی۔ جتنی عدت اس کے ذمہ تھی وہ خبر ملنے سے پہلے ہی گذر چکی تو اس کی بھی عدت پوری ہوگئی۔ اب عدت بیٹھنا واجب نہیں مسئلہ کسی کام کے لئے گھر سے باہر کہیں گئی تھی یا اپنی پڑوسن کے گھر گئی تھی کہ اتنے میں اس کا شوہر مرگیا اب فوراً وہاں سے چلی آوے اور جس گھر میں رہتی تھی وہیں رہے۔ مسئلہ مرنے کی عدت میں عورت کو روٹی کپڑا نہ دلایا جاویگا اپنے پاس سے خرچ کرے۔ مسئلہ بعضی جگہ دستور ہے کہ میاں کے مرنے کے بعد سال بھر تک عدت کے طور پر بیٹھی رہتی ہے یہ بالکل حرام ہے

بقیہ صفحہ۲۷

روٹی کپڑے کا بیان

مسئلہ بی بی بہت چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں تو اگر مرد نے کام کاج کیلئے یا اپنا دل بہلانے کیلئے اسکو اپنے گھر رکھ لیا تو اس کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ واجب ہے اور اگر نہ رکھا میکے بھیجدیا تو واجب نہیں اور اگر شوہر چھوٹا نابالغ ہو لیکن عورت بڑی ہے تو روٹی کپڑا ملیگا۔

بقیہ صفحہ۲۹

رہنے کے لئے گھر ملنے کا بیان

مسئلہ اگر نکاح عورت ہی کی وجہ سے ٹوٹا جیسے سوتیلے لڑکے سے پھنس گئی یا جوانی کی خواہش سے فقط ہاتھ لگایا کچھ اور نہیں ہوا۔ اس لئے مرد نے طلاق دیدی یا وہ بددین کافر ہوگئی۔ اسلام سے پھر گئی اسلئے نکاح ٹوٹ گیا تو ان سب صورتوں میں عدت کے اندر اسکو روٹی کپڑا نہ ملیگا۔ البتہ رہنے کا گھر ملیگا۔ ہاں اگر وہ خود ہی چلی جاوے تو وہ بد ہے پھر نہ دیا جاویگا۔

بقیہ صفحہ۳۱

لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان

مسئلہ میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی برسیں گذر گئیں کہ گھر نہیں آیا۔ اور یہاں لڑکا پیدا ہوگیا تب بھی وہ حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے۔ البتہ اگر وہ خبر پاکر انکار کرے گا تو لعان کا حکم ہوگا۔

تمام شد بہشتی زیور حصہ چہارم

نہیں شمار ہوگا کہ اسکے نطفہ سے ہے بلکہ باعتبار قوانین شریعت اسے شوہر کا لڑکا کہیں گے چنانچہ میراث وغیرہ کا وہ حقدار ہوگا ۱۲

ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور مسماۃ بہ بہشتی جوہر چوتھا حصہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نکاح کی فضیلت اور اُسکے حقوق کا بیان

حدیث[۱] میں ہے کہ دنیا صرف ایک استعمال کی چیز ہے اور دنیائی استعمالی چیزوں میں سے کوئی چیز نیک عورت سے افضل نہیں (یعنی دنیا میں اگر نیک عورت میسر آجائے تو بہت بڑی غنیمت اور حق تعالیٰ کی رحمت ہو کہ خاوند کی راحت اور اسکی فلاح دارین کا سبب ہو دنیا میں بھی ایسی عورت سے راحت میسر ہوتی ہو اور آخرت کے کاموں میں بھی مدد ملتی ہے) حدیث[۲] میں ہو کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح میرا طریقہ اور میری سنت (مؤکدہ) ہے سو جو نہ عمل کرے میری سنت مؤکدہ پر تو وہ مجھ سے نہیں ہے (یعنی مجھ سے اور اس سے کوئی علاقہ نہیں یہ زجر اور ڈانٹ ہے ایسے شخص کو جو سنت پر عمل نہ کرے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی کا بیان ہو ایسے شخص پر سو اس سے بہت کچھ پرہیز لازم ہے اور مسلمان کو کیسے چین پڑ سکتا ہے کہ ذرا دیر بھی جناب رسول اللہ صلعم اس سے ناراض رہیں۔ اللہ اس دن سے پہلے موت دیدیں جس روز مسلمان کو اللہ و رسول کی ناراضی گوارا ہو) اور حدیث میں ہے نکاح کرو اسلئے کہ میں فخر کرونگا قیامت میں، تمہارے ذریعہ سے (اور) امتوں پر (یعنی جناب رسول اللہ صلعم کو یہ بات بہت پسند ہے کہ آپ کی امت کثرت سے ہو اور دوسری امتوں سے زیادہ ہو تاکہ ان کی کثرت اعمال کی وجہ سے آپ کو بھی ثواب اور قرب الٰہی زیادہ میسر ہو اسلئے کہ جو کوئی آپ کی امت میں جو کچھ بھی عمل کرتا ہو وہ آپ ہی کی تعلیم کے سبب کرتا ہے پس جس قدر زیادہ عمل کرنے والے ہونگے اسی قدر آپ کو ان کی تعلیم کرنے کا ثواب زیادہ ہوگا۔ یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ جہانتک بھی اور جس طرح بھی ہو سکے قرب الٰہی کے وسیلے اور اعمال کثرت سے اختیار کرے اور اسمیں کوتاہی نہ کرے اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن کل صفیں ایک سو بیس ہونگی جن میں چالیس صفیں اور امتوں کے لوگوں کی ہونگی اور اسی صفیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی ہونگی سبحان اللہ کیا دلداری منظور ہو حق تعالیٰ کو جناب رسول اللہ صلعم کی) اور جو شخص صاحب وسعت ہو (یعنی عورت کے حقوق ادا کر سکے) تو چاہئے کہ نکاح کرے اور جو نہ پاوے (اس قدر مال کہ عورت کے حقوق اس سے ادا کرے) تو اس پر روزہ ہے (یعنی روزہ رکھے اس سے شہوت میں کمی ہو جاویگی) پس بیشک روزہ اسکے لئے مثل رگ شہوت مل دینے کے ہے (اگر عورت کی خواہش مرد کو بہت زیادہ نہ ہو بلکہ معتدل اور درمیانی درجہ کی ہو اور عورت کے ضروری خرچ اٹھانے پر قادر ہو تو ایسے شخص کے لئے نکاح سنت مؤکدہ ہے اور جس کو اعلیٰ درجہ کا تقاضا ہو یعنی بہت خواہش ہو تو ایسے شخص کیلئے نکاح واجب اور ضروری ہے اسلئے کہ اندیشہ ہے خدانخواستہ زنا میں مبتلا ہو گیا تو حرام کاری کا گناہ ہوگا اور اگر باوجود سخت تقاضائے شہوت کے اس قدر طاقت نہیں کہ عورت کے ضروری حقوق ادا کر سکے گا تو یہ شخص کثرت سے روزے رکھے پھر جب اتنی گنجایش ہو جائے کہ عورت کے حقوق ادا کرنے پر قادر ہو تو نکاح کرے) حدیث[۳] میں ہے کہ

[۱] عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا کلہا متاع و خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ رواہ مسلم ۱۲ مشکوٰۃ ص۲۹۵

اولاد جنت کا پھول ہے [۱] مطلب یہ ہے کہ جنت کے پھولوں سے جیسی مسرت اور فرحت حاصل ہوگی ویسی ہی راحت اور مسرت اولاد کو دیکھ کر حاصل ہوتی ہے اور اولاد نکاح کے ذریعہ سے میسّر آتی ہے، حدیث [۲] میں ہے کہ تحقیق آدمی کا درجہ جنت میں بلند کیا جاتا ہے سو وہ کہتا ہے کہاں سے ہے میرے لئے یہ کہ (یعنی وہ کہتا ہے کہ یہ رتبہ مجھے کیسے ملا میں نے تو ایسا عمل کوئی نہیں کیا جس کا یہ ثواب ہو) پس کہا جاتا ہے (اس آدمی سے یہ) بسبب مغفرت طلب کرنے تیری اولاد کے ہے تیرے [۳] لئے (یعنی تیری اولاد نے ہم سے تیرے لئے استغفار کی اس کی بدولت یہ درجہ تجھ کو عنایت ہوا) حدیث [۵] میں ہے تحقیق وہ بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے (یعنی بغیر دن پورے ہوئے پیدا ہو جاتا ہے) اپنے پروردگار سے جھگڑے گا جبکہ اسکے ماں باپ جہنم میں داخل ہونگے (یعنی حق تعالیٰ سے مبالغہ کے ساتھ سفارش کریگا کہ میرے والدین کو دوزخ سے نکالدو اور حق تعالیٰ اپنی عنایت کی وجہ سے اسکے اس جھگڑنے کو قبول فرمادیں گے اور اسکی ناز برداری کرینگے پس کہا جاویگا اے سقط [۴] جھگڑا کرنے والے اپنے رب سے داخل کردے اپنے والدین کو جنت میں پس کھینچ لیگا بچہ ان دونوں کو اپنے نار سے یہانتک کہ داخل کردیگا ان دونوں کو جنت [۶] میں (معلوم ہوا کہ آخرت میں ایسی اولاد بھی کام آویگی جو نکاح کا نتیجہ ہے) حدیث میں ہے کہ بیشک جس وقت دیکھتا ہے مرد اپنی عورت کی طرف اور عورت دیکھتی ہے مرد کی طرف تو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ دونوں کی طرف رحمت کی نظر سے رواہ میسرۃ بن علی فی مشیختہ والرافعی فی تاریخہ عن ابن سعید مرفوعا بلفظ ان الرجل اذا نظر الی امرأتہ ونظرت الیہ نظر اللہ تعالیٰ الیھما نظرۃ رحمۃ الخ حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ پر حق ہے (یعنی حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے ذمہ یہ بات مقرر فرمائی ہے) مدد کرنی اس شخص کی جو نکاح کرے پاکدامنی حاصل کرنے کو اس چیز سے جسے اللہ نے حرام کیا ہے [۷] (یعنی زنا سے محفوظ رہنے کے لئے جو شادی کرے اور نیت اطاعت حق کی ہو تو خرچ وغیرہ میں اللہ تعالیٰ اسکی مدد فرماویں گے۔)

حدیث [۸] میں ہے عیالدار شخص کی دو رکعتیں (نماز) کی بہتر ہیں مجرد شخص کی بیاسی رکعتوں سے اور دوسری حدیث میں بجائے بیاسی کے ستّر کا عدد [۹] آیا ہے سو مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ ستّر اسی شخص کے حق میں ہیں جو ضروری حق اہل وعیال کا ادا کرے اور بیاسی [۱۰] اُس کے حق میں ہیں جو ضروری حقوق سے زیادہ ان کی خدمت کرے جان اور مال اور اچھی عادت سے والحدیث رواہ تمام فی فوائدہ والضیا عن انس مرفوعا بلفظ رکعتان من المتاھل خیر من اثنین وثمانین رکعۃ من العزب وسندہ صحیح حدیث میں ہے کہ بیشک بہت بڑا گناہ خدا کے نزدیک ضائع کرنا اور انکی ضروری خدمت میں کمی کرنا، ہے مرد کا ان لوگوں کو جنکا خرچ اسکے ذمہ ہے رواہ الطبرانی عن ابن عمرو مرفوع بلفظ ان اکبر الاثم عند اللہ ان یضیع الرجل من یقوت کذا فی کنز العمال۔ حدیث میں ہے کہ میں نے نہیں چھوڑا اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر دینے والا ہو مردوں کو عورتوں کے فتنہ [۱۱] سے (یعنی مردوں کے حق میں عورت کے فتنہ سے بڑھ کر کوئی فتنہ ضرر دینے والا نہیں کہ انکی محبت میں بیحس ہو جاتے ہیں اور خدا اور رسول کے حکم کی پرواہ نہیں کرتے لہذا چاہئے کہ ایسی محبت عورتوں سے نہ کرے کہ جس میں شریعت کے خلاف کام کرنے پڑیں مثلاً وہ مرد کی حیثیت سے زیادہ کھانے پہننے کو مانگیں تو ہرگز ان کی خاطر کرنے کو رشوت وغیرہ نہ لے بلکہ مال حلال سے جو اللہ تعالیٰ دے ان کی خدمت کرے اور عورتوں کو تعلیم وتادیب کرتا رہے اور بیباک وگستاخ نہ کردے عورتوں کی عقل ناقص ہوتی ہے انکی اصلاح کا خاص طور پر انتظام لازم ہے)

۱؎ رواہ الحکیم الترمذی ۱۲ ۲؎ رواہ احمد وغیرہ ۱۲ ۳؎ یعنی نا تمام حمل ۱۲ ۴؎ یعنی اٰول حمل ۱۲ ۵؎ رواہ ابن ماجہ ۱۲ ۶؎ رواہ ابن عدی ۱۲ ۷؎ ولفظہ رکعتان من المتزوج افضل من سبعین رکعۃ من الاعزب ۱۲ ۸؎ العقیلی عن انس مرفوعا وسندہ ضعیف عند السیوطی ومنکر عند العقیلی وقال المناوی فان المتزوج مجتمع الحواس والاعزب مشغول بمدافعۃ الغلمۃ وقمع الشہوۃ فلا یتوفر لہ الخشوع الذی ہو روح الصلوٰۃ ۱۲ ۹؎ قال العزیزی لا تعارض بینہ وبین ما قبلہ لاحتمال انہ اعلم بالزیادۃ بعد ذلک ۱۲ ۱۰؎ رواہ مسلم وغیرہ ۱۲

حدیث[11] میں ہے کہ پیغام نکاح کا کوئی تم میں سے نہ دیوے اپنے بھائی کے پیغام پر یہانتک کہ وہ بھائی نکاح کرلے یا چھوڑ دے (یعنی جب ایک شخص نے کہیں پیغام نکاح کا دیا ہو اور ان لوگوں کی کچھ مرضی بھی پائی جاتی ہو کہ وہ اس شخص سے نکاح کرنے کو کچھ راضی ہیں تو دوسرے شخص کو اس جگہ ہرگز پیغام نہ دینا چاہئے۔ ہاں اگر وہ لوگ خود اس پہلے شخص کو انکار کردیں یا وہ خود ہی وہاں سے اپنا ارادہ منقطع کردے یا ان لوگوں کی ابھی بالکل مرضی اُس شخص کے ساتھ نکاح کرنے کی نہیں پائی جاتی۔ تو اب دوسرے کو اس لڑکی کا پیغام دینا درست ہے اور یہی حکم خرید و فروخت کے بھاؤ کرنے کا ہے کہ جب ایک شخص کسی سے خریدنے یا فروخت کرنے کا بھاؤ کر رہا ہے تو دوسرے کو جبتک اس کا معاملہ علیحدہ نہ ہو جاوے اس کے بھاؤ پر بھاؤ کرنا نہیں چاہئے جبکہ باہم خرید و فروخت کی کچھ مرضی معلوم ہوتی ہو۔ خوب سمجھ لو اور اس حکم میں کافر بھی داخل ہے یعنی اگر کوئی کافر کسی سے لین دین کا بھاؤ کر رہا ہے اور دوسرے شخص کے معاملہ کرنے کی اس کے ساتھ کچھ مرضی بھی معلوم ہوتی ہے تو مسلمان کو زیبا نہیں کہ اُس کافر کے بھاؤ پر اپنا بھاؤ بیش کرے)، حدیث[12] میں ہے کہ تحقیق عورت نکاح کی جاتی ہے اپنے دین کی وجہ سے اور اپنے مال کی وجہ سے اور اپنے حسن کی وجہ سے سو تو لازم پکڑلے صاحب دین کو تیرے ہاتھ خاک میں ملیں[ؐ]۔ (یعنی کوئی مرد تو عورت دیندار پسند کرتا ہے اور کوئی مالدار اور کوئی خوبصورت تو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دینداری کا خیال چاہئے اور دیندار عورت سے نکاح کرنا اولیٰ ہے۔ ہاں اگر مثلاً ایسا موقع ہو کہ کوئی عورت دیندار ہے لیکن اتنی بدشکل ہے کہ طبیعت کسی طرح اسے قبول نہیں کرتی اور اندیشہ ہے کہ اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جاوے تو باہم میاں بی بی میں موافقت نہ رہے گی اور عورت کے حق ادا کرنے میں کوتاہی ہوگی تو ایسے وقت ایسی عورت سے نکاح نہ کرے اور تیرے ہاتھ خاک میں مل جاویں یہ عربی محاورہ ہے اور مختلف موقعوں پر استعمال ہوتا ہے۔ یہاں پر اس سے دیندار عورت کی رغبت دلانا مراد ہے)، حدیث[13] میں ہے بیبیوں میں بہتر وہ بی بی ہے جس کا مہر بہت آسان ہو[14]۔ (یعنی مرد سہولت سے اسکو ادا کرسکے۔ آج کل زیادتی مہر کا دستور بہت ہوگیا ہے لوگوں کو اس رسم سے بچنا چاہئے)، حدیث[14] میں ہے کہ اپنے نطفوں کیلئے (عمدہ محل دیکھ کر) پسند کرو اسلئے کہ عورتیں دیکھئے جنتی ہیں اپنے بھائیوں اور اپنی بہنوں کی مانند (یعنی نیک بخت اور شریف خاندان کی عورت سے نکاح کرو۔ اسلئے کہ اولاد میں ننھیال کی مشابہت ہوتی ہے اور گو باپ کا بھی اثر ہوتا ہے مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا اثر زیادہ ہوتا ہے تو اگر ماں ایسے لوگوں میں سے ہوگی جو بداخلاق ہیں اور دیندار اور شریف نہیں ہیں تو اولاد بھی ان ہی لوگوں کی مثل پیدا ہوگی ورنہ اولاد اچھی اور نیک بخت ہوتی)، رواہ ابن عدی و ابن عساکر عن عائشۃ رض موفوعا بلفظ تخیروا لنطفکم فان النساء یلدن اشباہ اخوانھن و اخواتھن، حدیث[15] میں ہے کہ سب سے بڑا حق لوگوں میں خاوند کا ہے عورت پر اور مرد پر سب سے بڑا حق لوگوں میں اسکی ماں کا ہے (یعنی بعد اللہ و رسول کے حقوق کے عورت کے ذمہ خاوند کا بہت بڑا حق ہے حتی کہ اسکے ماں باپ سے بھی خاوند کا زیادہ حق ہے، اور مرد کے ذمہ سب سے زیادہ حق بعد اللہ و رسول کے حق کے ماں کا حق ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے ذمہ ماں کا حق باپ سے بڑھ کر ہے) رواہ الحاکم عن عائشۃ رض مرفوعاً بلفظ

[14] رواہ مسلم وغیرہ ۱۲ [15] رواہ الطبرانی ۱۲

اعظم الناس حقا علی المرأة زوجها واعظم الناس حقا علی الرجل امہ وسندہٗ صحیح ۔ حدیث میں ہے اگر کوئی تم میں کا ارادہ کرے اپنی بیوی سے ہمبستری کا تو کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا تو اگر ان کی تقدیر میں کوئی بچہ مقدر ہوگا اس صحبت سے نہ ضرر دیگا اسکو شیطان کبھی۔ حدیث ۔ ایک لانبی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا (اولم ولو بشاة) یعنی ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری ہو مطلب یہ ہے گو تھوڑا ہی سامان ہو مگر دینا چاہئے ۔ بہتر یہ ہے کہ عورت سے ہمبستری کرنے کے بعد ولیمہ کیا جاوے گو بہت علماء نے صرف نکاح کے بعد بھی جائز فرمایا ہے اور ولیمہ مستحب ہے ۔

طلاق کی مذمت (برائی) کا بیان

حدیث میں ہے اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ رواہ الحاکم وابوداؤد وابن ماجۃ عن ابن عمر مرفوعا وسندہٗ صحیح یعنی زیادہ مبغوض اور زیادہ بری چیز حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک طلاق ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ طلاق حاجت کے وقت جائز رکھی گئی ہے اور حلال ہے ۔ مگر بلا حاجت بہت بری بات ہے اسلئے کہ نکاح تو باہم الفت ومحبت اور زوج وزوجہ کی راحت کے واسطے ہوتا ہے اور طلاق سے یہ سب باتیں جاتی رہتی ہیں اور حق تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری ہوتی ہے ۔ ایک دوسرے کو کلفت ہوتی ہے باہم عداوت ہوتی ہے نیز اسکی وجہ سے بیوی کے اور اہل قرابت سے بھی عداوت پڑتی ہے ۔ جہانتک ہوسکے ہرگز ہرگز ایسا قصد نہ کرنا چاہئے ۔ میاں بیوی کو معاملات میں باہم ایک دوسرے کی برداشت چاہئے اور خوب محبت سے رہنا چاہئے جب کوئی صورت نباہ کی نہ ہو تو مضائقہ نہیں خوب سمجھ لو ۔ حدیث میں ہے کہ نکاح کرو اور طلاق نہ دو (یعنی بلا وجہ) اسلئے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا ہے بہت مزہ چکھنے والے مردوں اور بہت مزہ چکھنے والی عورتوں کو (یعنی اللہ پاک کو یہ بات پسند نہیں کہ طلاق ہو بلا ضرورت اور میاں دوسرا نکاح کرے اور بی بی دوسرا نکاح کرے ۔ ہاں اگر کوئی ضرورت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں) حدیث میں ہے کہ نہ طلاق دی جاویں عورتیں مگر بدچلنی سے ۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا بہت مزہ چکھنے والے مردوں اور بہت مزہ چکھنے والی عورتوں کو (اس سے معلوم ہوا کہ اگر اس کی پارسائی اور پاکدامنی کے باب میں کوئی خلل ہو جائے تو اس کی وجہ سے طلاق دیدینا درست ہے اسی طرح اور بھی کوئی سبب ہو تو کچھ حرج نہیں) حدیث میں ہے نکاح کرو اور طلاق نہ دو اسلئے کہ طلاق دینے سے عرش ہلتا ہے ۔ حدیث میں ہے کہ شیطان اپنے تخت کو پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے (لوگوں کے بہکانے کو) پس زیادہ قریب ان (لشکروں) کے لوگوں میں (کا) از روئے رتبہ کے وہ شخص ہوتا ہے جو ان میں سب سے بڑا ہو از روئے فتنہ کے (یعنی بڑا محبوب شیطان کو وہ شخص ہوتا ہے جو بہت بڑا فتنہ برپا کرے) آتا ہے (اس کے پاس) ایک ان میں کا پھر کہتا ہے میں نے یہ کیا اور یہ کیا (یعنی یہ فتنہ برپا کیا اور یہ فتنہ برپا کیا) سو کہتا ہے شیطان تو نے کچھ نہیں کیا (یعنی تو نے کوئی بڑا کام نہیں کیا) اور آتا ہے

لہ رواہ احمد وغیرہ لہ متفق الیہ ۱۲ لہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نام کے لئے قرض لیکر تمام اقارب اور برادری کو مدعو کرنا صرف یہی نہیں کہ پسندیدہ نہیں ہے بلکہ احادیث میں اسکی برائی آئی ہے۔ لہٰذا جو کچھ بھی اپنے پاس ہو اسی پر اکتفا کرنی چاہئے ۱۲

ایک ان میں کا۔ پس کہتا ہے نہیں چھوڑا میں نے فلاں شخص کو یہانتک کہ جدائی کردی میں نے اُس (شوہر) کے اور اس کی بیوی کے درمیان۔ سو قریب کرلیتا ہے اس شخص کو اپنی ذات سے۔ یعنی اپنے گلے لگالیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو نے بہت بڑا کام کیا (یعنی شیطان کو بہت بڑی خوشی یہ ہے کہ میاں بی بی میں جدائی کرادی جاوے۔ لہذا جہاں تک ہوسکے مسلمان شیطان کو خوش نہ کرے)، حدیث میں ہے کہ جو عورت خود طلاق طلب کرے بغیر سخت مجبوری کے تو جنت کی خوشبو اس پر حرام ہے (یعنی سخت گناہ ہوگا۔ گو بشرطِ اسلام پر خاتمہ ہونے کے اپنے اعمال کا بدلہ بھگت کر آخر کو جنت میں داخل ہوجاویگی) حدیث میں ہے کہ منتزعات اور مختلعات وہ منافقات ہیں (منتزعات وہ عورتیں جو اپنی ذات کو مرد کے قبضہ سے نکالیں شرارت کرکے یعنی ایسی حرکتیں کریں جس سے مرد ناراض ہوکر طلاق دیدے، اور مختلعات وہ عورتیں جو خاوندوں سے بلا مجبوری خلع طلب کریں، اور منافقات سے مراد یہ ہے کہ خصلت منافقوں کی سی ہے کہ ظاہر کچھ اور باطن کچھ۔ ظاہراً تو نکاح ہمیشہ کیلئے ہوتا ہے اور یہ اس میں جدائی طلب کرتی ہیں اسلئے گنہگار ہونگی گو کافر نہ ہونگی)۔

قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت کا بیان

حدیث میں ہے کہ جس وقت چاہے کوئی تم میں کا اپنے پروردگار سے گفتگو کرنا۔ سو چاہئے کہ قرآن پڑھے (یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرنا گویا حق تعالیٰ سے بات چیت کرنا ہے)، زیادہ غنی لوگوں میں قرآن کے اٹھانے والے ہیں (یعنی) وہ لوگ کہ جن کے سینہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کو (یعنی قرآن کو) رکھا ہے (مطلب یہ ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اس سے بڑھ کر کوئی غنی نہیں۔ اس پر عمل کرنے کی برکت سے حق تعالیٰ باطنی غنا مرحمت فرماتے ہیں اور ظاہری کشایش بھی میسّر ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کثرت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آتا تھا (دنیاوی حاجتوں کے لئے) سو کہا حضرت عمر رض نے اُس مرد سے کہ جا اور پڑھ خدا کی کتاب (یعنی قرآن مجید) سو چلا گیا وہ مرد پس نہ پایا اس کو حضرت عمر رض نے۔ پھر آپ اس سے ملے اور آپ اس کے شاکی ہوئے (یعنی اس وجہ سے کچھ شکایت فرمائی۔ کہ تمہاری ہم کو تلاش تھی بلا اطلاع کہاں چلے گئے۔ جب کوئی کثرت سے آمد و رفت رکھتا ہو پھر دفعۃً آنا چھوڑ دے تو انساں کو فکر ہو ہی جاتی ہے کہ نہ معلوم کہاں چلا گیا۔ کس حال میں ہے)، سو اس نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے اللہ کی کتاب میں وہ چیز پالی جس نے مجھے عمر رض کے دروازے سے غنی اور بے پرواہ کردیا (یعنی قرآن مجید میں ایسی آیت مل گئی جس کی برکت سے میری نظر مخلوق سے ہٹ گئی اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ ہوگیا تمہارے پاس دنیا کی حاجت کے لئے آتا تھا اب آکر کیا کروں۔ غالباً مراد اس سے اس قسم کے مضامین ہوں گے جو اس آیت میں مذکور ہیں وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ط (یعنی تمہاری روزی آسمان ہی میں ہے اور جس چیز کا تم وعدہ کئے گئے ہو وہ بھی آسمان ہی میں ہے)، یعنی تمہاری روزی وغیرہ سب کاموں کا بندوبست ہمارے ہی دربار سے ہوتا ہے پھر دوسری

طرف متوجہ ہونے سے کیا نتیجہ۔ حدیث[۲۴] میں ہے کہ افضل عبادت قرآن کی قرأۃ ہے[لہ] (یعنی بعد فرائض کے تمام نفل عبادت میں قرآن پڑھنا افضل ہے۔ حدیث[۲۵] میں ہے کہ تعظیم کرو قرآن کے یاد رکھنے والوں کی جس نے ان کی تعظیم کی پس بیشک اس نے میری[ملہ] تعظیم کی (اور آپ کی تعظیم کا واجب ہونا ظاہر ہے)۔ حدیث[۲۶] میں ہے تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جنھوں نے قرآن[سہ] پڑھا اور قرآن پڑھایا۔ حدیث میں ہے جس نے قرآن پڑھایا اور عمل کیا اس چیز پر جو اس میں ہے (یعنی اس کے احکام پر عمل کیا) پہنائے جاویں گے اس کے والدین کو تاج قیامت کے دن جس کی روشنی زیادہ عمدہ ہوگی آفتاب کی روشنی سے دنیا کے مکانوں میں جب کہ وہ آفتاب تم میں ہو (یعنی دنیا میں جب کہ تمہارے گھروں میں آفتاب روشن ہو جیسی اسکی روشنی ہوتی ہے اس سے بڑھ کر اس تاج کی روشنی ہوگی)، پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے ثواب کے بارہ میں جس نے (خود) عمل کیا اس پر (یعنی قرآن پر جس نے عمل کیا اس کا کیا کچھ بڑا درجہ ہوگا جب کہ اس کے طفیل سے اس کے والدین کو یہ رتبہ عنایت ہوا)۔ حدیث[۲۹] میں ہے جس نے قرآن پڑھا پھر خیال کیا اس نے کہ کوئی خدا کی مخلوق میں سے اس نعمت سے بڑھ کر نعمت دیا گیا ہے جو اسکو ملی ہے۔ سو بیشک حقیر کر دیا اس نے اس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے بڑا کیا ہے اور بڑھا دیا اس چیز کو جسے اللہ نے حقیر کیا ہے نہیں زیبا ہے قرآن جاننے والے کو تیزی کرنا اس شخص سے جو اس سے تیزی کرے اور نہ جہالت کرنا اس شخص سے جو (اس سے) جہالت کرے اور (ایسا نہ کرے) لیکن معاف کرے اور درگذر کرے بسبب[لہ] عزت قرآن کے (یعنی اہل علم اور قرآن کے جاننے والوں کو چاہئے کہ دنیا کی تمام نعمتوں سے قرآن کے علم کو اعلیٰ اور افضل سمجھیں۔ اگر انہوں نے قرآن کے علم سے بڑھ کر کسی چیز کو سمجھا تو جس چیز کو خدا نے بڑا کیا تھا اس کو حقیر کر دیا۔ اور حالم جس چیز کو بڑا کرے اس کا حقیر کرنا کس قدر بڑا جرم ہے اور اہل قرآن کو چاہئے کہ لوگوں سے جہالت اور بد اخلاقی سے پیش نہ آویں کہ قرآن کی عزت اور عظمت اسی بات کو چاہتی ہے اور اگر ان سے کوئی جہالت کرے تو اس کی جہالت کو معاف کریں)، حدیث[۷] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرآن زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ کو آسمانوں سے اور زمین سے اور ان لوگوں سے جو ان (آسمانوں اور زمین) میں ہیں (یعنی قرآن مجید کا درجہ تمام مخلوق سے اعلیٰ ہے اور قرآن مجید خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا ہے۔ رواہ ابو نعیم عن ابن عمر مرفوعاً بلفظ القرآن احب الی اللہ من السمٰوٰت والارض ومن فیھن)، حدیث[لگہ] میں ہے جس نے سکھائی کسی اللہ کے بندے کو ایک آیت خدا کی کتاب کی سو وہ (یعنی سکھانے والا) آقا ہو گیا اس (پڑھنے والے) کا۔ نہیں لائق ہے اس (طالب علم) کو اس کی مدد نہ کرنا موقع پر اور اس (استاد) پر کسی دوسرے کو ترجیح دینا جس کا رتبہ استاد سے بڑا نہ ہو، پس اگر وہ (یعنی طالب علم) ایسا کرے تو اس نے توڑ دیا ایک حلقہ کو اسلام کے حلقوں میں[۵ھ] سے (یعنی

لہ کنز العمال ۱۲ ملہ رواہ الدیلمی ۱۲ سہ رواہ ابن مردویہ وابن الفرلیس ۱۲ لگہ رواہ الخطیب ۱۲ ۵ھ من علم عبداً آیۃ من کتاب اللہ فہو مولاہ لا ینبغی لہ ان یخذلہ ولا یستاثر علیہ فان ہو فعلہ قصم عروۃ من عری الاسلام رواہ ابن عدی والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی وابن النجار عن ابی امامۃ مرفوعاً ونقل السخاوی ۱۲

صن الی قولہ مولاہ وسکت علیہ والبیہقی الی قولہ ولستاثر علیہ وقال رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ عبید بن زربن الازرقی ولم ارمن ذکرہ قلت الظاہر ان الطبرانی اطلع علیہ ولم یتکلم علیہ لثقتہ عندہ وکثیر من الرواۃ تکلم الطبرانی فیہم فسکوتہ عنہ یدل علی ما ذکرنا ۱۲

ایسی حرکت کرنے سے اس نے اسلام میں بڑا فتنہ ڈالا اور بڑے عظیم الشان شریعت کے حکم کی تعمیل نہ کی جس کی بے برکتی اور سزا کا دارین میں سخت اندیشہ ہے۔ حدیث[۳۲] میں ہے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے میری امت سے وہ شخص جس نے نہ بزرگی کی ہمارے بڑے کی اور نہ رحم کیا ہمارے چھوٹے پر اور نہ پہچانا ہمارے عالم کا حق اور عالم کے اندر قرآن کے پڑھنے اور پڑھانے والے بھی آ گئے اور مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص جس کی یہ حالت ہو ہماری جماعت سے خارج ہے اور اس کا ایمان ضعیف ہے لہذا بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم کرنا اور علماء کے حق کو پہچاننا اور اُن کی تعظیم و خدمت کرنا ضرور چاہئے۔ رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس من امتی من لم یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہ واسنادہ حسن، حدیث[۳۳] میں ہے جس نے قرآن پڑھا اور اُس کی تفسیر اور اُس کے معنی سمجھے اور اس پر عمل نہ کیا تو دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بنایا (یعنی قرآن پڑھ کر اس پر عمل نہ کرنا بہت بڑا سخت گناہ ہے مگر جاہل لوگ خوش نہ ہوں کہ ہم نے پڑھا ہی نہیں سو ہم اگر اس کے احکام پر عمل نہ کریں گے تو کچھ مضائقہ نہیں اسلئے کہ ایسے جاہل کو دو گناہ ہونگے ایک علم حاصل نہ کرنے کا دوسرا عمل حاصل نہ کرنے کا)، حدیث[۳۴] میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ تحقیق فلاں (شخص) تمام رات قرآن پڑھتا ہے پھر جب صبح قریب ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے آپ نے فرمایا عنقریب اس کو روک دے گا اس کا قرآن پڑھنا (یعنی قرآن کی تلاوت کی برکت سے یہ حرکت چھوٹ جاوے گی) رواہ سعید بن منصور عن جابر بلفظ قیل یا رسول اللہ ان فلانا یقرأ اللیل کلہ فاذا اصبح سرق قال ستنہاہ قرأتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قرآن شریف پڑھے اور اس کو حفظ کرے اور اس کے حلال کو حلال سمجھے اور اس کے حرام کو حرام سمجھے داخل کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں اور شفاعت قبول کرے گا اُس کی دس آدمیوں کے حق میں اس کے خاندان والوں میں سے کہ ان میں سب کے سب ایسے ہوں گے کہ ان کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔ حدیث[۳۵] میں ہے کہ جس نے سنا ایک حرف خدا کی کتاب سے باوضو لکھی جائیں گی اس کے لئے دس نیکیاں (یعنی دس نیکیوں کا ثواب) اور دُور کر دیئے جائیں گے اسکے دس گناہ اور بلند کئے جاویں گے اس کے دس درجے اور جس نے پڑھا ایک حرف اللہ کی کتاب سے نماز میں بیٹھ کر (یعنی جب کہ نماز بیٹھ کر پڑھے اور نماز نفل مراد ہے اسلئے کہ فرض نماز بغیر عذر جائز نہیں اور عذر کے ساتھ جائز ہے سو عذر کے ساتھ جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو کھڑے ہونے کے برابر ثواب ملتا ہے ہاں نفل نماز بھی اگر کسی عذر سے بیٹھ کر پڑھے تو کھڑے ہونے کی برابر ثواب ملتا ہے) تو لکھی جاویں گی اس

کے لئے پچاس نیکیاں (یعنی اس قدر نیکیوں کا ثواب) اور دور کردیئے جاویں گے اس کے پچاس گناہ اور بلند کئے جاویں گے اس کے لئے پچاس درجے اور جس نے پڑھا اللہ کی کتاب (میں) سے ایک حرف کھڑی ہو کر لکھی جاویں گی اس کے لئے سو نیکیاں اور دور کئے جاویں گے اس کے سو گناہ اور بلند کئے جاویں گے اس کے سو درجے اور جس نے قرآن پڑھا اور اس کو ختم کیا لکھے گا اللہ تعالیٰ اپنے پاس اس کے لئے ایک دُعا جو فی الحال مقبول ہو جاوے یا بعد چندے مقبول ہو[۳۶]۔ حدیث میں ہے جس نے قرآن پڑھا اور پروردگار کی حمد کی اور درود بھیجا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور مغفرت مانگی اپنے پروردگار سے سو بیشک اس نے بھلائی کو مانگ لیا اُس کے مقام سے۔ مطلب یہ ہے کہ بھلائی کو اس کی جگہ سے طلب کرلیا۔ یعنی جو طریق دعا کی قبول ہونے کا تھا اس کو برتا جس سے دعا جلد قبول ہونے کی امید ہے اور خدا کی تعریف میں خواہ الحمد للہ کہے یا کوئی اسی معنی کا کلمہ اور قرآن کی تلاوت کے بعد اس خاص طریقہ سے دعا مانگنا قبولیت میں خاص اثر رکھتا ہے[۳۷] جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ حدیث[۳۸] میں ہے کہ اپنی عورتوں کو سورۂ واقعہ سکھلاؤ اس لئے کہ بیشک وہ سورۃ تونگری کی ہے[۳۹]۔ (یعنی اس کے پڑھنے سے تونگری میسر ہوتی ہے اور ضروری خرچ اچھی طرح میسر ہو جاتا ہے اور غنائے باطن بھی میسر ہوتا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص سورۂ واقعہ ہر شب کو پڑھے تو اُس کو تنگی رزق کبھی نہ ہوگی اور عورتیں چونکہ ضعیف القلب ہوتی ہیں ذرا سی تنگی میں بہت پریشان ہو جاتی ہیں اس لئے ان کی خصوصیت فرمائی ہے ورنہ اس کا پڑھنا غنا کے حاصل ہونے کے لئے سب کو مفید ہے خواہ مرد ہو یا عورت)۔ حدیث[۴۰] میں ہے کہ زیادہ اچھا لوگوں میں قرآن پڑھنے کے اعتبار سے وہ شخص ہے کہ جس وقت وہ قرآن پڑھے تو یہ سمجھے کہ وہ خدا سے ڈر رہا ہے[۴۱]۔ (یعنی تلاوت کرنے والے کو دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ خدا سے ڈر رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس طرح اہتمام سے پڑھے جیسے کہ ڈرنے والا اہتمام سے کلام کرتا ہے کہ کوئی حرکت حاکم کے سامنے بے موقع نہ ہو جاوے اور قرآن مجید کے پڑھنے کا عمدہ طریق یہ ہے کہ باوضو قبلہ کی طرف بیٹھ کر عاجزی سے تلاوت کرے اور سمجھے کہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہا ہوں اور اگر معنی جانتا ہو تو معنی میں غور کرے اور جہاں رحمت کی آیت آوے وہاں رحمت کی دعا مانگے اور جہاں عذاب کا ذکر ہو وہاں دوزخ سے پناہ مانگے اور جب تمام کر چکے تو خدا کی حمد اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھ کے مغفرت طلب کرے اور جو چاہے دعا مانگے اور پھر درود شریف پڑھے اور حتی المقدور قرآن پڑھنے میں دوسرا خیال نہ آنے دے۔ اگر کوئی خیال آوے تو ادھر توجہ نہ کرے وہ خیال خود جاتا رہے گا اور تلاوت کے وقت لباس بھی جہانتک ہو سکے صاف پہنے۔)

ؔ۳۶ مستفاد من [illegible] ۱۲ ؔ۳۷ رواہ [illegible] ۱۲ ؔ۳۸ رواہ [illegible] عن انس [illegible] ؔ۳۹ رواہ ابن عدی [illegible] ۱۲

ؔ۴۰ رواہ ابن عدی والبیہقی ۱۲ ؔ۴۱ رواہ البیہقی بسند ضعیف ولفظہ من قرأ القرآن وحمد الرب وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

مسئلے (۱) طلاق دینے کے (جب کسی ضرورت سے طلاق دی جاوے) تین طریقے ہیں۔ ایک بہت اچھا دوسرا اچھا تیسرا بدعت اور حرام۔ سو بہت اچھا طریق یہ ہے کہ مرد بیوی کو پاکی کے زمانہ میں (یعنی ایسے وقت جس میں حیض وغیرہ سے عورت پاک ہو) ایک طلاق دے مگر یہ بھی شرط ہے کہ اس تمام پاکی کے زمانہ میں صحبت نہ کی ہو اور عدت گذرنے تک پھر کوئی طلاق نہ دے (عدت گذرنے سے خود ہی نکاح جاتا رہیگا۔ ایک سے زیادہ طلاق دینے کی حاجت نہیں۔ اسلئے کہ طلاق سخت مجبوری میں جائز رکھی گئی ہے۔ لہٰذا بقدر ضرورت کافی ہے بہت سی طلاقوں کی کیا حاجت ہے۔) اور اچھا طریق یہ ہے کہ اس کو تین پاکی کے زمانوں میں تین طلاق دے (دو حیضوں کے درمیان جو پاکی رہتی ہے اس کو ایک زمانہ کی پاکی کہتے ہیں سو ہر پاکی کے زمانہ میں ایک طلاق دے) اور ان پاکی کے زمانوں میں بھی صحبت نہ کرے۔ اور بدعت اور حرام طریق وہ ہے جو ان دونوں صورتوں کے خلاف ہو۔ مثلاً تین طلاق یکبارگی دیدے یا حیض کی حالت میں طلاق دے یا جس پاکی میں صحبت کی تھی اس میں طلاق دی تو اس اخیر قسم کی سب صورتوں میں گو طلاق واقع ہو جاوے گی مگر گناہ ہوگا۔ خوب سمجھ لو اور یہ سب تفصیل اس صورت میں ہے کہ عورت سے صحبت یا خلوت صحیحہ ہوئی ہو اور جس سے ایسا اتفاق نہ ہوا ہو۔ اس کا حکم ابھی آگے آتا ہے۔ (۲) جس عورت سے نکاح کرلیا مگر صحبت نہیں کی ایسی عورت کو خواہ حیض کے زمانہ میں طلاق دے یا پاکی کے زمانہ میں ہر طرح درست ہے مگر ایک طلاق دے۔ (**نوٹ**) دستور العمل تدریس حصہ ہذا حصہ پنجم کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

ضمیمہ ثانیہ بہشتی زیور حصہ چہارم مسمّٰی بہ تصحیح الاغلاط

ضمیمہ ثانیہ کو عوام نہ پڑھیں

اصل ص۲ چاہئے صاف لفظوں میں الخ۔ **تحقیق** مطلب یہ ہے کہ جب طلاقیں تین پڑجائیں گی خواہ صاف لفظوں سے پڑیں یا گول لفظوں سے حرمت مغلظہ ثابت ہو جائے گی اور یہ امر کہ گول لفظوں کی تکرار سے کب تین طلاقیں ہونگی کب نہ ہونگی اس سے اس جگہ بحث نہیں پس اس پر وہ شبہ واقع نہیں ہوتا جو اس پر کیا گیا ہے۔ اور نہ اس جواب کی ضرورت ہے جو دیا ہے۔ وہ شبہ اور اس کا جواب "الامداد" بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ ص۳۲ میں شائع ہوا ہے۔ اصل ص۳۵ کسی نے یوں کہا کہ تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں الخ۔ **تحقیق** عالمگیری میں ہے لو قال ان وطئتك وطئت امي فلا شئ عليه كذا في غاية السراجي اور مولوی احمد حسن صاحب نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے ان دونوں صورتوں کا یہ حکم کہ اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا اس حالت میں ہے جب کہ کچھ نیت نہ ہو۔ اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق پڑجائے گی اور جو نیت ظہار کی ہو تو ظہار ہو جاوے گا۔ انتہی۔ اور ترجیح الراجح حصہ سوم مطبوعہ مطبع قیومی میں مولانا نے عدم وقوع طلاق مطلقاً ہی کو ترجیح دی ہے۔ لیکن اس میں مراجعت

۵

ساہ الطلاق علی ثلاثۃ اوجہ حسن واحسن وبدعی فالاحسن ان یطلق الرجل امرأتہ طلقۃ واحدۃ فی طہر لم یجامعہا فیہ ویترکہا حتی تنقضی عدتہا والحسن ہو طلاق السنۃ وہو ان یطلق المدخول بہا ثلاثا فی ثلاثۃ اطہار وطلاق البدعۃ ان یطلقہا ثلاثا فی طہر واحد فاذا فعل ذلک وقع الطلاق وکان عاصیا ۱۲ ہدایہ ص۳۳۴-۳۳۵ ج۲ ۔ ۲ باب تین طلاق دینے کا بیان ۱۲ ص۳ مسئلہ نمبر ۱۳-۱۲

الی العلماء کا بھی مشورہ دیا ہے فلیتحقق۔ اصل صـ۵۳ اگر یوں کہا تو میرے لئے ماں کی طرح الخ تحقیق اس صورت میں اگر ایلاء کی نیت کی ہے تو ایلاء ہو جاوے گا۔ فی العالمگیریۃ اذا قال انت علی حرام کامی ونوی الطلاق او الظھار او الایلاء فھو علی مانوی وان لم ینو شیئا یکون ظھارا فی قول محمد وذکر الخصاف الصحیح من مذھب ابی حنیفۃ ما قال محمد کذا فی فتاوی قاضیخان۔ عالمگیریۃ۔ اصل صـ نکاح ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی و صـ میاں پردیس میں ہے الخ۔ تحقیق۔ ان دونوں مسئلوں پر بعض عوام اعتراض کیا کرتے ہیں لہذا ضرورت ہے کہ ان کی ضروری توضیح کر دی جاوے۔ توضیح مسئلہ اوّل۔ نکاح ہو گیا لیکن (رواج کے موافق) رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا پیدا ہو گیا (اور شوہر انکار نہیں کرتا کہ بچہ میرا نہیں ہے) تو وہ لڑکا شوہر ہی سے ہے حرامی نہیں۔ (کیونکہ ممکن ہے کہ کسی طریق سے خفیہ طور پر خاوند بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو اور گھر والوں کو یا غیروں کو اسکی خبر نہ ہوئی ہو) اور اس کا حرامی کہنا درست نہیں (کیونکہ یہ بلا حجت شرعی مرد کو جھٹلانا اور عورت پر زنا کی تہمت لگانا ہے ہاں) اگر شوہر کا نہ ہو اور وہ جانتا ہو کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے اور میں اس عورت کے پاس نہیں گیا) تو انکار کرے۔ انکار کرنے پر (چونکہ وہ عورت پر زنا کا الزام لگاتا ہے اگر عورت اس الزام کو تسلیم نہ کرے اور لعان کی شرائط پائی جاویں تو) لعان کا حکم ہوگا (اور بعد تحقیق لعان بچہ کا نسب شوہر سے منقطع کر دیا جاوے گا) اس توضیح کے بعد مطلب بہشتی زیور بالکل صاف ہو گیا اور اس پر کسی شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ توضیح مسئلہ دوم میاں پردیس میں ہے اور مدت ہو گئیں برسیں گذر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا تب بھی وہ حرامی نہیں بلکہ اسی شوہر کا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کسی وقت چھپ کر اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو اور اس کے آنے کی خبر کسی کو نہ ہوئی ہو۔ جیسے اشتہاری لوگ چھپکر اپنے گھر آجاتے ہیں اور لوگوں کو ان کے آنے کی خبر نہیں ہوتی۔ یا بذریعہ کسی عمل مثل تسخیر جن وغیرہ کے یا بذریعہ کرامت کسی بزرگ کے وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو۔ یا اپنی بیوی کو اپنے پاس بلا لیا ہو اور کسی کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو۔ پس جب کہ خاوند اس بچہ کے اپنا بیٹا ہونے سے انکار نہیں کرتا تو گویا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے صحبت کی ہے اور یہ شبہ کہ وہ تو پردیس میں تھا کیسے صحبت کر سکتا ہے اس لئے صحیح نہیں ہے کہ بذریعہ کرامت یا بذریعہ جن وغیرہ کے ایسا ہونا ممکن ہے تو شوہر کو جھوٹا نہ کہا جاوے گا، اور بچہ کو حرامی نہ کہا جاوے گا۔ البتہ چونکہ شوہر کو علم ہے کہ میں نے صحبت کی ہے یا نہیں اس لئے اس کو انکار کا حق حاصل ہے اس بناء پر اگر وہ خبر پاکر انکار کرے گا (تو چونکہ اس انکار میں عورت پر زنا کا الزام ہے اسلئے اگر زوجہ زنا سے انکار کرے اور دیگر شرائط لعان پائی جاتی ہیں، تو لعان کا حکم ہوگا (اور بعد لعان کے بچہ کا نسب شوہر سے منقطع کر دیا جائے گا) اس توضیح کے بعد دوسرے مسئلہ پر بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ یہ مختصر توضیح تھی ان دونوں مسئلوں کی

جو انشاء اللہ سمجھدار اور غیر متعصب حضرات کی تشفی کے لئے کافی ہے۔ اگر کسی کو زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو رسالہ
رفع الارتیاب مصنفہ مکرمی مولوی عبداللہ صاحبؒ منگا کر دیکھئے۔ اس میں زیادہ تفصیل ملے گی۔ نیز ان مسائل
پر شبہ اور اس کا جواب حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کی طرف سے تتمہ اولیٰ امداد الفتاویٰ ص۴۳ میں مذکور ہے
اس کو بھی دیکھ لیا جاوے۔ آخر میں کہا جاتا ہے کہ رافض خذلہم اللہ بھی بہشتی زیور کے یہ مسائل جاہل لوگوں
کو دکھلا کر ان کو مذہب اسلام سے نفرت دلانا چاہتے ہیں اور اس طرح دھوکہ دے کر مذہب رفض کا پابند کرنا
چاہتے ہیں کہ جو منافق یہودیوں کا بنایا ہوا دین ہے اور جاہل چونکہ نہ اپنے مذہب سے واقف ہوتے ہیں نہ
رافضیوں کے۔ اسلئے وہ پریشان ہو جاتے ہیں اور ان کو جواب نہیں بن پڑتا۔ اسلئے کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی رافضی
ان مسائل میں گفتگو کرے تو ان کو چاہئے کہ وہ بہشتی زیور کا مطلب سمجھا کر ان کے اعتراض کو دفع کریں اور ان
سے کہیں کہ تمہارے مذہب میں یہ تین مسئلے بہشتی زیور سے زیادہ قابل اعتراض ہیں ان کا جواب دو۔ مسئلہ اوّل

لطہ احقر شبیر علی عفی عنہ عرض رساہے کہ چونکہ یہ مضمون خود حضرت حکیم الامۃ مولانا صاحب نور اللہ مرقدہ کا تحریر فرمایا ہوا ہے
اسلئے اس کو بھی یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوا۔ ان دونوں تحریروں کے مطالعہ کے بعد طالب حق کی انشاء اللہ پوری
تسلی ہو جاوے گی۔ اسلئے رسالہ رفع الارتیاب کو اس میں شامل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی ورنہ وہ شامل کر دیا جاتا۔ اب
امداد الفتاویٰ سے سوال و جواب بجنسہٖ نقل کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو صفحہ ہذا

سوال بہشتی زیور حصہ چہارم کے بیان لڑکے کے حلالی ہونے کے آخری دو مسئلوں (نکاح ہو گیا لیکن ابھی
رخصتی نہیں ہوئی تھی الخ) و (میاں پردیس میں ہے اور مدت ہو گئی برسیں گذر گئیں الخ) پر لوگ مختلف خیال والے
اعتراض کر رہے ہیں۔ براہ عنایت ہر دو مسائل کا مشرح و مدلل حال تحریر فرمائیے۔ تاکہ معترضین کو چپ
کیا جائے۔ الجواب السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اب تک جس نے اس بارہ میں زبانی یا تحریری دریافت کیا اعتراض
کے رنگ میں دریافت کیا۔ اسلئے خطاب کرنے کو جی نہ چاہا۔ آپ کے الفاظ سے چونکہ سمجھنے کا قصد معلوم ہوتا ہے
اس لئے جواب لکھتا ہوں ذرا غور سے سمجھئے۔ بہشتی زیور کے ان مسئلوں کا یہ مطلب نہیں کہ بدون صحبت کے حمل
رہ جاتا ہے اور وہ حمل اس شوہر کا ہو جاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان صورتوں میں اوپر کے دیکھنے والوں کو خود
اسی کا یقین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں کہ ان میں صحبت نہیں ہوئی۔ پس ان کو شرعًا یہ اجازت نہیں کہ محض ظاہری
دوری کو زن و شوہر میں دیکھ کر یہ کہدیں کہ جب ہمارے علم میں ان کے درمیان صحبت واقع نہیں ہوئی تو واقع میں
بھی صحبت نہیں ہوئی اور یہ حمل حرام کا ہے۔ اور یہ عورت حرامکار ہے اور یہ بچہ ولد الحرام ہے۔ پس دیکھنے والوں
کو یہ حکم لگانے کا حق نہیں۔ کیونکہ کسی کو حرامکار یا حرامزادہ کہنا بہت بڑی تہمت ہے اور گناہ عظیم ہے۔ اس کا
منہ سے نکالنا بدون دلیل قطعی کے جائز نہیں۔ بلکہ جب تک بعید سے بعید احتمال بھی وقوع صحبت کا رہے گا

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاخانہ کے مقام میں صرف حشفہ داخل کردے اور انزال ہو جاوے اور اس عورت کے اس وقت سے چھ مہینے بعد انتہائی مدت حمل سے پہلے بچہ پیدا ہوا ہو تو وہ بچہ خاوند ہی کا ہے بتلاؤ کہ پاخانہ کے مقام میں صحبت کرنے سے رحم میں نطفہ کیسے پہنچ گیا۔ دوسرا مسئلہ۔ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے پاخانہ کے مقام میں حشفہ داخل کردے اور انزال بھی نہ ہو تب بھی بچہ خاوند ہی کا ہوگا بشرطیکہ وہ چھ مہینے کے بعد اور انتہائی مدت حمل سے پہلے پیدا ہوا ہو۔ بتلاؤ کہ پاخانہ کے مقام میں صحبت کرنے سے اور وہ بھی بغیر انزال ہوئے حمل کیسے قرار پاگیا۔ تیسرا مسئلہ۔ اگر کوئی مرد اپنی عورت سے آگے کی راہ سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو تب بھی جو بچہ پیدا ہوگا وہ خاوند ہی کا ہوگا۔ بشرطیکہ وہ چھ مہینے کے بعد اور انتہائی مدتِ حمل سے پہلے پیدا ہوا ہو۔ بتلاؤ کہ بدون انزال کے حمل کیسے رہ گیا۔ ان مسئلوں کا جواب ان سے کچھ نہ بن پڑے گا اور وہ قیامت

یوں سمجھیں گے کہ شاید یہی بعید صورت صحبت کی واقع ہوئی ہو اور دوسروں کو اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو' اور وہ بعید احتمال یہاں دو ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ کسی بزرگ کی کرامت سے زن و شوہر ایک جگہ جمع ہوگئے ہوں اور وہاں میں صحبت واقع ہوئی ہو۔ دوسرے یہ کہ کسی جن نے دونوں کو ایک جگہ جمع کردیا ہو اور صحبت ہوگئی ہو۔ اور حمل رہ گیا ہو۔ اور بزرگوں کی کرامت اور جن کا تصرف اہل سنت وجماعت کے نزدیک شرعاً وعقلاً وقوعاً ثابت ہے اور گو اس کا احتمال بعید ہی ہو مگر ہم مسلمان عورت کو تہمت سے بچانے کے لئے اور بچہ کو عار سے بچانے کے لئے اس احتمال کو ممکن مانیں گے۔ اور یوں کہیں گے کہ شاید ایسی ہی صورت ہوئی ہو۔ اور بعض صورتوں میں ممکن ہے کہ شوہر ایسی طرح خفیہ آیا ہو کہ کسی کو خبر نہ ہو جیسے بعض اشتہاری مجرم رات کو اپنے گھر آجاتا ہے اور رات ہی کو چلا جاتا ہے اسلئے اس حمل کو اس شوہر کی طرف منسوب سمجھیں گے اور نسب کو ثابت مانیں گے البتہ خود شوہر کو اس کا علم قطعی ہو سکتا ہے کہ میں نے صحبت کی ہے یا نہیں۔ سو اس کو شرعاً مجبور نہیں کیا گیا کہ خواہ مخواہ تو اس بچہ کو اپنا ہی مان۔ بلکہ اس کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر تو نے صحبت نہیں کی ہے تو اس نسب کو نفی کر سکتا ہے۔ مگر چونکہ حاکم شرع کو کسی دلیل قطعی سے خود شوہر کا راست گو ہونا یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ احتمال ہے کہ کسی اور رنج وغصہ سے عورت کو بدنام کرتا ہو اس لئے اس کے نفی کرنے پر حاکم شرع سکوت نہ کریگا۔ بلکہ مقدمہ قائم کرکے لعان کا قانون نافذ کرے گا۔ پھر لعان کے بعد دوسروں کو بھی شرعاً اجازت ہے کہ اس بچہ کو اس شوہر کا نہ کہیں گے۔ کیونکہ قانون شرعی سے اس کا نسب قطع ہو چکا یعنی شرعاً جبر نہیں کہ اب بھی اسی کا مانو بلکہ قانوناً اس سے منقطع سمجھیں گے اور واقع کے اعتبار سے پھر بھی یوں کہیں گے کہ غیب کا علم خدا تعالیٰ کو ہے اسی طرح عورت کی نسبت کہیں گے کہ خدا کو خبر ہے کہ مرد سچا ہے یا عورت۔

۲۷ شعبان ۱۳۶۸ھ

الَّذِیْ کَفَرَ کا مصداق ہوں گے۔ لیکن اگر وہ انکار کریں اور کہیں کہ ہمارے مذہب میں یہ مسئلے نہیں ہیں تو ان سے کہو کہ یہ تینوں مسئلے شرح لمعہ ومشفیہ میں موجود ہیں اور عبارت اس کی یہ ہے یلحق الولد بالزوج الدائم نکاحہ بالدخول بالزوجۃ ومضی ستۃ اشھر ھلالیۃ من حین الوطی والمراد بہ علی مایظھر من اطلاقھم وصرح بہ المصنف فی قواعدہ غیبوبۃ الحشفۃ قبلا اودبرا وان لم ینزل۔ ولا یخلوذلک من اشکال ان لم یکن مجمعا علیہ للقطع بانتفاء التولد عادۃ فی کثیر من موارد ولم اقف علی شئ ینافی مانقلناہ ویعتمد علیہ وعدم تجاوز اقصے مدۃ الحمل وقد اختلف الاصحاب فی تحدیدہ فقیل تسعۃ اشھر وقیل عشرۃ وغایتہ ماقیل مافیہ عندنا ستۃ ومستند الکل مفھوم الروایات وعدل المصنؒ عن ترجیح قول لعدم دلیل قوی علی الترجیح ویمکن حمل الروایات علی اختلاف عادات النساء فان بعضھن تلد لتسعۃ وبعضھن لعشرۃ وقد یتفق نادرا بلوغ ستۃ واتفق الاصحاب علی انہ لایزید عن السنۃ مع انھم رووا ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حملت بہ امہ ایام التشریق واتفقوا علی انہ ولد فی شھر ربیع الاول فاقل مایکون لبثہ فی بطن امہ سنۃ وثلثۃ اشھر ومانقل احد من العلماء انہ من خصائصہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلفظہ۔

اس عبارت میں یہ تینوں مسئلے موجود ہیں اور لطف یہ ہے کہ خود صاحب کتاب کا اقرار ہے کہ یہ مسائل ضرور قابل اعتراض ہیں۔ ان صورتوں میں بچہ کا اس مرد سے پیدا ہونا عادۃً ناممکن ہے مگر کسی رافضی عالم کا قول مجھے ان کے مخالف نہیں ملا۔ ھذا مامن عندنا واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

نور محمدی بہشتی زیور

چوتھا حصہ مع ضمائم ختم ہوا

مندرجہ صـ۱۹ مطبوعہ نور محمدی

از ابو المظفر مولانا مولوی سعید احمد صاحب مد ظلہ مفتی اعظم مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور

مندرجہ ذیل سوال حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت اقدس میں روانہ کیا گیا تھا حضرت نے اس کا جو جواب مرحمت فرمایا وہ ذیل میں درج ہے

(سوال) مسئلہ ۲ ایسی عورت سے یوں کہا اگر فلانا کام کرے تو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے اور اس نے وہ کام کر لیا تو اس کے کرتے ہی تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔

اس صورت میں تین طلاق پڑنے میں تأمل ہے۔ کیونکہ جس وقت شرط مقدم ہو اور طلاق کا لفظ مکرر ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تکرار بذریعہ حرف عطف دوسرے بلا حرف عطف۔ اول صورت میں امام صاحب کے نزدیک شرط کے پائے جانے کے وقت ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور باقی طلاقیں لغو ہو جاتی ہیں اور صاحبینؒ کے نزدیک تینوں واقع ہوتی ہیں اور اگر تکرار بلا حرف عطف ہو جیسے کہ مؤلف نے کیا ہے تو اس صورت میں اول طلاق معلق ہوتی ہے اور دوسری فی الحال واقع ہوتی ہے اور تیسری لغو ہو جاتی ہے۔ وان علق الطلاق بالشرط ان کان الشرط مقدما فقال ان دخلت الدار فانت طالق وطالق و طالق وھی غیر مدخولۃ بانت بواحدۃ عند وجود الشرط فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ و لغا الباقی وعندھما یقع الثلاث ھذا کلہ اذا ذکرہ بحرف العطف فان ذکرہ بغیر حرف العطف ان کان الشرط مقدما فقال ان دخلت الدار فانت طالق طالق طالق وھی غیر مدخولۃ فالاول معلق بالشرط والثانی یقع للحال والثالث لغو ثم اذا تزوجھا و دخلت الدار ینزل المعلق وان دخلت بعد البینونۃ قبل التزوج حنث ولا یقع شئ عالمگیری مختصرا صـ۳۹۹ مصری ج۱

وفی البحر [۲۹۶/۳ج] وقیل بحرف العطف لانہ لو ذکر بغیر عطف اصلا نحو ان دخلت الدار فانت طالق واحدۃ واحدۃ واحدۃ ففی فتح القدیر یقع اتفاقا عند وجود الشرط ویلغو ما بعدہ لعدم ما یوجب التشریک اھ وقال العلامۃ ابن عابدین علی قولہ وقیل بحرف العطف فی ایمان البزازیۃ من الثالث فی یمین الطلاق ان دخلت الدار فانت طالق طالق طالق وھی غیر ملموسۃ فالاول معلق بالشرط والثانی ینزل فی الحال ویلغو الثالث وان تزوجھا ودخلت الدار نزل المعلق ولو دخلت بعد البینونۃ قبل التزوج انحل الیمین لا الی جزاء ولو موطوءۃ تعلق الاول ونزل الثانی والثالث اھ وھذا کما تری یخالف لما نقلہ ھنا عن الفتح الا ان یفرق بین واحدۃ واحدۃ وطالق طالق وھو الظاھر اھ ھذا ما ظھر لی واللہ اعلم بالصواب۔ اگر یہ اشکال صحیح ہے اور عبارت میں کسی ترمیم کی ضرورت ہے تو ترمیم فرمادی جائے تاکہ اصل مسئلہ کی جگہ لکھکر اس پر حاشیہ میں نوٹ لکھدیا جائے۔

ابو المظفر غفرلہٗ ۲۱ ربیع الاول ۵۶ھ

جواب از حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

(الجواب) ومنہ الصدق والصواب۔ طلاق ثلاث معلق میں باعتبار مطلقہ مدخول بہا وغیر مدخول بہا وباعتبار تقدیم شرط وتاخیر شرط وباعتبار عطف وعدم عطف بالواو آٹھ صورتیں ہیں جن کو ذیل میں اولاً نقشہ کی شکل میں ثانیاً عبارت میں ضبط کرتا ہوں پھر سب کے احکام نقل کرکے سوال کا جواب عرض کروں گا۔

نقشہ طلاق ثلث معلق بالشرط

لغیر المدخول بہا				للمدخول بہا			
تقدیم الشرط		تاخیر الشرط		تقدیم الشرط		تاخیر الشرط	
(۱) مع العطف بالواو	(۲) بغیر العطف	(۳) مع العطف	(۴) بغیر العطف	(۵) مع العطف	(۶) بغیر العطف	(۷) مع العطف	(۸) بغیر العطف

عبارت میں

۱ لغیر المدخول بہا بتقدیم الشرط مع العطف ۲ لغیر المدخول بہا بتقدیم الشرط بلا عطف ۳ لغیر المدخول بہا بتاخیر الشرط مع العطف ۴ لغیر المدخول بہا بتاخیر الشرط بلا عطف ۵ للمدخول بہا بتقدیم الشرط مع العطف ۶ للمدخول بہا بتقدیم الشرط بلا عطف ۷ للمدخول بہا بتاخیر الشرط مع العطف ۸ للمدخول بہا بتاخیر الشرط بلا عطف

احکام یہ ہیں فی العالمگیریۃ الفصل الرابع من الباب الثانی من کتاب الطلاق وان علق الطلاق بالشرط ان کان الشرط مقدما فقال ان دخلت الدار فانت طالق وطالق وطالق وھی غیر مدخولۃ (وھی الصورۃ الاولی) بانت بواحدۃ عند وجود الشرط فی قول ابی حنیفۃ ولغا الباقی وعندھما یقع الثلث وان کانت مدخولۃ (وھی الصورۃ الخامسۃ) بانت بثلث اجماعا الا ان علی قول ابی حنیفۃ

یتبع بعضہا بعضا فی الوقوع وعندہما یقع الثلاث جملۃ واحدۃ وان کان الشرط موخرا فقال انت طالق وطالق وطالق ان دخلت الدار وذکرہ بالفاء والظن انہا او مکان الواو) فدخلت الدار بانت بثلث اجماعا سواء کانت من خولۃ او غیر مدخولۃ (وہی الصورۃ الثالثۃ والسابعۃ، ہذا کلہ اذا ذکرہ بحرف العطف فان ذکرہ بغیر حرف العطف ان کان الشرط مقدما فقال ان دخلت الدار فانت طالق طالق طالق وہی غیر مدخولۃ (وہی الصورۃ الثانیۃ المذکورۃ فی بہشتی زیور) فالاول معلق بالشرط والثانی یقع للحال والثالث لغو وہو الذی ذکرہ المستفتی، ثم اذا تزوجہا ودخلت الدار ینزل المعلق وان دخلت بعد البینونۃ قبل التزوج حنث ولا یقع شیء وان کانت مدخولۃ (وہی الصورۃ السادسۃ) فالاول معلق بالشرط والثانی والثالث یقعان فی الحال وان اخر الشرط فقال انت طالق طالق طالق ان دخلت الدار وہو غیر مدخولۃ (وہی الصورۃ الرابعۃ) فالاول ینزل للحال ولغا الباقی وان کانت مدخولۃ (وہی الصورۃ الثامنۃ) ینزل الاول والثانی للحال ویتعلق الثالث بالشرط کذا فی السراج الوہاج وفی الدر المختار باب طلاق غیر المدخول بہا فی نظیر المسئلۃ وتقع واحدۃ ان قدم الشرط وفی رد المحتار ہذا عندہ وعندہما ثنتان ایضا ورجحہ الکمال (فی فتح القدیر) واقرہ فی البحر اھ۔

اب سوال کا جواب عرض کرتا ہوں کہ بہشتی زیور کا مسئلہ مبحوث عنہا ظاہراً صورۃ ثانیہ ہے جس کا حکم یہ ہے کہ پہلی طلاق معلق ہوگی اور دوسری فی الحال واقع ہوگی اور تیسری لغو ہوگی جیسا کہ سوال میں بھی نقل کیا گیا ہے اور روایات جواب میں بھی۔ اس بناء پر بہشتی زیور کی عبارت پر اشکال صحیح ہے اور اسکی تصحیح کیلئے عبارت کی ترمیم کافی نہیں بلکہ اس مسئلہ کو حذف ہی کر دینا چاہئے لیکن یہ امر قابل تامل ہے کہ اس حکم کی بناء تکرار بلا عطف ہے جیسا صیغہ مفروضہ سے ظاہر ہے اور اردو کے محاورات میں عام اہل لسان اس صورت میں عطف ہی کا قصد کرتے ہیں ممکن ہے کہ مؤلف بہشتی زیور نے (کہ مولوی احمد علی صاحب ہیں جیسا کہ احقر اپنی بعض تحریرات میں اسکو شائع بھی کر چکا ہے) اسکو عطف ہی میں داخل کیا ہو جو صور ثمانیہ میں سے صورۃ اولیٰ ہے اور اس میں امام صاحب اور صاحبینؒ اختلاف کرتے ہیں مؤلف نے صاحبین کے قول کو راجح سمجھ کر لیا ہو جیسا کہ روایات بالا میں فتح القدیر و بحر سے اسکا راجح ہونا نقل کیا گیا ہے اس صورت میں اشکال رفع ہو جائیگا خلاصہ یہ کہ اس حکم مذکور بہشتی زیور کی صحت دو مقدموں پر موقوف ہے ایک یہ کہ عطف و عدم عطف ہمارے محاورہ میں یکساں ہیں دوسرے یہ کہ صاحبین کا قول راجح ہے پس اگر یہ مقدمات مسلم ہوں تو حکم صحیح ہے ورنہ غلط۔ اور بہشتی زیور میں درمختار کے جس مقام کا حوالہ دیا گیا ہے وہ مقام باوجود تلاش کے نہیں ملا۔ نہ مستفتی نے اس سے تعرض کیا ممکن ہے کہ اسکے دیکھنے سے مزید بصیرت حاصل ہو سکتی۔ بہرحال اگر حذف کیا جاوے تو کسی تکلف کی ضرورت نہیں لیکن احتیاط یہ ہے کہ یہ حاشیہ کسی پاس والی مسئلہ پر لکھ دیا جاوے کہ اس مقام پر ایک مسئلہ تھا جو ظاہر عبارات فقہاء کے خلاف تھا اسکو باجازت اشرف علی حذف کر دیا گیا۔ اس حاشیہ میں یہ فائدہ ہوگا کہ دوسرے نسخے دیکھ کر یہ شبہ نہ ہوگا کہ شاید سہواً نہیں لکھا گیا، اور اگر باقی رکھا جاوے تو ایک حاشیہ اس پر لکھ دیا جاوے کہ یہ مسئلہ ظاہر عبارات فقہاء پر صحیح نہیں لیکن اگر محاورہ اردو کی بناء پر اسکو عطف میں بحذف عاطف داخل کیا جاوے اور اس مسئلہ میں جو اختلاف ہے اس میں صاحبین کا قول لے لیا جاوے تو اس توجیہ پر مسئلہ صحیح ہو سکتا ہے اب عوام کو چاہئے کہ اپنے معتقد فیہ عالم کے فتوے پر عمل کریں۔ واللہ اعلم۔ اشرف علی ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ہجری